بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ دائرۂ ادبیہ نمبر ۱۴

جلد اوّل

انگلستان کے مشہور مؤرخ و ادیب ایڈورڈ گبن کی شہرۂ آفاق و معرکۃ الآرا کتاب
"ہسٹری آف دی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر" کا اردو ترجمہ

از

سید مطلب حسین صاحب عالی بی۔ اے

شایع کردہ دائرۂ ادبیہ لکھنؤ
باہتمام محمد اسمٰعیل صدیقی

مطبوعہ ادبی پریس لاٹوش روڈ لکھنؤ

۱۹۲۶ء قیمت عہ

انتساب

مین اپنی ادبی خدمتون کے اس پہلے نتیجے

کو بصد افتخار و امتنان جناب نواب

محمد احمد سعید خان صاحب سی۔ آئی ای

ایم بی ای۔ دی آنریبل ہوم ممبر

صوبجات ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

کے نام نامی کے ساتھ معنون

کرتا ہون۔

خاکسار مترجم

فہرست مضامین تاریخ زوال روما جلد اوّل

باب پنجم

باب ششم

سویرس کی وفات، کیراکالا کے مظالم۔ مارسینس کا تخت پر قبضہ، الاگابالس کی غلطیان، الگزنڈر سویرس کے اخلاق حسنہ، فوج کی عیش پرستیان اور حاصل روم کی عام کیفیت ۔

باب ہفتم

مصنف

مقدمہ

(۱)

ایڈورڈ گبن انگلستان کا زبردست مورخ ۸ مئی ۱۷۳۷ء مین پیدا ہوا تھا، اس کے کئی بھائی تھے اور ایک بہن، وہ اکثر اپنی بہن کو یاد کرکے اُس کی موت پر افسوس کیا کرتا تھا، اگرچہ قدرت نے اس کے بھائیون اور بہن سب کو زمانۂ طفلی ہی مین آغوش لحد کے سپرد کر دیا تھا لیکن اس کو بھائیون کا اتنا افسوس نہ تھا جتنا بہن کا قلق تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بھائیون کی موت کے وقت نہایت خورد سال تھا اور ان کی شکل تک اُسکو یاد نہ تھی، لیکن اپنی چھوٹی بہن کی تصویر اکثر اس کے سامنے پھرا کرتی تھی اور اس کی طبیعت کو پریشان کیا کرتی تھی۔

اسکا دادا بہت بڑا انگلستان کی مالی حالت کا واقف کار، مُلکی محصولون کا ماہر اور کامیاب سوداگر تھا، تجارت سے اسنے بہت کچھ دولت جمع کر لی تھی۔ اسی زمانہ مین ساؤتھ سی نامی ایک کمپنی جاری ہوئی اور عرصہ تک یہ کمپنی نہایت کامیابی کے ساتھ چلتی رہی چونکہ حکومت کمپنی کی پشت پناہ تھی، اسوجہ سے عام طور پر سب لوگون کو کمپنی پر اعتبار ہو گیا تھا۔ وہ لوگ بھی جو سوداگری اور تجارت کا نام تک نہ جانتے تھے منافع کے خیال سے کمپنی کے حصہ دار بن گئے۔ اس سے کمپنی کے حصون کی قیمت دس گنی تک بڑھ گئی یعنی جس حصہ کی قیمت دس روپیہ تھی وہ سو سو روپیہ کو بک گیا۔ لیکن یہ حالت زیادہ عرصہ تک نہین رہی، پھر لوگ سمجھنے لگے کہ کمپنی کے حصون کی قیمت اتنی نہین ہو جتنی ہم نے ادا کی ہے، لوگ اپنے خریدے ہوئے حصے فروخت کرنے لگے، اب بتدریج قیمت گھٹنے لگی، یہان تک کہ یہ حصے اصلی قیمت پر آگئے۔ کمپنی کے اس انحطاط سے گبن کے دادا نے بھی نقصان اُٹھایا لیکن مرنے سے پہلے اُس نے اپنی ضایع شدہ دولت کا بہت بڑا حصہ، پھر پیدا کر لیا۔ وہ محصول وصول کرنے والا کمشنر بھی تھا، اور اسکے اکثر ہمعصرون کا خیال تھا کہ انگلستان کی مالی حالت، ملکی محصولون، اور تجارت کا جتنا علم اُسے ہے، اتنا کسی اور کو نہین ہے۔

گبن کا باپ، لیاقت، اور کام کاج مین اپنے باپ سے کہین کم تھا، اُسنے پہلے ویسٹ منسٹر اور اس کے بعد کیمبرج یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کی۔ پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہوا، عرصہ تک اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا اور شان سے زندگی بسر کرتا رہا۔ وہ کشادہ دل و دماغ کا آدمی تھا، اور رحم اس کی طبیعت مین ضرورت سے زیادہ تھا۔

گبن ایک ضعیف القویٰ بچہ تھا اس کی صحت بہت خراب رہتی تھی، اس کی وجہ سے اسکو کبھی مسلسل سکول جا سکا

موقع نہین ملا۔ اکثر اسکو کئی مدرسون مین یکے بعد دیگرے، داخل ہونا پڑا، ایک اسکول مین وہ نام لکھاتا، اور ڈاکٹرون کی رائے تبدیل آب و ہوا کی ہوتی تو اُمید صحت پر اس کو وہ اسکول چھوڑنا پڑتا تھا، اور ڈاکٹری مشورہ کے مطابق دوسرے مقام پر جاتا اور وہان کسی اسکول مین داخل ہوتا تھا، فطرتًا وہ طبیعت کا نہایت کمزور تھا، اسکولون کی سختیون اور زمانۂ تعلیم کی محنت سے ہمیشہ حالت طالبعلمی مین اسکو تکلیف پہونچتی رہی، لیکن باوجود علالت اور کمزوری کے اسکو پڑھنے کا بہت شوق تھا، اور وہ برابر مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ شروع شروع مین وہ ہر قسم کی کتابین پڑھتا تھا، لیکن بعد مین تاریخ سے اُسے خاص دلچسپی پیدا ہوئی۔ سولہ برس کی عمر مین اُسنے یونان، روم، عرب اور فارس وغیرہ کی تمام تاریخی کتابین جو انگریزی مین موجود تھین پڑھ لی تھین۔ اسی عمر مین اس کی صحت بحال ہونے لگی اور رفتہ رفتہ وہ تندرست ہونے لگا۔ ابھی جسم مین پوری توانائی نہ آنے پائی تھی کہ باپ نے اُسے آکسفورڈ یونیورسٹی مین داخل کردیا۔ اس زمانہ مین یونیورسٹیون کی خصوصًا اور عام تعلیم گاہون کی حالت عمومًا نہایت خراب تھی۔ پڑھنا پڑھانا برائے نام تھا، جماعتین، مختلف اشغال مین مصروف رہتی تھین۔ پڑھانے والے عیش و آرام کیا کرتے تھے۔ ادب، علوم، فنون سے یونیورسٹی کے اساتذہ اور طالب علمون کسی کو بھی کوئی دلچسپی نہ تھی، درس و تدریس کے لئے کوئی وقت مقرر نہ تھا، طلبہ کے لئے کسی قسم کی پابندیان نہ تھین، غیر حاضری پر ان سے کسی قسم کی بازپرس نہین ہوتی تھی، اور اکثر طلبہ ہفتون یونیورسٹی کے احاطہ سے باہر رہتے تھے اور کسی کو خبر نہ ہوتی تھی گبن اگر ماحول سے اثر پذیر نہ ہوتا تو تعجب تھا۔ وہ بھی نہایت اطمینان اور آزادی سے اِدھر اُدھر گھومتا رہا، اور پڑھنے لکھنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کی۔

ایام تعطیل مین جب گبن گھر گیا، تو البتہ اُسے پڑھنے اور کتابونکے مطالعہ کا شوق ہوا۔ اور اُسنے اُن مذہبی مباحث مین حصہ لینا شروع کیا جن کا اس زمانہ مین بہت زور تھا۔ مذہبی مباحث مین پڑنے اور عقائد کی جانچ پڑتال کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷۵۳ء مین وہ اپنے آبائی مذہب پروٹسٹنٹ کو خیرباد کہہ کے رومن کیتھولک ہوگیا جب اُسکے باپ کو معلوم ہوا تو اُس کو بہت تعجب و قلق ہوا۔ تبدیل مذہب کی وجہ سے گبن یونیورسٹی مین نہ داخل ہوسکتا تھا، اسلئے باپ نے یہ طے کیا کہ گبن کو سوئٹزرلینڈ روانہ کردے۔ ابھی تبدیل مذہب کو پورا مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ گبن کو سوئٹزرلینڈ جانا پڑا۔ وہان یہ مسٹر پیویلارڈ کی اتالیقی مین رہا، جن کا کام یہ تھا کہ اُسے تعلیم دین اور اس کے عقائد کو تبدیل کرین۔ گبن عرصہ تک یونیورسٹی مین شاندار طریقے پر رہ چکا تھا، اب مسٹر پیویلارڈ کے ہمراہ ایک معمولی سے مکان مین رہکر، زندگی بسر کرنا، نہایت دشوار معلوم ہوا۔ پہلے تو اُسے سخت تکلیف رہی لیکن بعد مین عادی ہوگیا اور اپنی قسمت پر صبر کرکے بیٹھ رہا۔ مسٹر پیویلارڈ کی اتالیقی کی بدولت اُسمین علمی و تاریخی ذوق پیدا ہوا، اور اسی ذوق نے گبن کو وہ شہرت دیدی جو آج زبان زد خلائق ہے۔

مسٹر پیویلارڈ کو اُس کی تعلیم مین اتنی دقت نہین پیش آئی جتنی اس کے عقیدہ کی تبدیلی مین۔ سوئٹزرلینڈ پہنچکر
ایک سال تک وہ رومن کیتھولک عقائد پر قائم رہا۔ لیکن مذہب پروٹسٹنٹ کے پادریون کے دلایل اور مسٹر پیویلارڈ
کی صحبت سے رفتہ رفتہ اُس کے خیالات بدلنے لگے۔ گبن خود لکھتا ہو کہ "مسٹر پیویلارڈ صرف ایک مقررہ حد تک
میرے خیالات تبدیل کرنے کے ذمہ دار ہین، ورنہ اصل مین یہ تبدیلی خود میرے غور و خوض کا نتیجہ تھی"۔ غرضکہ ۱۷۵۴ع
مین جب اُسے رومن کیتھولک مذہب اختیار کئے ڈیڑھ برس ہو چکا تھا، وہ پھر پروٹسٹنٹ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر کبھی
مذہبی مباحث اور عقائد کی جانچ پڑتال مین اُسے کوئی دلچسپی نہین ہوئی۔

وہ مسٹر پیویلارڈ کے ساتھ پانچ برس رہا۔ اس مدت مین جو تعلیم اُسنے حاصل کی وہ بہت مفید اور نتیجہ خیز تھی
مسٹر پیویلارڈ خود بہت اچھے آدمی تھے اور ان کی صحبت، اس کے واسطے بہت مفید ثابت ہوئی، لیکن دراصل،
وہ گبن ایسے ذی استعداد طالب علم کی اتالیقی کے لئے کافی نہ تھے، انھون نے گبن کو بہت کچھ پڑھایا، لیکن پھر اسکی
علمی تشنگی کو نہ سیراب کر سکے۔ گبن دنیا کی اُن چند منتخب ہستیون مین شمار ہوتا ہے جنھون نے محض اپنی لیاقت سے
کسب علم کر کے کمال حاصل کیا ہو۔ غرض، گبن نے پانچ برس کے عرصہ مین ادب، تاریخ، فلسفہ، اور دیگر
فنون مین بھی مہارت حاصل کی۔ مسٹر پیویلارڈ برابر اس کی مدد کرتے رہے اور جب انھون نے دیکھا کہ اب میرا شاگرد
مجھ سے سبقت لے گیا ہو تو انھون نے اپنی طبیعت سے مطالعہ وغیرہ کرنے کا اسے اختیار دے دیا، وہ خود کتابون
کا انتخاب کرتا اور ان سے فائدہ اُٹھاتا تھا۔

گبن کے یہ پانچ برس علمی مشاغل مین صرف ہوئے۔ وہ مطالعہ کرتا تھا، مختلف زبانون مین عبور حاصل کرنے
کی کوشش کرتا تھا، وہ صرف پڑھنے کو کافی نہ سمجھتا تھا بلکہ زبان کو پوری طور پر سیکھنے کے لئے اور اسمین اظہار خیال
کو ضروری سمجھکر ایک زبان سے دوسری مین ترجمے کرتا رہتا تھا، لوزان کے اکثر معزز اور پڑھے لکھے لوگون سے
ملتا جلتا اور ان سے تبادلہ خیالات کیا کرتا تھا۔

اسی زمانہ مین اُس نے سوسین کرکارڈ سے ملاقات کی، یہ خاتون سنہ ۱۷۴۰ع مین پیدا ہوئی تھی، وہ ایک پادری
کی لڑکی تھی۔ اس نے اپنے باپ سے تعلیم حاصل کی تھی، وہ اتنی ہی خوبصورت بھی تھی جتنی قابل تھی، لوزان مین
بچہ بچہ اس سے واقف تھا، اور علمی و ادبی شوق رکھنے والے اس کی تعریفین کرتے رہتے تھے، گبن نے اُسے پہلی
مرتبہ جب دیکھا، اسی وقت سے اُس سے محبت کرنے لگا۔ اسوقت اس کی عمر بیس برس اور سوسین کرکارڈ کی سترہ
برس کی تھی۔ یہ دونون اکثر ایک دوسرے سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کرتے رہتے تھے۔

لیکن جب گبن، انگلستان واپس آیا، تو اُس کے باپ نے اُسے سوسین کرکارڈ سے شادی کرنے کی اجازت
نہین دی، وہ خود لکھتا ہو کہ "مین نے ایک نامراد عاشق کی طرح ٹھنڈی سانس لی، لیکن بیٹے ہونے کی حیثیت سے

باپ کا حکم بجا لایا۔ یہ گبن ہر معاملہ میں اپنے باپ کا دست نگر تھا اس لئے بھی اسکا حکم ماننے پر مجبور تھا۔ اگر وہ انگلستان چھوڑکر لوزان جاتا تو شاید سوزین کے والدین اپنی لڑکی کا ہاتھ اس کے ہاتھ مین دینے سے انکار کر دیتے، انگلستان مین آکر اپنی مصروفیتون کی وجہ سے وہ سوزین کو کچھ بھول سا گیا۔ اور اس کی محبت محض دوستی مین تبدیل ہوگئی وہ اکثر سوزین کو خطوط لکھتا اور اس کی خیریت وغیرہ معلوم کرکے مطمئن ہوجاتا شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ اسے کبھی سوزین سے ملنے کی کوئی اُمید نہ تھی۔

ابھی جبکہ وہ لوزان ہی مین تھا اور جنگ ہفت سالہ زور شور سے جاری تھی باپ نے اُسے بلا بھیجا، حکومت فرانس نے اعلان کر دیا تھا کہ ہمارے ملک مین سے ہوکر کوئی شخص انگلستان نہین جا سکتا، اس وجہ سے دوسرا راستہ جرمنی ہوکر اختیار کیا گیا، گو حکومت انگلستان اور جرمنی کے تعلقات اچھے تھے اور انگلستان نے فریڈرک اعظم کو مدد دینے کا وعدہ کیا تھا، لیکن پھر بھی جرمنی ہوکر جانا خالی از خطر نہ تھا، ایک سوئس فوجی افسر نے گبن کو اپنے ہمراہ، پوشیدہ طور پر لیجانا منظور کیا اور اس طرح گبن ۱۱ اپریل ۱۷۵۸ء کو لوزان سے اپنے وطن بخیریت واپس آیا۔

وطن پہونچنے پر سب سے پہلے اپنی چچی کے گھر جاکر اُس سے ملا، اور بڑی دیر تک وہان رہا، وہ نیک خاتون، اُس سے بڑی محبت و شفقت سے باتین کرتی رہی۔ باپ نے بھی واپسی پر اُس کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا، اور اس طرح وہ تکلیف جو باپ کو بیٹے کے تبدیل مذہب سے ہوئی تھی بالکل رفع ہوگئی، اس کی عدم موجودگی مین اس کے باپ نے ایک عورت سے شادی کر لی تھی۔ گبن کو یہ بات بالکل گوارا نہ تھی، لیکن جب اسنے کچھ زمانہ ایسے مکان پر گزارا، تو اپنی سوتیلی ماں کی طرف سے اس کی تمام بدظنی رفع ہوگئی، وہ ہمیشہ گبن کے آرام کا خیال رکھتی تھی اور دل سے اس کی کوشش کرتی تھی کہ اُسے کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے، باپ کی وفات کے بعد بھی وہ اپنی سوتیلی ماں سے ملتا رہا اور ہمیشہ اُس کی عزت کرتا رہا۔

۱۷۶۰ء مین اسنے بغیر سوچے سمجھے فوج مین نام لکھا لیا اور ڈھائی برس تک بالکل فوجی زندگی بسر کرتا رہا۔ اس زمانہ مین اُسے کتابوں کے مطالعہ کی مطلق فرصت نہ ملی۔ وہ بے فکری سے اپنے فرائض منصبی انجام دیتا تھا، اسکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانا اور فوجی ایکٹرون کے مثل خیمون مین رہنا پڑتا تھا۔ پہلے پہل تو یہ زندگی بہت دلچسپ معلوم ہوئی، لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین اسکا خیال بدلگیا، کیمپ کی زندگی سے نفرت ہوگئی، کیونکہ کسی مقام پر مستقل طور سے رہنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی مونس علم و مطالعہ تنہائی بالکل میسر نہ ہوتی تھی، ہر شخص سے چاہے وہ کسی مذاق کا کیون نہ ہو اسے ملنا پڑتا تھا، اکثر نہایت بدتہذیب لوگون سے سابقہ رہتا تھا جن سے گبن کو کسی قسم کی دلچسپی نہ تھی۔ الغرض آخر وقت گبن کو یقین دلا دیا کہ وہ فوجی ملازمت کا اہل نہین ہون، اس خیال کا آنا تھا کہ فوج سے اس کو بالکل نفرت ہوگئی لیکن اسنے فوراً ہی استعفا نہین دیا اور اپنا

فرض انجام دیتا رہا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس زمانہ مین چند لوگون سے اُس کے تعلقات بڑھ گئے تھے، اور ان کی صحبت کو وہ غنیمت خیال کرتا تھا۔ سنہ ۱۷۶۲ء مین اس کی کمپنی ملازمت سے علیحدہ کردی گئی اور بجائے اسکے کہ وہ خود مستعفی ہوتا، قسمت نے اسکو فوج سے نجات دلادی۔ ملازمت سے الگ ہونے کے بعد ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ پیرس گیا اور اُسنے وہ سفر کرنا شروع کیا جس کی مدتون سے تمنا تھی۔

اوائل سنہ ۱۷۶۳ء مین وہ اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ سب سے پہلے وہ پیرس گیا اور وہان تین مہینہ تک مقیم رہا۔ آدمی کسی غیر قوم کے کیرکٹر کو بڑی مشکل سے سمجھ سکتا ہی چنانچہ اس زمانہ مین اکثر انگریزون نے فرانس کا سفر کیا اور فرانسیسی کیرکٹر کے متعلق جو خیالات ظاہر کیے، ان مین بہت اختلاف ہی۔ جب گبن لندن سے روانہ ہوا ہے تو اسنے چند آدمیونکے نام خطوط حاصل کرلئے تھے تاکہ اسکو فرانسیسی لوگون سے ملنے جلنے کا موقع مل سکے لیکن ان خطوط کی ضرورت نہ پڑی، فرانسیسی بہت ملنسار ہوتے ہین اور وہ باسانی ہر طبقہ کے لوگون سے مل جل سکتا تھا۔ ۸ مئی سنہ ۱۷۶۳ء مین وہ پیرس سے روانہ ہوکر لوزان گیا۔ اُسنے لوزان مین صرف تھوڑے عرصہ تک قیام کیا، اُس کے بعد اٹلی کی تیاری کی، جب وہ اٹلی کے دار السلطنت روم مین پہونچا تو اُسنے ہر تاریخی عمارت، مقام اور چیز کو غور سے دیکھا، وہ روم مین قریب چار ماہ، اور نیپلس مین ڈیڑھ ماہ رہا اٹلی سے واپسی کے وقت اُس کا ارادہ تھا کہ مین جنوبی فرانس ہوکر جاؤنگا لیکن گھر سے جو خطوط اُس کے پاس پہونچے انسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ اس کی آمد کا بے چینی سے انتظار کررہے ہین، اسلئے گبن ماہ جون سنہ ۱۷۶۵ء مین سیدھا وطن واپس آیا۔

سنہ ۱۷۷۰ء مین اس کے باپ نے وفات پائی، باپ کی وفات سے اس کی آمدنی مین بہت کمی ہوگئی، ریاست کے کچھ ایسے جھگڑے اُٹھ کھڑے ہوئے جو دو برس تک نہ سلجھ سکے لیکن جب یہ جھگڑے طے ہوگئے تو اس کی آمدنی اتنی تھی کہ وہ آسانی سے گزر کرسکتا تھا، اس زمانہ مین جب وہ لندن مین تنہا اپنے مکان مین زندگی بسر کررہا تھا، تو اُس کا معمول تھا کہ وہ صبح اُٹھکر مطالعہ کتب مین مصروف رہتا، سہ پہر اور شام کو لوگون سے ملتا جلتا۔ غرضکہ وہ اپنی حالت سے بالکل مطمئن تھا، اُس نے ایک اچھا ذخیرہ کتابون کا فراہم کیا تھا اور زیادہ وقت کتبخانہ مین صرف کرتا تھا۔

سنہ ۱۷۷۴ء مین وہ پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کیا گیا لیکن پارلیمنٹ کی ممبری اُس کے لئے چندان مفید نہ تھی اُس نے کبھی ملکی معاملات مین زیادہ دلچسپی نہین لی، وہ سیاست سے بے بہرہ تھا، اُس کو ملکی و سیاسی معاملات سے کوئی دلبستگی نہ تھی، اگر وہ چاہتا تو اس مجلس مین بھی امتیازی شان پیدا کرسکتا تھا، لیکن نہ اس طرف اسنے توجہ کی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی، اُس کی مثال اُس فقیر کی سی تھی جو دنیا سے ترک تعلق کرکے اپنی عاقبت کی فکر

ہین ہو اور دنیا سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔

اس زمانہ مین برابر اسنے اپنے علمی مشاغل کو جاری رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ تین برس کی مسلسل محنت کے بعد ۱۷۷۶ء مین اس کی تاریخ زوال روما، کا پہلا حصّہ شایع ہوا۔ گبن کا خیال تھا کہ پہلی مرتبہ صرف پانچسو کاپیان شایع کیجائین، لیکن پبلیشر نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک ہزار جلدین شایع ہون۔ غرضکہ جب ۱۷۷۶ء مین یہ کتاب شایع ہوئی تو لوگون نے اُمید سے زیادہ قدردانی کی۔ کتاب ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی اور جلدہی دوسرے پھر تیسرے اور چوتھے اڈیشن کی ضرورت ہوئی۔ اس کتاب کی نہ صرف عوام نے، بلکہ سمجھدار، اور وسیع النظر نقادون نے بھی تعریف کی۔ ۱۷۸۱ء تک دو جلدین اور شایع ہوئین، لیکن یہ جلدین، پہلی جلد کے برابر مقبول نہین ہوئین۔

گبن کے اخراجات آمدنی سے بہت زیادہ تھے۔ اُس زمانہ مین ایسے معزز افلاس زدہ لوگ اپنی سفید پوشی نباہنے اور بھرم قائم رکھنے کے خیال سے لندن کی سکونت ترک کر دیتے تھے۔ اور کسی دوسرے مقام پر بود باش اختیار کر لیتے تھے۔ گبن نے بھی یہی کیا اور لوزان چلا گیا۔

گبن کی زندگی کے آخری سال، نہایت بے اطمینانی سے کٹے۔ اس کی تندرستی خراب ہوگئی تھی اور وہ اکثر بیمار رہتا تھا۔ اسی زمانہ مین اس کے کئی عزیزون اور دوستون نے بھی وفات پائی، اس لئے لوزان سے بھی وہ بر داشتہ خاطر ہوگیا۔ اور سیر سفر سے اپنے دل بہلانے کا قصد کر لیا، اور لوزان سے چل کھڑا ہوا، گھومتا پھرتا مختلف مقامات پر ہوتا ہوا وہ، لندن آیا۔ یہان کچھ دن وہ ہنسی خوشی بسر کرتا رہا، لیکن مدّت حیات بہت تھوڑی باقی رہ گئی تھی، علالت کا سلسلہ جاری تھا، کبھی کبھی تھوڑا آرام ہو جاتا تھا۔

۱۷۹۴ء مین کچھ کم، ۵۰ برس کی عمر مین گبن نے اس دارفانی سے عالم جاودانی کی راہ لی، مرتے وقت اسکو بہت سکون تھا، کسی قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ کی علامات اُس کے چہرہ پر نہ تھین، آخری دم تک اس کے ہوش حواس قایم تھے جب اس کی زبان بند ہوچکی تھی تو کسی نے اُس سے کوئی بات پوچھی، اُسنے اشارہ سے اُس کو بتا دیا کہ مین تمھاری گفتگو سمجھ رہا ہون۔

(۲)

یہ ایک عام اصول ہے کوئی شخص بغیر محنت اور، کتابون کی ورق گردانی کے بغیر اچھا مصنف، دقیق النظر اور وسیع المعلومات اہل قلم نہین بن سکتا، کوئی مصنف کیون نہ ہو، اس کی ابتدائی حالات پر نظر کرنے سے

معلوم ہوگا کہ شروع مین، نہ اس کے قلم مین قدرت تھی، نہ زبان مین لطافت، خیالات جن کا اظہار اُس نے ابتدائی مضامین، اور کتابون مین کیا ہوگا، بالکل پیش پا اُفتادہ ہونگے، عبارت سادہ ہوگی، اور مضامین معمولی ہونگے لیکن جوجو معلومات مین ترقی، زبان پر قدرت اور دماغ مین صلاحیت آتی گئی۔ اُسی نسبت سے اس کی تحریر کا رنگ بھی بدلتا گیا۔

گبن کا ابتدائی علمی کارنامہ یہ تھا کہ اسنے لوزان مین طالب علمانہ زندگی بسر کرتے وقت ایک کتاب تیار کی تھی، اس کو وہ اپنے ساتھ لیتا آیا تھا، اور بعد مین یہ فرانسیسی زبان مین شایع کردی گئی۔ اس کتاب کی زبان معمولی، تحریر سادہ، اور ایک حد تک غیر دلچسپ ہے۔ لیکن جن خیالات کا اسمین اظہار کیا گیا ہے، وہ ایک معمولی درجہ کی قابلیت والے انسان سے زیادہ بلند ہین۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گبن نے اس چھوٹی سی کتاب مین ان خیالات سے بالکل اختلاف کیا ہے جو اُس کے عہد مین عام طور پر تسلیم کئے جاتے تھے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین قوت اجتہاد کافی موجود تھی۔

گبن کی زندگی، تقریبًا بالکل علمی زندگی تھی۔ تاریخ سے اُسے خاص دلچسپی تھی، اس لئے جب کبھی اُسنے کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو تاریخی مضامین کی طرف توجہ کی۔ یکے بعد دیگرے کئی مضامین اسنے شروع کئے، لیکن انکو مختلف وجوہ سے ترک کردیا۔

جب گبن سیر و سیاحت کے لئے روم گیا تھا تو ایک دن بیٹھا ہوا اس قدیم شہر کے کھنڈرات اور گری ہوئی عمارتون کو بہ نظر عبرت دیکھ رہا تھا۔ اس موقعہ پر پہلے پہل اُسے اس عظیم الشان سلطنت کے زوال اور خاتمہ کی مفصل تاریخ لکھنے کا خیال پیدا ہوا۔

تصنیف و تالیف کے میدان مین آنے کے لئے اُس نے سب سے پہلے یہ تجویز کیا کہ مین سوئٹزرلینڈ کی تاریخ لکھون، اُسے ملک سوئٹزرلینڈ سے بہت دلچسپی تھی، اُسنے وہان کی زبان مین پوری مہارت پیدا کی تھی اور ایک دوست بھی اُس کی مدد کے لئے تیار تھا۔ گبن نے اس کو شروع تو کردیا، لیکن بعد مین اُسنے محسوس کیا کہ یہ کام میرے بس کا نہین ہے۔ اس تاریخ کا بہت سا مواد، جرمنی زبان مین تھا اور گبن کو یہ زبان مطلق نہ آتی تھی۔ دو سال تک وہ اس کام مین مصروف رہا۔ اُسنے بہت سے کتبے وغیرہ فراہم کئے اور بڑی محنت سے ان کا ترجمہ کرایا اور ان کو ترتیب دیتا رہا۔ جب ایک حصہ کتاب کا تیار ہوچکا تو وہ ایک علمی انجمن کے سامنے پیش کیا گیا۔ گبن نے بھی بڑے اشتیاق سے انجمن کے اس اجلاس مین بغیر اپنا نام ظاہر کئے شرکت کی لیکن اراکین انجمن کو اس کتاب مین بہت سی کمزوریان نظر آئین۔ گبن کو اپنی محنت کا ثمرہ نہ ملنے اور اعتراضات کی بوچھار کی وجہ سے بہت رنج ہوا۔ لیکن جب مسودہ اُسکے پاس واپس آیا تو اُسنے اپنی غلطیون کو تسلیم کیا اور اُسکو جلا دیا

(۳)

بعض مغربی دانشوروں کا یہ قول کہ تاریخ کا مطالعہ انسان کو عقل مند بنا دیتا ہے، بالکل سچا ہے، انسان دیکھتا ہے کہ زندگی میں طرح طرح کے واقعات و مصائب پیش آتے ہیں اور جن لوگوں کو قدرت سے عقل عطا ہوئی ہے وہ اُن دقتوں اور جھگڑوں کو تدبیر سے اپنے حسب مطلب بنا لیتے ہیں، اور جب ناظر تاریخ کے واقعات کو پڑھتا ہے تو اُس کا ذہن خود بخود واقعات سے نتائج استنباط کرتا ہے اور ذہن سے گو اکثر اوقات، واقعات تاریخی محو ہو جاتے ہیں، لیکن ان نتائج کے نقوش ایسے گہرے ہوتے ہیں جو عموماً تمام عمر باقی رہتے ہیں، اور انسان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

جس طرح مغرب نے تمام علوم فنون، صنعت و حرفت، طریق بود و باش وغیرہ کا معیار اتنا بلند کر دیا ہے کہ اُس کے سامنے قدیم زمانے کی سب چیزیں پست نظر آنے لگی ہیں، اور اب ہم اپنی زندگی کا مقصد اُس سے بالکل مختلف قرار دیتے ہیں جو پُرانے لوگوں کا ہوا کرتا تھا۔ ہم علوم و فنون سے اب وہ کام لینا چاہتے ہیں جو اگلے وقتوں میں نہیں لیا جاتا تھا، وقت کے ساتھ ساتھ انسان کی عقلی و علمی ترقی ہوئی ہے اور اسی وجہ سے تاریخ کا مقصد کچھ سے کچھ قرار دیا جاتا ہے، آجکل تاریخ نگاری کا مقصد، شاہان گذشتہ کے حالات و واقعات بیان کرنا ہی نہیں ہے، بلکہ فن اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ اگر پورے طور سے کوئی شخص تاریخ لکھنا چاہے تو ایک ملک کی تاریخ شاید وہ اپنی تمام عمر میں لکھ سکے تو لکھ سکے۔ اب تاریخ پر اقتصادی، علمی، معاشرتی، سیاسی، جغرافیائی، طبیعی وغیرہ، سیکڑوں طرح سے روشنی ڈالی جاتی ہے لیکن جہاں اتنی وسعت و ترقی ہوئی ہے وہاں یہ بھی ہے کہ مورخ ان میں سے ایک شاخ کو انتخاب کر کے اُسی پر قناعت کرتے ہیں۔

تاریخ کا مقصد فی زمانہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ بنی نوع انسان اور اس کے متعلق جو چیزیں ہیں ان کا مطالعہ کیا جائے لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلسفہ و سائنس کا بھی یہی مقصد ہے اور اس طرح تاریخ و فلسفہ و سائنس ایک چیز ہو جاتی ہیں۔ لیکن دونوں میں ایک نازک فرق ہے فلسفہ چیزوں کی ماہیت دریافت کرتا ہے علت و معلول میں فرق کرتا ہے۔ جذبات، خیالات، عادات، اطوار وغیرہ کی موشگافیاں کرتا ہے۔ سائنس موجودات آدمی کے متعلق تحقیق کرتی ہے کہ وہ کن اجزا سے بنی ہیں، ان کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے حیات کا دار و مدار کن چیزوں پر ہے اور اسی قسم کے دوسرے مسائل ہیں جن سے سائنس بحث کرتی ہے، تاریخ کا موضوع ان دونوں سے الگ ہے وہ صرف ان واقعات و حالات سے بحث کرتی ہے جن کا تعلق انسان کی ذات اور اس کے متعلقین سے ہوتا ہے ان حالات کی تفتیش اُن کی تدوین اور اسباب کی فراہمی تاریخ کا مقصد ہے اور اس لئے اس کا مقصد فلسفہ

سائنس دونون سے جدا ہی۔

تاریخ شماری کے متعلق اب تک اہل علم مین اختلاف رائے پایا جاتا ہی۔ ایک گروہ کہتا ہی کہ "جب تک تاریخ مین ادب کی چاشنی نہ ہو، وہ بیکار ہی" دوسرے فریق کا دعویٰ ہی کہ "ادبی چاشنی، الفاظ کی نشست وخوبی، سلاست وغیرہ ادبی کتابون کے لئے زیادہ موزون ہی، اور اگر کوئی شخص تاریخی واقعات کو تسلسل کے ساتھ صاف زبان مین بیان کر سکے تو کافی ہی"

گبن کے متعلق اکثر اہل الرائے متفق ہین کہ وہ ادیب بھی اتنا ہی بڑا ہے جتنا بڑا مورخ، اگر تاریخ سے ذوق رکھنے والے، اس کے تسلسل بیان، اور صحیح استنباط نتائج کے قایل ہین تو ادیب بھی اس کے ایک ایک جملہ پر سر دھنتے ہین اور اس کی زبان کی لطافت سے مزے لیتے ہین۔ حالانکہ یہ دونون صفتین کسی مصنف مین ذرا مشکل سے جمع ہوتی ہین، لیکن قدرت نے گبن کو دونون چیزین عطا کی تھین اور اس کا نتیجہ ہے کہ اُسنے یہ ایک ایسی کتاب لکھ دی ہی جس کا دنیا کی بہترین کتابون مین شمار ہی۔ گبن زبان کی لطافت کو کہین ہاتھ سے نہین جانے دیتا۔ اور وہ الفاظ استعمال کرتا ہی کہ اُس سے بہتر کیا اسکے برابر بھی مشکل سے ملین گے، واقعات تاریخی کو اسی مقام پر بیان کرتا ہی جہان بیان کرنا چاہئے اور اُن سے جو نتائج نکالتا ہی وہ وہی ہوتے ہین جو سمجھ مین آسکتے ہین، اُسکے طرز تحریر مین شوخی ضرور ہی لیکن وہ تاریخی صحت کو کہین ہاتھ سے نہین جانے دیتا۔

ہر بڑے مصنف کے چند خاص خیالات ہوتے ہین، اور مشکل و پیچیدہ مسائل کے متعلق وہ اپنی ذاتی رائے رکھتا ہے۔ مقصد تاریخ کے متعلق بھی اہل عقل کے جُدا جُدا گروہ ہین۔ گبن کے خیال مین تاریخ کا یہ کام نہین ہی کہ پیچیدہ مسائل کی تشریح کرے یا ان کا جواب دے۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہی کہ وہ تاریخی واقعات ایسے دلآویز و دلچسپ پیرایہ مین بیان کر دے کہ پڑھنے والا اپنے ذہن مین واقعات کی اہمیت اور دوسرے حالات سے انکا جو تعلق ہی اُسے پوری طور پر سمجھ لے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ خود لکھتا ہی کہ "مجھے اکثر بادشاہون کے دلچسپ حالات بیان کرنے سے درگزر کرکے وہ باتین لکھنا پڑین گی جو عام نظرون مین غیر دلچسپ ہونگی، لیکن فی الحقیقت یہی باتین وہ چیزین ہین جنکا بیان کرنا ایک مورخ کے لئے ضروری ہی"

گبن نے جو واقعات جمع کئے ہین وہ اس کے نقطۂ خیال سے صحیح ہین لیکن غلطی اور صحت کا معیار ہمیشہ زمانہ کی علمی سطح سے ہوا کرتا ہے۔ جتنی باتین اس زمانے تک معلوم ہو چکی تھین، اور جن کتابون کا پتہ چل سکا تھا، ان سب کو گبن نے سامنے رکھا تھا، اس کے علاوہ وہ خود روم و یونان کی زبانون پر پوری قدرت نہ رکھتا تھا اور اس وجہ سے جو مواد اسے ملا بھی ہی اُس سے وہ پوری طور پر فائدہ نہین اُٹھا سکا ہے۔ اُس کے بعد اور جن مورخین نے اس زمانہ کی تاریخ لکھی ہے، انھون نے گبن کی لکھی ہوئی بعض باتون کو غلط ثابت کیا ہی، لیکن اس کی وجہ یہی

تھی گبن کے بعد کے زمانے کے مورخون کو زیادہ مواد ملا اور انھون نے ایسے حالات مین زکر کام کیا کہ وہ گبن کی فروگذاشتون پر نظر کر سکے۔ یہ اختلافات صرف واقعات ہی تک محدود نہین ہو بلکہ بعض حضرات نے بعض ان نتائج کو بھی غلط قرار دیا ہے جنھین گبن نے استنباط کیا تھا، لیکن اس سے گبن کی قابلیت پر کوئی حرف نہین آتا، اس لئے کہ اتنی صحیح کتاب کا لکھنا، اتنے واقعات کو جمع کرنا، ان کو ترتیب سے بیان کرنا، پھر ان سے نتائج نکالنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ پھر اس کی تالیف نقش اول تھی اور دوسرے حضرات کی کتابون کی حیثیت خواہ وہ بہتر ہی کیون نہو نقش ثانی کی تھی، دران حالیکہ مجموعی حیثیت سے بعد کی سب تاریخین اس موضوع پر گبن کی تاریخ سے گری ہوئی اور پست ہین، نہ کسی مین اتنی خوبیان ہین نہ کسی کو یہ مقبولیت نصیب ہو۔ سب سے بڑی بات اسمین یہ ہو کہ انگریزی قوم کی حکومت اور اسکی طرز حکمرانی اور برٹش شاہنشاہی کے لئے گبن کی تاریخ زوال روما دلیل راہ بن رہی ہے۔ رومن امپائر کے خدا اصفاع اکے بر عمل پیرا ہونیکا مواد سب سے زیادہ، سب سے بہتر اور سب سے پہلے گبن نے اپنی قوم کے لئے جمع کیا ہو، اور وہ ایسے دلنشین سبق آموز طریقہ سے کہ اس سے بہتر کیا معنے اسکے برابر بھی مشکل ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہو کہ یہ نہایت جامع ہو۔ مورخ نے جتنے حالات اس مین جمع کئے ہین وہ اتنے کافی ہین اور ان کو اتنی شرح سے بیان کیا گیا ہو کہ اس کے بعد پڑھنے والے کو رومی و یونانی زبانون مین جو تاریخی مواد ہو، اس کی طرف توجہ کرنے کی چندان ضرورت باقی نہین رہتی۔

انہی خوبیون کی بدولت تنقید نگارون نے مجبور ہو کر لکھ دیا ہو کہ زوال روما کی کوئی تاریخ اس سے بہتر یورپ کی کسی دوسری زبان مین موجود نہین ہو۔
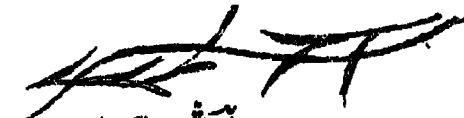
گبن نے اپنا موضوع نہایت عمدہ رکھا ہو، ایک عظیم الشان سلطنت کے تدریجی زوال کو بیان کرنا ان کے اسباب کو دکھانا اور پھر نتائج کو پیش کرنا یہ سب ایسی باتین تھین جن کے لئے گبن ہی کے دل سے دل و دماغ والے شخص کی ضرورت تھی، اسنے زوال روما کی تصویر اس خوبی سے کھینچی ہو کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم واقعات کو اپنی نظرون سے دیکھ رہے ہین۔ تاجدارون کی عیش پرستیون کا جہان نقشہ کھینچا گیا ہو اس کے پڑھتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ عیش و عشرت کے جلسون اور حسینون کے مجمع مین ان تاجدارون کے ساتھ ہم بھی بیٹھے ہوئے عبرت کی نگاہ سے ان واقعات کو دیکھ رہے ہین، اس کتاب کے اکثر مقامات ایسے ہین جن کے پڑھنے سے ذہن کے سامنے وہ رومی ایکٹرس آجاتے ہین جنھون نے وہ کچھ کیا کہ سلطنت روما کو رفتہ رفتہ تباہی و بربادی کے کنارے پر لے آئے اور جب ایک دفعہ یہ نوبت پہنچ چکی تو باوجود انتہائی کوششون کے اُسے کوئی نہ بچا سکا۔

جب کسی کے بُرے دن آتے ہین اور اسکا نام صفحہ وجود سے مٹنے والا ہوتا ہے تو اس کے اسباب بھی فراہم ہو جاتے ہین۔ رومیون کے زوال کی تاریخ عبرت کا مرقع اور درد کا افسانہ ہو۔ وہی چیزین جن پر سلطنت کی بقا کا

مدار تھا، قدرت کے اشارے سے اسی کے لئے تخریب کا باعث بن گئیں، وہ رومی سپاہ جس کے انتظام جس کی بہادری اور جس کے سامان حرب پر مدتوں سلطنت و حکومت سطوت و صولت نازاں رہی ہے، بعد میں ایسی حالت کو پہونچ گئی کہ کسی کے سنبھالے نہ سنبھل سکی، اور اسی نے سلطنت کی بنیاد کو ایسا کمزور کیا کہ عظیم الشان سلطنت کے تاجداروں کی حیثیت کمزور اور بے دست و پا بچوں کی سی رہ گئی۔ جس تخت پر آگسٹس جیسے فرمان روا نے بیٹھ کر داد حکومت دی تھی، بعد میں اسی پر ایسے ایسے بادشاہ بیٹھے جو اپنی فوج کے ادنیٰ سپاہیوں کے اشاروں پر نقل و حرکت کرتے تھے، اور اگر ذرا بھی آزادی کا خیال کرتے تو موت کے گھاٹ اتار دئے جاتے تھے۔

گبن، اسکی علمی و تاریخی حیثیت اور اس کی معرکۃ الآرا بے نظیر تاریخ زوال روما کے متعلق مختصراً جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ موقع کے لحاظ سے ناظرین کتاب کے لئے ایک حد تک امید ہے کہ کافی ہوگا، اب صرف اردو ترجمہ کے متعلق کچھ اور کہا جا سکتا ہے مگر اسکا حسن و قبح ناظرین کرام کی رائے پر ہے۔ ترجمہ جہاں تک ہو سکا ہے لفظی کیا گیا ہے، تاہم اردو محاورہ کو حتی الامکان ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا ہے۔ اصل میں جو زور اور ادبی خوبی ہے تقریباً وہی اردو میں بھی موجود ہے۔ میرے کرم دوست مولوی مطلب حسین صاحب عالی لکھنوی، بی، اے در اصل شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے ایک سال کی مسلسل محنت و کاوش سے ترجمہ ختم کیا ہے۔

آخر میں اپنے دوست مولوی محبوب علی ناظم دائرۂ ادبیہ لکھنؤ کے متعلق بھی چند کلمات لکھے بغیر نہیں رہ سکتا جنھوں نے دائرۂ ادبیہ کی مالی مشکلات کے باوجود اتنی ضخیم کتاب کی طباعت و اشاعت کے لئے کمر ہمت باندھی، میں مولوی صاحب موصوف کے علمی و ادبی ذوق کو بہت مغتنم سمجھتا اور اردو زبان کی خدمت کے لئے ان سے بہت کچھ امید باندھ سکتا ہوں، خدا ان کے ارادوں میں برکت دے، اور مکروہات سے علیحدہ رکھے۔

رحم علی الہاشمی، بی، اے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ زوال روما جلد اوّل

انٹونینس کے عہد حکومت میں سلطنت کی وسعت اور طاقت

تمہید سنہ عیسوی کی دوسری صدی میں روم کی سلطنت میں روئے زمین کے بہترین مقامات شامل تھے اور اس میں مہذب اور متمدن قومیں آباد تھیں، اس عظیم الشان سلطنت کی حفاظت کچھ تو روم کے جانباز کرتے تھے اور کچھ اسکی شہرت و اقبالمندی۔ رومیوں کے اطوار و عادات اور انکے قوانین کے خوشگوار لیکن زبردست اثر نے تمام صوبوں کو رفتہ رفتہ مربوط و متحد کر دیا تھا۔ ان صوبوں کے امن پسند باشندے مال و دولت سے بہرہ ور تھے اور امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، لیکن اکثر دولت کا ناجائز استعمال بھی کرتے تھے۔ جو حکومت قائم تھی اس کی بنیاد آزادی کے اصول پر تھی، لوگ اسکو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے، رومی مجلس ملکی کو تمام اعلیٰ اختیارات حاصل تھے اور یہی جماعت تھی جو رومی شاہنشاہوں کو کار فرمائی کے اختیارات عطا کرتی تھی۔ اسّی برس سے زاید عرصہ تک سلطنت کی باگ خوش قسمتی سے نروا، ٹراجان، ہیڈرین اور دو انٹونینس کے ایسے مدبروں کے ہاتھوں میں رہی۔ پہلے اور دوسرے باب میں انھیں کا ذکر ہو۔ پھر مارکس انٹونی کی وفات کے بعد اُن حالات کا بیان ہو جو سلطنت کے زوال اور تباہی کا باعث ہوئے یہی وہ زبردست انقلاب تھا جو کبھی تاریخ عالم کے صفحات سے نہیں مٹ سکتا اور جسکے اثرات کو دنیا کی قومیں آج بھی محسوس کرتی ہیں۔

آگسٹس کا اعتدال رومیوں کی تمام فتوحات جمہوریہ کے زمانہ میں حاصل ہوئیں اور بعد کو جن شاہنشاہوں نے تخت سلطنت پر قدم رکھا وہ ان فتوحات سے خوش تھے جو مجلس ملکی کے طرز عمل، کانسلس کے مقابلہ، لوگوں کے فوجی جوش سے حاصل ہوئی تھیں۔ پہلی سات صدیوں میں اُن لوگوں کو بہت سی فتوحات نصیب ہوئیں لیکن یہ صرف آگسٹس کا حوصلہ تھا کہ وہ روئے زمین کے تمام باشندوں کو زیر نگین کرنے کی خواہش بالائے طاق رکھکر پبلک کونسلس میں اعتدال کی روح پھونکے، چونکہ وہ فطرۃً صلح اور اعتدال

مترجم

پسندی کی طرف مائل تھا اسوجہ سے اس کے لئے یہ معلوم کرنا نہایت آسان تھا کہ سلطنت روما نے ایسی زمین تک
مین فتوحات کی اُمیدین کم تھیں، اور خطرات بہت زیادہ ہین آگسٹس نے یہ بھی دیکھا کہ اگر دور دراز مقامات پر فوج
کشی کیجاتی ہو تو رومی سپاہ کو ہر وقت نئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کی فتوحات زیادہ مشکوک ہوجائین
گی۔ جن مقامات کو وہ اپنے تصرف مین لے گئے ہین انکا قبضہ ناپائیدار اور بیکار ہوجائیگا۔ ان سے کسی قسم کا
فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ اس خیال کو آگسٹس کے ذاتی تجربون سے اور زیادہ تقویت ہوئی اور اسکو پورا یقین ہوگیا کہ
سلطنت روم کی عظمت و بقا کے لئے جن چیزون کے لینے کی ضرورت ہو وہ اسکے کونسلس کی جانفشانہ
جدوجہد سے نہایت آسانی کے ساتھ حاصل ہوجائینگی، بجائے اس کے کہ وہ لڑنے اور اپنی سپاہ کو خطرہ مین ڈالتا
اسنے پارتھیا والون سے معاہدہ کرلیا جس کی رو سے اسکو وہ تمام علم اور قیدی وغیرہ واپس ملے جو کراسس کی شکست
کے وقت پارتھیا والون نے چھین لئے تھے۔

آگسٹس کی ابتدائی حکومت مین اس کے سپہ سالارون نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ ایتھوپیا اور عربیا
فیلکس کی قوتون کو کم کردین، اس لئے وہ خط سرطان سے ایک ہزار میل تک جنوب کی سمت بڑھتے ہوئے چلے
گئے، لیکن آب وہوا کی صعوبت نے زیادہ نہ بڑھنے دیا۔ اور اس طرح ان مقامات[1] کے خاموش زندگی بسر کرنے والے امن
پسند باشندے تاخت وتاراج سے بچ گئے۔ برعظم یورپ کے شمالی ممالک اس قابل نہ تھے کہ ان پر اس حملہ کے
اخراجات وتکالیف وغیرہ کا بار ڈالا جاتا۔ جرمنی کے جنگلون اور دلدلون مین ایسے قوی وحشی آباد تھے جن کو پابند
ہوکر زندگی بسر کرنا گوارا نہ تھا۔ اگرچہ پہلے حملہ مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ رومیون کے سامنے سپر ڈال دینگے لیکن
فوراً ہی انھون نے اپنے طرز عمل سے آزادی حاصل کرلی۔

اس شاہنشاہ کی وفات پر اس کی تحریر مجلس ملکی مین عوام کے سامنے پڑھی گئی اسنے اپنے ورثا کے لئے بڑی
بیش قیمت جائداد چھوڑی، وہ بیش قیمت جائداد یہ نصیحت تھی کہ رومی سلطنت کو ان حدود سے کبھی تجاوز نہ کرنا
چاہئے جنہین قدرت نے اسکو محدود کردیا ہو، اس سلطنت کے مغرب مین بحر اٹلانٹک، شمال مین رائن، اور
ڈینیوب، مشرق مین دریائے فرات، اور جنوب مین ممالک عرب اور افریقہ کے ریگستان تھے۔

آگسٹس کے جانشین اسکی تقلید کرتے ہین

خوش قسمتی سے آگسٹس کے جانشینون نے اس کی معتدل پالیسی کو
قائم رکھا اور امن وامان کے حامی رہے اسکی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہو کہ

[1] بیان کیا جاتا ہو رومن لوگون نے شہر میرآب کو بھی فتح کرلیا تھا، یہ شہر وہی ہے جس کی نسبت عربون کا بیان ہو کہ وہان
بلقیس شہزادی سبا رہتی تھی، اور جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔

وہ لوگ خود نہایت بزدل تھے اور مختلف قسم کے عیوب اُن مین پائے جاتے تھے۔ سیزر خاندان کے لوگ عیش و عشرت کے بندے تھے، ظلم و جور ان کا کام تھا، نہ اُنھین فوجون کی نظم و ترتیب کا خیال تھا نہ صوبون کی دیکھ بھال سے کوئی واسطہ۔ انکو اس کی بھی فکر نہ تھی کہ کم از کم اپنے ماتحتون کو اجازت دیتے کہ وہ ان مقامات کو فتح کرین جن پر ان کی بے پروائی سے اب تک فوجکشی نہین کی گئی تھی اگر کوئی باشندہ فنون سپہ گری مین شہرت حاصل کرتا تو اُس کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ شاہنشاہ کے اختیارات کو بے دردی سے پامال کرنا چاہتا ہے۔ تمام سپاہ سالارون کا فرض صرف یہ تھا کہ وہ ملک کے ان حدود کی نگہبانی کرتے رہین جن پر وہ مقرر ہین، ان نئے مقامات کو فتح کرنے کا وہ خیال تک نہین کر سکتے تھے جن کے تصرف مین آنے سے رومی سپاہ سالارون کا ویسا ہی نقصان ہوتا جیسا وہان کے مفتوح وحشی باشندون کو ہو سکتا تھا۔

فتح برطانیہ اس سے مستثنٰی ہے پہلی صدی عیسوی مین برطانیہ کا صوبہ ہی صرف ایک ایسا صوبہ تھا جو رومی سلطنت مین شامل کیا گیا۔ سیزر اور آگسٹس کے جانشینون کو اس بات کی ترغیب دی گئی کہ وہ آگسٹس کے بجائے سیزر کی طرز عمل کی پیروی کرین۔ علاوہ اسکے برطانیہ، گال سے بہت قریب تھا، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برطانیہ کی کمزوری، خود رومیون کو دعوت دے رہی تھی۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ رومیون کو سواحل برطانیہ پر موتی نکالنے کی بہت ہوس تھی، چونکہ برطانیہ، بر عظم سے بالکل الگ ایک نئی دنیا خیال کیا جاتا تھا اسوجہ سے اس کی نوعیت فتح بالکل جُدا گانہ تھی۔ برطانیہ پر حملہ کرنے والا سب سے زیادہ احمق[1] اور جنگ کو جاری رکھنے والا سب سے زیادہ عیش پرست[2] اور اسکو ختم کرنے والا سب سے زیادہ کمزور بادشاہ تھا۔ یہ جنگ چالیس برس جاری رہی اور اس کے بعد ملک برطانیہ رومیوں کے زیر حکومت آ گیا۔ برطانیہ کے اکثر قبائل مین بہادری تھی لیکن انتظامی قابلیت نہ تھی، اُن کے سرون مین آزادی کا سودا تھا، مگر اتحاد کا مادہ نہ تھا۔ انھون نے جب رومیون کے خلاف ہتھیار اُٹھائے تھے تو انتہائی خوف سے، اور جب انھون نے لڑائی سے پیٹھ پھیری، یا بالفاظ دیگر جب ان مین آپس مین خانہ جنگی شروع ہوئی۔ تو صرف غیر مستقل مزاجی سے، یہ لوگ علٰحدہ علٰحدہ لڑتے تھے اور اس وجہ سے ہمیشہ شکست کھاتے تھے۔ کیراکٹیکس کی مستقل مزاجی، بوڈیشیا کی مایوسی، اور ڈروڈز کا جوش، غرض کوئی شئے ملک کو روم کی غلامی سے آزاد نہ کر سکی، اور نہ ان رومی سپہسالارون کا قدم برابر آگے بڑھتا تھا جنھون نے اپنی قوم کی عزت و حرمت کا اُس وقت تحفظ کیا تھا جب کہ سلطنت کی باگ نہایت کمزور اور نا اہل تاجدارون کے ہاتھون مین تھی، عین اسوقت جب ڈامیشن اپنے محل مین محصور تھا اور اپنے

---

[1] کلاڈیس [2] نیرو [3] ڈامیشن

مظالم کے خوف سے کانپ رہا تھا، اُس کا سپہ سالار اگریکولا کیلیڈونینس کی متحدہ افواج کو گریمپین پہاڑیون کے نشیب مین شکست دے رہا تھا اور اُس کے بیڑے نامعلوم اور خطرناک مہون پر جاکر رومی طاقت کا جزیرے کے ہر حصہ پر سکہ بٹھا رہے تھے۔ برطانیہ ابتدا ہی سے مثل مفتوح ممالک کے خیال کیا جاتا تھا اور اگریکولا نے اپنی تمام کوشش اس پر صرف کی کہ مین اپنی فتوحات کی انتہا فتح آیرلینڈ کو قرار دون جو اس کے نزدیک بہت آسان بات تھی، اسکے خیال مین مغربی جزیرہ، ایک قیمتی خطہ بنایا جا سکتا تھا، وہ سمجھتا تھا کہ اگر حریت و آزادی کی تصویرین ان کی آنکھون سے دور رکھی جائین اور ان کی تمام اُمیدین منقطع ہو جائین تو وہ رومی غلامی کا طوق اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش نہ کرینگے۔

لیکن اگریکولا کی قابلیت ہی اُس کے حکومت برطانیہ سے علٰحدہ ہونے کا سبب ہوئی، اور ہمیشہ کے لئے اسکی عاملانہ عظیم الشان فتوحات کا خاتمہ ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ یہ عقلمند سپاہ سالار، برطانیہ سے رخصت ہو اُسنے رومی حکومت کو استوار اور اس کی حفاظت کا پورا سامان مہیا کر دیا، اسنے دیکھا کہ جزیرۂ برطانیہ دو حصون مین دو مقابل خلیجون کے ذریعہ سے جو آجکل اسکاٹ لینڈ کے فرتھس کہلاتے ہین منقسم ہو اور ایک دوسرے سے بڑا ہو۔ چالیس میل کے رقبہ مین اپنے فوجی چھاؤنیون کی ایک قطار تیار کی۔ اور یہی اُس محافظ دیوار کی بنیاد تھی جو بعد ازان انٹونینوس پیئس کے زمانہ مین تیار ہوئی۔ یہ دیوار موجودہ اڈنبرگ اور گلاسگو شہرون سے کچھ دور پر واقع تھی، اور رومی مقبوضات کی حد تھی۔ برطانیہ کے قدیم باشندون کیلیڈونینس نے جو شمال مین رہتے تھے اپنی وحشت آمیز آزادی کو قائم رکھا۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ وہ بہت جانبازی سے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے تیار رہتے تھے اور کچھ یہ کہ رومی انکو شکست دیکر ان کی مفلسی سے کوئی فائدہ نہین اُٹھا سکتے تھے، یہ لوگ کبھی کبھی رومی مقبوضات پر حملہ آور ہوتے تھے، اور اکثر پسپا ہو جاتے تھے۔

رومیون نے (جو کہ روئے زمین کے اُن ممالک کے مالک تھے جن کی آب ہوا نہایت خوشگوار تھی) نہایت حقارت سے اُس شمالی حصہ کو چھوڑ دیا، جہان موسم سرما کے طوفانون کہرے سے چھپی ہوئی جھیلون، اور سنسان جنگلون کی کثرت تھی۔ جب نظر اُٹھتی تو اس حصہ ملک مین سوائے برہنہ وحشیون کے جو ہرن کا شکار کھیلا کرتے تھے اور کوئی شے نظر نہ آتی تھی۔

ڈیسیا کی فتح اگسٹس کی وفات سے لے کر ٹراجن کی تخت نشینی تک رومی حدود مملکت اور شاہی طرز عمل کے حالات یہ تھے جو بیان کئے گئے، نیک اور ہوشیار شہزادہ ٹراجن کو فوجی تعلیم ملی تھی اور سپاہیانہ جوہر اسکو قدرت کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اُس کے بزرگون کا صلح پسند طرز عمل نوجوان کی نقل و حرکت سے بدل گیا۔ رومی تخت سلطنت پر مدت کے بعد ایک ایسے تاجدار نے قدم رکھا جسکے دلیر

سپاہیانہ جوش اور دماغ مین فوجی فتوحات حاصل کرنے کا سودا تھا ٹراجن نے پہلے ڈیسیفلس پر حملہ کیا جن کی زندگی
بالکل فوجی تھی اور جو دریائے ڈینوب کے دوسری طرف رہتے تھے، انھین لوگون نے ڈامیشین کے زمانے مین نہایت
آزادی سے سلطنت روم کی تحقیر کی تھی، یہ لوگ نہایت خونخوار تھے اور ان کی طاقت بہت زیادہ تھی اسیطرح
یہ کہ حیات ابدی و تناسخ کے قایل تھے اور زندگی کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے، ڈیسیبالس جو ڈیسینس کا
بادشاہ تھا، اپنے کو ٹراجن کا مد مقابل خیال کرتا تھا، اُسنے اُس وقت تک ہمت نہین ہاری جب تک دشمنون
نے اس کی بہادری کا اقرار نہین کرلیا اور جب تک اُس کی ہمت و پالیسی کا خزانہ ختم نہین ہولیا، یہ یادگار
جنگ پانچ برس سے زیادہ عرصہ تک جاری رہی اور چونکہ رومی شاہنشاہ سلطنت کی پوری طاقت استعمال
کرسکتا تھا، اس لئے اُسنے ڈیسیون کے مقابلہ مین شاندار فتح حاصل ہوکر رہی، ڈیشیا کا نیا صوبہ جو آگسٹس
کے اصول سے ہٹکر دوسرا مفتوح صوبہ تھا، وسعت مین تیرہ سو میل تھا، اس کے قدرتی حدود نیسٹر، ٹیس یا
تھسکس، دریائے ڈینوب کا آخری حصہ اور ایوکسن سمندر تھے، دریائے ڈینوب کے ساحل سے لیکر بندر
تک ایک فوجی سڑک کے نشانات آجتک پائے جاتے ہین، بندر زمانہ حال کی تاریخ مین بہت مشہور جگہ ہے
اور روسی و ترکی حدود پر واقع ہے۔

مشرق مین ٹراجن کی فتوحات

ٹراجن شہرت کا طالب تھا اور جب تک کہ بنی نوع انسان اپنے تباہ
کرنے والون کی بہ نسبت اپنے محسنون کے زیادہ تعریف کرینگے اسوقت
تک فوجی فتوحات، اُن تمام لوگون کا مطمح نظر رہین گے جو شہرت کے طالب ہین، سکندر اعظم کی تعریف مین شعرا اور
مورخین نے جو کچھ لکھا تھا، اُس سے ٹراجن کو حسد پیدا ہوگیا تھا۔ سکندر کی مثل ٹراجن بھی مشرقی اقوام پر حملہ آور ہوا
لیکن وہ اکثر اس بات پر متاسف رہا کہ میری عمر نے اس قابل نہین رکھا کہ مین سکندر اعظم کی برابری کرسکون، تاہم
ٹراجن کی عارضی فتوحات بہت ممتاز تھین اور ان کی رفتار بہت تیز تھی، نا خلف پارتھینس، اپنے اندرونی اختلافات
کی وجہ سے اس کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ آرمینا کے پہاڑون سے فتح و نصرت کے جھنڈے اُڑاتا،
دریائے ٹیگریس کے کنارون پر اُترا اور وہان سے خلیج فارس تک آیا۔ ٹراجن سب سے پہلا اور سب سے آخری بادشاہ تھا
جسنے اس دور و دراز سمندر مین سفر کیا تھا۔ اس کے جہاز عرب کے سواحل پر حملہ آور ہوئے۔ ٹراجن اکثر اس بات
کو فخریہ کہا کرتا تھا کہ مین ہندوستان کے قریب تر ہوتا جاتا ہون اس کے عہد مین ہر روز مجلس ملکی کو خبرین پہونچتی
تھین کہ آج فلان نیا مقام فتح ہوا اور کل فلان نئی قوم حلقہ بگوش ہوگئی اور باسفورس، کالچوس، آئبیریا، البانیا،
آسٹروین اور خود پارتھین شاہنشاہ نے رومی فاتح کے زیر نگین ہونا گوارا کرلیا ہے میڈین اور کارڈوشین کے آزاد
قبایل نے اُس سے التجا کی ہے وہ انکو اپنے سایۂ عاطفت مین لے لے، اور آرمینیا، میسوپوٹامیہ، اور اسیریا کے

مالک کی وقعت اب مثل رومی صوبون کے رہگئی ہو۔ لیکن ٹراجن کی موت سے تمام اُمیدون پر پانی پھر گیا، اور یہ خوف پیدا ہو گیا کہ وہ تمام قومین جن کو ٹراجن نے بزور شمشیر زیر کیا تھا، اس کی غیر موجودگی مین پھر خود مختار ہو جائینگی۔

ہیڈرین کا استعفا

ایک پرانی روایت چلی آتی تھی کہ جب کسی رومی بادشاہ نے کیپٹال کی بنیاد رکھی تو ٹرمینس[1] نے (جو حدود کی حفاظت کرتا تھا اور جو اسوقت کے رواج کے مطابق ایک بڑے پتھر کی مورت کی شکل مین پیش کیا جاتا تھا) جیوپٹر کو اپنے اختیارات دینے سے انکار کر دیا، حالانکہ تمام دوسرے دیوتاؤن نے جیوپٹر کو اپنے اختیارات سپرد کر دئے تھے۔ اس سے لوگون نے بخیال خویش ایک نتیجہ نکالا اور پیشین گوئی کرنے والون نے یہ پیشین گوئی کی کہ رومی سلطنت کی حدود کبھی تنگ نہ ہونگی، لیکن گو ٹرمینس نے جیوپٹر سے اختلاف کیا تھا، اُس نے ہیڈرین کے اختیارات کو تسلیم کر لیا۔ ہیڈرین نے پہلا کام یہ کیا کہ ٹراجن کے مشرقی فتوحات کو بالکل چھوڑ دیا، اُسنے پارتھینس کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے لئے آیندہ سے ایک خود مختار اور آزاد بادشاہ انتخاب کیا کرین۔ اُسنے صوبجات آرمینیا، میسوپوٹامیا، اور اسیریا سے رومی سپاہ کو واپس بلا لیا۔ اور آگسٹس کی مثال کو سامنے رکھکر دریائے فرات کو اپنی سلطنت کی آخری حد قرار دیا۔ الزام لگانیوالون نے جن کا یہی کام ہے کہ وہ بادشاہون کے کامون پر نکتہ چینی کیا کرین، اور انکے پوشیدہ مقاصد دریافت کرتے رہین ہیڈرین کو حاسد قرار دیا ہو حالانکہ یہ ثابت ہو سکتا ہو کہ اسنے نہایت دانشمندی اور اعتدال پسندی سے کام کیا ہے۔ انھون نے اس بادشاہ کے افعال کی بنا پر جو کبھی نہایت درجہ کم ظرفی کا ثبوت دیتے تھے اور کبھی اس کی عالی ظرفی کا نمونہ ہوتے تھے، لوگون کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ وہ حاشیہ چڑھا کر اپنے اپنے دلون کے غبار نکالین اُس کے لئے یہ قریب قریب ناممکن تھا کہ وہ ٹراجن کی فتوحات کا اپنے کو نا اہل قرار دے کر کسی بہتر طریقے ٹراجن کی برتری ثابت کرتا۔

ہیڈرین اور انٹونینس پیئس کا اختلاف طبائع

بہادر اور فتوحات کے شیدائی ٹراجن کی طبیعت اسکے جانشین کے اعتدال پسند مزاج سے بالکل جُدا تھی، لیکن ہیڈرین کی آرزومند طبیعت کا جب انٹونینس سے مقابلہ کیا جاتا ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ انٹونینس آرام و آسایش کا شیدائی تھا۔ ہیڈرین کی زندگی اس طرح گذرتی تھی جیسے کوئی حالت سفر مین ہو، اسمین سپاہیانہ، مدبرانہ، اور علمی قابلیتین موجود تھین اور وہ اپنے تمام شوق اپنا فرض ادا کر کے پورا کیا کرتا تھا۔ وہ موسمون اور اختلاف آب و ہوا

---

[1] یہ ایک رومی دیوتا تھا۔

کی پرواہ نہ کرکے ننگے سر پاپیادہ کیلیڈونیا کی برف اور شمالی مصر کے گرم میدانون مین گھوما کرتا۔ اسکی سلطنت کا کوئی صوبہ ایسا نہ تھا کہ جہان وہ اپنے دوران حکومت مین بذات خود نہ گیا ہو۔ لیکن انٹونینس پیس کی خاموش زندگی ہمیشہ اٹلی کے اندرونی حصون مین گذری، اسنے ۲۳ برس کے زمانہ حکومت مین سب سے بڑا جو سفر کیا وہ روم کے محل شاہی سے لے کر لاوین ولا تک تھا۔

ہیڈرین اور دونو انٹونینس کی صلح پسند حکومت

اس اختلاف طبایع کے علاوہ حکومت کا طرز عمل ہیڈرین اور دونون انٹونینس کے زمانہ میں ایسا ہی تھا جیسا آگسٹس کے وقت مین تھا، وہ بغیر سلطنت کے رقبہ کو بڑہائے ہوئے حکومت کی عظمت قائم رکھنے مین سختی سے کوشان رہے، اپنی عظمت کو ہاتھ سے دئے بغیر انھون نے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی کہ وحشیون کیساتھ میل جول کرلین، اس طرح وہ دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ رومی سلطنت کا مقصد محض فتوحات نہین ہے بلکہ دراصل اُس کے طرز عمل کا دارومدار، انصاف اور امن پسند پالیسی پر ہے - ۴۳ برس کے عرصہ دراز مین ان تاجدارون کی وہ محنت جو نیک نیتی پر مبنی تھی، ٹھکانے لگی اور اگر ہم اُن چھوٹی چھوٹی لڑائیون کا شمار نہ کرین، جو سرحد پر واقع ہوئین اور جن سے رومی سپاہیون کو نقل وحرکت کا موقع ملا، تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہیڈرین اور انٹونینس پیس کے زمانون مین بالکل امن چین رہا۔ روم کا نام دنیا کے دُور دراز ممالک مین بھی عزت سے لیا جاتا تھا۔ اکثر ایسا ہوا کہ نہایت خوفناک وحشیون نے آپس کے جھگڑے فیصل کرنے کے لئے رومی شاہنشاہ کو حکم قرار دیا، اسی زمانہ کا ایک مورخ بیان کرتا ہے کہ مین نے بچشم خود اس بات کو دیکھا ہے کہ چند تاجدار اس غرض سے رومی شاہنشاہ کے پاس آئے کہ ہم لوگون کو سلطنت روم کے رعایا ہونے کی عزت بخشی جائے لیکن شاہنشاہ نے ان کی درخواست کو نامنظور کردیا۔

مارکس انٹونینس کی لڑائیان حفاظت خود اختیاری مین

رومی سپاہ نے شاہنشاہون کے عہد مین عزت و توقیر کے چار چاند لگا دئے، وہ ہمیشہ فوجی تیاری کرتے رہتے اور اس طرح گرد ونواح کے تاجدار انسے صلح برقرار رکھنے پر مجبور رہتے تھے، انھون نے آس پاس کی دوسری اقوام سے بالاعلان کہہ دیا کہ ہم جس طرح تم کو کوئی نقصان نہین پہونچائینگے اُسی طرح تمھاری کوئی زیادتی برداشت نہ کرینگے۔ کل فوجی طاقت کا جسکی نمائش ہی سے ہیڈرین اور بڑے انٹونینس کا کام نکل چکا تھا، شاہنشاہ مارکس کے زمانے مین جرمنون اور پارتھیا والون کے مقابلہ مین استعمال ضروری سمجھا گیا، ان وحشیون کی دشمنی سے فلسفی دماغ شاہنشاہ بہت خفا ہوا اور حفاظت خود اختیاری مین مارکس اور اسکے سپہ سالارون کو دریائے فرات اور ڈینوب کے کنارون پر شاندار فتوحات حاصل ہوئین، اسی روم کی فوجی طاقت سے ملک مین امن قائم رہا اور اسی سے رومیون کو کامیابیان حاصل ہوئین اور اسی ہم اس کا

تفصیلی ذکر کرینگے۔

رومیون کا فوجی نظام

جمہوریت کے سیدھے سادے زمانے مین فوجی زندگی صرف اُن شہریون کے لئے مخصوص تھی جو محب وطن ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب مال و جائداد ہوتے تھے، اور جو اُن قوانین کے وضع کرنے مین شریک ہوتے تھے جن کی حفاظت کرنے مین اُن کا فائدہ بھی تھا اور ادائے فرض کی ذمہ داری بھی لیکن جیسے جیسے فتوحات کے ساتھ لوگون کی آزادی کا خاتمہ ہوا اسی نسبت سے تو اعد جنگ نے ایک فن کی صورت اختیار کر لی۔ اور بعض لوگون نے اسکو اپنا پیشہ قرار دے لیا، سپاہ مین اگرچہ صوبجات کے باشندے بھی بھرتی کئے جاتے تھے تاہم یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ سب شہری لوگ ہین، شہری ہونے کے معنی یہ تھے کہ قانوناً آدمی کی عزت بڑھ جاتی تھی، ایک سپاہی کے لئے اسکو کافی صلہ خیال کیا جاتا تھا، لیکن سپاہیون کے بھرتی کرنے کے موقع پر عمر، طاقت، اور فوجی قد و قامت کا پورا لحاظ کیا جاتا تھا، تمام فوجین شمال کے باشندون کو جنوب کے لوگون پر فوقیت دی جاتی تھی، اور سپاہی بہ نسبت شہر کے زیادہ تر دیہاتون سے بھرتی کئے جاتے تھے، اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ لوہار، بڑھئی اور شکاری لوگ بہ نسبت شہر کے سست اور کاہل پیشہ ورون کے (جو عیش پسندون کیواسطے کام کرتے ہین) فوجی زندگی کو زیادہ بہتر بنا دینگے، جب فوجی ملازمت کے لئے دولتمند ہونے کی شرط بالکل اُٹھا دی گئی تھی، اسوقت بھی جتنے افسر ہوتے تھے وہ عموماً تعلیم یافتہ ہوتے اور معزز خاندانون سے لئے جاتے تھے، لیکن عام سپاہی یورپ کے موجودہ اُجرتی سپاہیون کی طرح نہایت کمینہ اور نیچے درجہ بد اخلاق ہوتے تھے۔

فوج کی تنظیم و ترتیب

جذبۂ وطن پرستی کی وجہ (جو پرانے لوگون مین پایا جاتا تھا) یہ تھی کہ ان کو اس بات کا پورا احساس تھا کہ ہم کو اس آزادانہ حکومت کی بقا کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئے جس کے ایک رکن ہم بھی ہین۔ اس احساس نے جمہور روم کی افواج کو قریب قریب ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔ لیکن جب ان فوجون کی حیثیت بدل گئی، وہ بادشاہون اور شہزادون کی ملازم ہو گئین، اور ان کی یہ خصوصیت باقی نہ رہی تو پھر ضروری ہوا کہ اس خصوصیت کو کسی دوسرے طریقہ سے پیدا کیا جائے یہ کمی عزت اور مذہب کے مقاصد سے جو کسی طرح بھی پہلے مقصد سے کم درجہ نہ تھے، پوری کی گئی، کسانون اور کاریگرون کو اس بات کا یقین تھا کہ قابل احترام سپاہیانہ پیشہ زیادہ معزز ہے کیونکہ اس پیشہ مین انسان اپنی بہادری سے بہت جلد شہرت و مرتبہ حاصل کر سکتا ہے اور اگرچہ ایک معمولی سپاہی کے لئے شہرت حاصل کرنے کے مواقع بہت کم تھے، پھر بھی اُس کے افعال سے اسکی کمپنی، پلٹن، اور اس کی فوج نیکنام و بدنام ہو سکتی تھی جب کوئی شخص فوج مین بھرتی ہونا چاہتا تو اس سے بحلف وعدہ لیا جاتا کہ مین اپنے علم کو کبھی نہ چھوڑونگا

اپنے افسرون کے حکم کو بے چون وچرا قبول کریگا اور اپنی جان کو شاہنشاہ اور سلطنت کے لئے قربان کرنے مین دریغ نہ کریگا۔ رومی سپاہی جس وفاداری سے اپنے علم کی حفاظت کرتا تھا وہ مذہب اور عزت کے اثر سے ہوتا تھا عقاب کی جو تصویر رومی سپاہ کے سامنے رہتی تھی اُس سے انکے پاے ثبات مین لغزش نہین ہونے پاتی تھی اور لوگ اپنے فوجی نشان کو خطرہ کے موقع پر چھوڑ دینے کو اتنا ہی مذموم جانتے تھے جتنا خلاف شرع افعال کو۔ ان پر قوت تخیلہ کی رنگ آمیزی ہوتی اور علاوہ برین اُسے زیادہ زوردار، اُمیدون، اور خوف سے تقویت دیجاتی تھی۔ اوقات معینہ پر تنخواہ کا ملنا، بعض خاص خاص موقعون پر انعامات کا حصول، اور مدت مقررہ کی ملازمت کے بعد اس کا عوض، یہ سب چیزین ایسی تھین جن کے مقابلہ مین فوجی زندگی کی صعوبتون کی کوئی اصل نہ تھی اسکے مقابل بُزدلون نافرمانون کے لئے سوائے سخت سزا کے اور کچھ نہ تھا۔ صوبہ دارون کو گھونسے کی اور سپہ سالارون کو موت کی سزا دینے کا اختیار حاصل تھا، اور نظام فوجی کی نسبت یہ مثل مشہور تھی کہ رومی سپاہی کو اپنے دشمن سے زیادہ اپنے افسر سے ڈرنا چاہیئے" یہ ایسی قابل تعریف باتین تھین جن سے رومی سپاہ مین استقلال اور فرمانبرداری کی خصوصیتین پیدا ہوگئی تھین، بہ نسبت اس کے وحشیون کی فوجون مین نہ کوئی انتظام [illegible] نہ باقاعدگی۔

قواعد رومی لوگ ایسے عقلمند تھے کہ وہ بہادری کو اُسوقت تک ناقص سمجھتے تھے جب تک ہوشیاری اور پوری مشق حاصل نہ ہولے، ان کی زبان مین لفظ "فوج" ایک ایسے لفظ سے مشتق ہوا تھا جسکے معنی "قواعد" ہین۔ قواعد انکے فوجی انتظام کی ایک نہایت ضروری اور لازمی شئے تھی، نئے رنگروٹون سے صبح و شام دونون وقت قواعد کرائی جاتی تھی، بوڑھے اور تجربہ کار سپاہی بھی جو فن جنگ کو پوری طور پر سیکھ چکتے تھے، قواعد سے مستثنیٰ نہ تھے، موسم سرما کے لئے جو عمارتین فوج کے آرام وآسایش کے لئے بنی تھین، اُن مین اس قسم کے چھپر وغیرہ ڈالے گئے تھے، جن کے نیچے خراب سے خراب موسم مین بھی سپاہی قواعد کرسکتے تھے، اور وہ ہتھیار جن سے سپاہی مشق کرتے تھے اُن ہتیارون کی بہ نسبت جو میدان جنگ مین استعمال ہوتے تھے، دُونے بھاری ہوتے تھے، ہمارا یہ مقصد نہین ہے کہ رومی سپاہ کی قواعد کا حال مفصل ومشرح بیان کرین بلکہ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہین کہ رومی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ کن چیزون سے جسمانی قوت بڑھتی ہے، کن باتون سے اعضا مین چُستی وچالاکی آتی ہے، سپاہیون کو بہت محنت سے چلنے، دوڑنے، کودنے، تیرنے، بھاری بھاری بوجھ لے جانے، ہر قسم کے ہتیار خواہ وہ حملہ کرنے کے ہون خواہ نزدیک کے استعمال کرنے کے ہون، ان سب کی تعلیم دیجاتی تھی، ان کو مختلف طریقون پر نقل وحرکت کرنا، بانسری کی آواز پر چلنا اور فوجی رقص کرنا سکھایا جاتا تھا صلح کے زمانہ مین سپاہی جنگ کی مشق کرتے رہتے تھے، ایک مورخ کا (جو خود رومی سپاہ کے خلاف لڑا تھا) بیان ہے کہ جنگ اور مشق مین صرف یہ فرق ہوتا تھا کہ میدان جنگ مین خون کی بارش ہوتی تھی اور مشق کرتے وقت

یہ بات نہ ہوتی تھی، لیکن اور باتین بالکل یکسان تھین۔ نہایت قابل سپاہ سالارون اور شاہنشاہون کا یہ دستور
تھا کہ وہ خود اپنی موجودگی اور اپنی مثال سے سپاہیون کے دل بڑھاتے تھے، تاریخ بتاتی ہے کہ ہیڈرین، اور
ٹراجن دونون اکثر بنفس نفیس ناتجربہ کار سپاہیون کو تعلیم اور محنتی سپاہیون کو انعام دیتے تھے۔ اور بعض اوقات
انکے مقابلے مین اپنے کارہائے نمایان سے خود انعامات حاصل کرتے تھے، ان شاہزادون کے زمانے مین،
فوجون کو نقل و حرکت کا علم پوری طور پر آگیا تھا، اور جب تک سلطنت مین ذرا بھی جان باقی رہی اُسوقت تک
انکے فوجی احکام کی اسوجہ سے بڑی قدر ہوتی رہی کہ وہ رومی تنظیم و تربیت کا بہترین نمونہ ہین۔

شاہنشاہونکے زمانہ مین فوجکی حالت

گذشتہ وجوہ سے بھری ہوئی نو صدیون مین فوجکی حالت بتدریج ارتقا پذیر ہوتی رہی۔ بیشک لڑائیون مین فوجین
میدان جنگ مین گئی تھین، انکا حال پالیبیس[1] نے وضاحت سے لکھا ہے وہ اس سپاہ سے بالکل مختلف تھین
جنھون نے سیزر کی لڑائیون کو سر کیا اور ہیڈرین و انٹونینس کی حکومت کو بچایا تھا، شاہنشاہون کی سپاہ کا نظام
چند لفظون مین بیان کیا جا سکتا ہے، پیدل سپاہی جو فوج کی اصل طاقت تھے وہ دس مختلف دستون اور
باون کمپنیون مین منقسم تھے، یہ سب اپنے اپنے افسرون یعنی مجسٹریٹون یا صوبہ دارون کے ماتحت رہتے تھے، فوج
کے پہلے پرے مین جو سب سے زیادہ معزز ہوتا تھا اور جس کو عقاب کا فوجی نشان سپرد ہوتا تھا، گیارہ سو پانچ
سپاہی ہوتے تھے، یہ حصہ اپنی بہادری اور وفاداری مین مشہور تھا، باقی دیگر حصون مین سے ہر ایک مین پانچ
سو پچپن سپاہی ہوتے تھے، اس طرح پوری پیدل سپاہ مین چھ ہزار ایک سو آدمی تھے۔ انکے اسلحہ وغیرہ

اسلحہ

ایک سے ہوتے تھے اور کام کے لئے بالکل موزون، انکے سر پر ایک کھلا
ہوا خود ہوتا تھا جس پر ایک کلغی ہوتی تھی جسم کے بالائی حصہ مین زرہ پیرون مین انکو محفوظ
رکھنے والا ایک خاص قسم کا لباس، اور بائین ہاتھ مین ایک سپر ہوتی تھی، یہ سپر مستطیل شکل کی ہلکی لکڑی کی بنی
ہوئی ہوتی تھی، اس کی لمبائی چار فیٹ، اور چوڑائی ڈھائی فیٹ ہوتی تھی، اس سپر بیل کا چمڑا منڈھا ہوتا تھا
اور حفاظت کے لئے اوپر سے پیتل کے پتر چڑھے ہوتے، ایک چھوٹی سی برچھی کے علاوہ سپاہیون کے داہنے
ہاتھ مین ایک بہت بڑا نیزہ بھی ہوتا تھا جس کی لمبائی زیادہ سے زیادہ چھ فیٹ ہوتی تھی۔ اور جسکے سرے پر
ایک مثلث نما شکل کی اٹھارہ انچ کی انی ہوتی تھی، یہ ہتھیار ہمارے موجودہ آتشی اسلحہ کے مقابلہ مین بہت کم
درجہ کا تھا کیونکہ اگر دشمن بارہ قدم کے فاصلے سے بھی حملہ کرے تو صرف ایک دفعہ نشانہ کیا جا سکتا تھا لیکن جب

---

[1] ایک مورخ جس نے روم کی تاریخ لکھی ہے۔

اس ہتھیار کو کوئی مضبوط اور ہوشیار آدمی استعمال کرتا تو کسی سوار کو بھی اُس کے قریب جانے کی ہمت نہ ہوتی، اور کسی
قسم کی ڈھال سے اس خوفناک ہتھیار کا وار نہ رک سکتا تھا جس وقت رومی سپاہی اس ہتھیار کو استعمال کر چکتا تھا
تو وہ اپنی تلوار کھینچ کر دشمن کے قریب پہونچ جاتا، تلواریں اسپین کی بنی ہوئی بہت عمدہ اور چھوٹی چھوٹی ہوتی تھیں
ان میں دو دھاریں ہوتی تھیں اور ان سے بھونکنے کا کام بھی ایسی آسانی سے لیا جا سکتا تھا جس آسانی سے ضرب
لگانے کا، لیکن سپاہیوں کو عموماً یہ تعلیم دیجاتی تھی کہ وہ بجائے ضرب لگانے کے دشمن کے جسم میں اپنی تلوار کو بھونکنے
کی کوشش کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ اس صورت میں وہ دشمن کو زیادہ خطرناک زخم لگا سکتا تھا اور خود بہت محفوظ
رہ سکتا تھا عموماً یہ سپاہ آٹھ آٹھ کی قطاروں میں پیچھے کی جانب رہتی تھی۔ قطاروں کے درمیان تین فیٹ
کا فاصلہ رہتا تھا۔ سپاہیوں کے دستے جن کو جلد سے جلد حملہ کرتے وقت بھی اس حالت کو قائم رکھنے کی عادت تھی، بہت
آسانی سے اُس بات پر عمل کر سکتے جس کی ضرورت معلوم ہوتی تھی یا جس کو انکے افسر ایجاد کرتے تھے، سپاہیوں کو انکے
اسلحہ کے آزادانہ استعمال کے لیئے کافی جگہ ملتی تھی اور انکو اثنائے جنگ میں فرصت کے مواقع ملتے تھے جن میں سپاہیوں
کی تبدیلی ہوجاتی تھی اس طرح تھکی ہوئی سپاہ میدان جنگ سے الگ ہوجاتی اور نئی تازہ دم فوج اس کی جگہ آموجود
ہوتی، یونانیوں اور باشندگان مقدونیا کا طریقۂ جنگ بالکل جداگانہ تھا، انکے یہاں فوج کی مرکزی طاقت اس گروہ
کے ہاتھ میں تھی، جو سولہ صفوں میں منقسم تھا اور لمبی برچھیاں استعمال کرتا تھا یہ جتھا بنا کر لڑتا تھا، لیکن غور اور تجربے سے
یہ معلوم ہوا کہ ان گروہوں کی طاقت، رومی سپاہ کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے۔

سوار سپاہ

سوار سپاہ جس کے بغیر فوج کی تمام طاقت نامکمل رہتی ہے، دس حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ پہلے حصہ
میں ایک سو تیس سوار تھے جو دائیں پیدل فوج کا ساتھ دیتا تھا اور باقی نو حصوں میں صرف
۶۶-۶۶ سوار ہوتے تھے، اگر ہم موجودہ زمانہ کے الفاظ استعمال کریں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس پورے محکمہ میں سات سو
چھبیس سواروں کی ایک پلٹن ہوتی تھی، جو اپنی اپنی پیدل سپاہ سے متعلق رہتی تھی، لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ
پیدل سپاہ سے الگ کر دیئے جاتے تھے اور انکو محاذ جنگ پر میمنہ یا میسرہ کی صورت میں لڑنا پڑتا تھا، رومی شاہنشاہوں
کے زمانے میں جو لوگ فوجوں میں سواروں کی حیثیت سے کام کرتے تھے، وہ جمہوری حکومت کے زمانے سے کہیں مختلف تھے
عہد جمہوریت میں روم اور اٹلی کے شریف خاندانوں کے نوجوان سواروں میں داخل ہوتے اور ملکی خدمت انجام دیتے
تھے اور اس طرح اپنے کو مجلس ملکی کے ممبر اور کونسل ہونے کا اہل بناتے تھے، اپنے بہادرانہ کارناموں سے ملک کی حریت
و آزادی برقرار رکھتے تھے، لیکن جب حکومت نے پلٹا کھایا تو ان لوگوں نے جو فوجوں میں سواروں کی حیثیت سے
کام کرتے تھے، اس زندگی کو خیرباد کہا اور مقدمات فیصل کرنے اور محصول جمع کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا اگر
جب کبھی وہ فوجوں میں آتے تو فوراً انکو سواروں کی ایک پلٹن یا دستہ کی افسری مل جاتی تھی جن [illegible]

اپنے سوارون کو اُن حصص ملک اور صوبجات سے بھرتی کیا تھا، جہان سے پیدل سپاہ کے لئے گھوڑے حاصل کئے جاتے تھے، وہ اکثر اسپین اور کیپاڈوشیا مین تربیت پاتے تھے، رومی سوار اُن زرہون کو جو مشرق مین استعمال کیجاتی تھین اور جو تمام جسم کی حفاظت کرتی تھین، بالکل ناپسند کرتے تھے، انکے لئے جو اسلحہ مفید تھے وہ ایک خود ایک مستطیل سپر، لمبے بوٹ، اور اوپری حصہ جسم کو محفوظ رکھنے والی زرہ تھے، حملہ کرنے کے لئے انکو صرف ایک نیزہ اور ایک چوڑی تلوار کی ضرورت تھی، معلوم ہوتا ہے کہ رومیون نے برچھے اور علم کا استعمال وحشیون سے سیکھا تھا۔

امدادی سپاہ

گو سلطنت کی بقا کا دارومدار اس کی خاص سپاہ پر تھا لیکن رفتہ رفتہ ارباب حکومت نے ان تمام باتون کو اختیار کرنا شروع کیا جو جنگ مین انکے مفید مطلب ہوسکتی تھین صوبون کے باشندون کے ساتھ جن کو ابتک شہری ہونے کی عزت نصیب نہ ہوئی تھی رعایتین کی گئین بمفتوح شہزادون اور محکوم جماعتون کو جو سرحدون پر رہتے تھے فوجی خدمات کے وعدہ پر آزادی دی گئی، اکثر ایسا ہوا کہ وحشیون کے منتخب سپاہیونکو روم کی مرکزی حکومت کے لئے فتوحات حاصل کرنے کو ارباب حکومت نے بزور یا مختلف قسم کی ترغیبین دے دلاکر دور دور از ممالک مین بھیجدیا، ان سب کا شمار امدادی طاقتون مین ہوتا تھا، اور گو مختلف اوقات اور حالات مین اُن مین تبدیلیان ہوتی رہین، ان کی تعداد تقریباً روم کی اصلی سپاہ کے برابر تھی، اس امدادی فوجین جو دستے سب سے بہادر اور وفادار تھے، انکو رومی فوج کے قبل سردارون اور صوبہ دارون کی ماتحتی مین فوجی تعلیم دی جاتی تھی اور انکے لئے فوجی نظام و قواعد کی پابندی لازمی تھی، لیکن وحشیونکے چند دستون کے علاوہ عموماً یہ لوگ اپنی پرانی عادتون آبائی اسلحہ اور وحشی زندگی کو ایسا پسند کرتے تھے کہ کسی طرح بھی انکو چھوڑنے پر تیار نہ ہوتے تھے اس امدادی فوج کا فائدہ یہ تھا کہ رومی فوج کے ہر دستہ کے ساتھ کچھ حصہ وحشیون کا مخصوص ہوتا تھا، ان لوگون مین لڑنے بھڑنے کے لئے معمولی سپاہی بھی تھے، اور دور سے استعمال ہونے والے اسلحہ کا ذخیرہ انکے ساتھ رہتا تھا، یہ لوگ دنیا کی ہر قوم سے لڑنے کی اہلیت رکھتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ انکو رومی فوج کی سی تعلیم ملتی تھی

توپخانہ

اور انکے تمام قواعد وغیرہ کی پابندی انکے لئے لازمی تھی رومی فوج کے پاس وہ کافی سامان جنگ رہتا تھا جسکو ہم توپخانہ کا سامان کہتے ہین، انکے پاس دس بہت بڑے اور پچپن چھوٹے انجن تھے، یہ انجن چرخی کی شکل مین نہایت زور اور خوفناک طریقہ سے پتھرون کی بارش کرتے تھے۔

لشکرگاہ

ان لشکرگاہون کی جہان رومی افواج قیام کرتی تھین شکل ان شہرون کی سی ہوتی تھی جنکے گرد فصیل ہوتی ہو، جب کوئی مقام لشکر کے قیام کے لئے پسند کرلیا جاتا تھا تو ہراول کے لوگ آگے سے پہونچکر زمین کو بالکل ہموار کردیتے اسکی شکل چوکھونٹی ہوتی تھی اور ۷۰۰ گز کے ایک مربع لشکرگاہ مین بیس ہزار

رومی سپاہی بسر کرتے تھے، حالانکہ موجودہ زمانہ مین اتنی سپاہ کے لئے اُس سے سہ گنی وسعت کی ضرورت ہوگی۔ لشکرگاہ کے وسط مین افسرون یا سپاہ سالارون کے خیمہ ہوتے تھے اور یہ سب سے بلند تر ہوتے تھے، سوار، پیدل، اور امدادی سپاہ کے مقامات الگ الگ ہوتے تھے، سڑکین بہت کشادہ اور بہت سیدھی ہوتی تھین خیمون اور فصیل کے مابین دو دو سو فیٹ کا فاصلہ ہر طرف چھوڑا رہتا تھا۔ یہ فصیل عام طور سے ۱۲ فیٹ بلند ہوتی تھی اور اسکی حفاظت مضبوط اور پیچیدہ مورچون سے کیجاتی تھی، اسکے اردگرد ایک خندق ہوتا تھا جس کی گہرائی اور عرض نو ۱۲ – ۱۲ فیٹ تھے، ان چیزون کی تعمیر کا کام بھی فوج کے متعلق تھا، سپاہی جس طرح تلوار وغیرہ کا استعمال جانتے تھے اسی طرح وہ پھاوڑے اور چھینی وغیرہ بھی استعمال کرتے تھے، بہادرانہ طور پر کام کرنے کی صلاحیت، ممکن ہے کہ عطیہ فطرت ہو لیکن اس طرح کے کام کرنے کی صلاحیت جسمین انتہائی صبر کی ضرورت ہے بغیر عادت و تربیت کے نہین آسکتی ہے۔

حالت سفر جب روانگی کا اعلان ہوتا تو فوراً تمام سپاہی لشکرگاہ سے نکلکر اپنی اپنی جگہ پر ترتیب کیساتھ پہونچ جاتے۔ اسلحہ کے علاوہ جو کسی طرح بھی سپاہیون کو بارنہ معلوم ہوتے۔ انکو استعمال کے برتن فصیل بنانے کے اوزار، اور کئی کئی دن کے کھانے کا سامان بھی خود لیجانا پڑتا۔ اگر اتنا بوجھ آجکل کے سپاہیون کو لیجانا پڑے تو شاید انکے لئے یہ ایک ناقابل برداشت مصیبت ہوجائے لیکن رومی سپاہیون کو اتنا بوجھ لئے ہوئے ایک ساتھ قدم اُٹھانا اور چھ گھنٹہ مین بیس میل کی رفتار سے چلنا پڑتا تھا۔ جب دشمن سامنے آتا تو اسباب کو ایک طرف ڈالکر اپنی صفین بنا لیتے تھے۔ پتھر چلانے والے اور تیرانداز آگے رہتے تھے، امدادی سپاہ آگے آگے اور اسکے پیچھے رومی سپاہ ہوتی تھی، فوج کے داہنے بائین سوارون کے پرے ہوتے، اور توپخانہ سب سے آخر مین رکھے جاتے تھے۔

فوجکی تعداد اور آراستگی یہی وہ فنون جنگ تھے جن کی بدولت رومی تاجدار اپنی وسیع مملکت کو فوجی آن بان کیساتھ اُسوقت محفوظ رکھ سکے جب عیش پسندی اور خود مختار شخصی حکومت کا دور دورہ تھا۔ اگر ہم رومی سپاہ کی تنظیم و ترتیب کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی تعداد کا ذکر چھیڑین، تو ہم اُس کا صحیح حال بتا سکین گے۔ خیال یہ ہے کہ اصل رومی فوج جو تعداد مین چھ ہزار آٹھ سو اکتیس سپاہیون پر مشتمل تھی، امدادی فوج سمیت بارہ ہزار پانچسو ہوجاتی تھی۔ ہیڈرین اور اس کے جانشینون کے پُرامن زمانہ مین ایسے ایسے تیس رسالے فوجین موجود تھے اور پوری فوجکی تعداد تقریباً تین لاکھ چھپن ہزار تھی، رومی سپاہ کے خیال مین شہرپناہ کی دیوارونکے اندر رہنا کمزوری کی علامت تھی، یہ لوگ دریاؤن کے کنارے وحشیون کی سرحد کے قریب اپنی چھاؤنیان بناتے اور ان مین رہتے تھے، چونکہ لشکرگاہ اکثر مستقل ہوتے تھے اسوجہ سے ہم سپاہ کی تقسیم کا حال بیان کرنا زیادہ مناسب خیال

کرتے ہین، برطانیہ کے لئے صرف تین رسالے کافی سمجھے گئے تھے، فوج کا خاص حصہ دریائے ڈینیوب اور رائن کے کنارون
پر رہتا تھا اور اس مین سولہ رسالے تھے، ان کی تقسیم یون کی گئی تھی کہ ۸ رسالے جرمنی کے جنوب مین اور تین شمال
مین رہتے تھے۔ ریشیا اور ناریکم مین دونون جگہ ایک ایک رسالہ۔ پینونیا مین چار رسالے تھے، میسیا مین تین اور ڈیشیا
مین دو، دریائے فرات کی حفاظت کے لئے آٹھ رسالے تھے جن مین سے چھ سیریا مین اور دو کپاڈوشیا مین رہتے تھے
مصر، افریقہ اور اسپین چونکہ مرکزی سلطنت سے بہت دور تھے، اس وجہ سے وہان صرف ایک ایک رسالہ ملک مین امن
رکھنے کے لئے کافی تھا، اٹلی مین بھی فوجی انتظام کافی تھا، بیس ہزار سے زیادہ سپاہی جو "شہری دستون"، اور "سلطان
کے محافظین" کے ممتاز لقبون سے یاد کئے جاتے تھے، دارالسلطنت اور تاجدار کی حفاظت کے لئے موجود رہتے تھے
یہ سپاہی اکثر سازشون اور خوفناک انقلابون کے بانی ہوتے تھے، اور اسی وجہ سے ان کا ذکر خصوصیت سے آئندہ کیا جائے
گا، لیکن ان کے اسلحہ اور انتظامات مین معمولی رسالون کے سپاہیون سے کوئی خصوصیت نہ تھی، البتہ ان کی وردی ذرا
بہتر ہوتی تھی اور وہ سختی سے فوجی قوانین کی پابندی کرنے پر مجبور نہ تھے۔

بحری طاقت

سلطنت کی عظمت کے مقابلہ مین گو بحری طاقت کی حالت اچھی نہ تھی لیکن پھر بھی ضرورت کے
لائق بہت کافی تھی، رومی اپنی فتوحات کو خشکی تک محدود رکھنا چاہتے تھے، اور ٹائر، کارتھیج
اور مارسیلز والون کی طرح دوسرے ممالک مین جاکر وہان کے ساحلون پر قبضہ کرنے کے خواہشمند نہ تھے۔ بجائے اسکے
کہ رومی سمندر پر شوق سے سفر کرتے، وہ ہمیشہ اس سے خائف رہے۔ کارتھیج کی تباہی اور بحری قزاقون کی بربادی
کے بعد پورا میڈیٹرینین سمندر، رومیون کے قبضہ مین آگیا اور انھون نے اسکو اپنے صوبون مین شامل کرلیا۔ شاہنشاہون
کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ امن کے ساتھ اس سمندر پر قبضہ کئے رہین اور ان کی رعایا اس کے ذریعہ تجارت کرسکے، اس
اعتدال پسندی کی وجہ سے آگسٹس نے اٹلی کے دو بہترین مقامون پر دو بیڑون کو معین کیا، ایک بیڑہ روینا پر مقرر ہوا
جو ایڈریاٹک سمندر مین ہے اور دوسرا مسینم پر جو نیپلس کے خلیج مین واقع ہے۔ تجربہ نے آخرکار رومیون کو یہ بتادیا کہ
جب جہاز دو یا زیادہ سے زیادہ تین ترسے بحری فتوحات حاصل کرلیتے ہین تو وہ بجائے عمدہ خدمات کے نمائش کے
لئے زیادہ موزون ہوتے ہین، آگسٹس نے خود فتح ایکٹیم کے موقع پر اس بات کو دیکھا کہ اس کے چھوٹے اور ہلکے جہاز
دشمنون کے بڑے بڑے عظیم الشان جہازون سے کہین زیادہ مفید ثابت ہوتے ہین، آگسٹس نے ان چھوٹے جہازون
سے روینا اور مسینم کے بیڑون کو ترتیب دیکر دونون کو میڈیٹرینین کے دونون حصون کی نگرانی سپرد کی اور ان بیڑون کے
لئے اس نے کئی ہزار بحری سپاہی مقرر کئے، ان دو بندرگاہون کے علاوہ جن کی نسبت یہ خیال کیا جاسکتا
ہے کہ وہ رومی بحری طاقت کے دو مخصوص مقامات تھے، مقام فرجوس پر جو پراونس کے ساحل پر ایک بندرگاہ ہے
رومیون نے ایک زبردست فوج مقرر کی اور پونٹس کی حفاظت کے لئے چالیس جہاز اور تین ہزار سپاہی مخصوص

کرتے۔ انکے علاوہ کچھ اور جہاز بھی تھے جن سے برطانیہ اور گال کے درمیان آمد و رفت ہوتی تھی، بہت سے جہاز رہائن اور ڈینوب کے کنارے پر مقرر تھے، وہ دشمنون کے ملک کو تباہ کرتے اور وحشیون کے راستے کو روکتے رہتے تھے، تخمینًا تمام رومی سپاہ مین پیدل، سوار، امدادی سپاہ، محافظ سپاہ، رسالے اور بحری سپاہی وغیرہ سب ملاکر ساڑھے چار لاکھ نفوس سے زیادہ نہ ہونگے۔ یہ بڑی تعداد دیکھنے مین تو ضرور بڑی معلوم ہوتی ہے لیکن گزشتہ صدی کے

پوری فوج کا تخمینہ

ایک فرانسیسی تاجدار[1] کی فوج کے برابر ہے جس کے قبضہ مین رومی سلطنت کا صرف ایک حصّہ تھا۔

سلطنت کے مختلف صوبے

ہم نے اِس بات کی کوشش کی ہے کہ اُن اصولون کو جن پر ہیڈرین اور انٹونینس کے طرزِ عمل کی بنیاد تھی، اور اُس طاقت کو جو ان کی تقویت کا باعث تھی تفصیلی طور پر بیان کرین، لہذا اس موقع پر وضاحت اور صحت کے ساتھ اُن صوبون کا بیان کرنا بے موقع نہ ہوگا جو روم کی عظیم الشان سلطنت کے زیرِ حکومت کیے گئے تھے اور جو اِس سے پیشتر مختلف خود مختار ریاستون مین منقسم تھے۔

اسپین

ملک اسپین کے حدود (جو سلطنت روم، یورپ، اور اس زمانہ کی محدود دنیا کی مغربی حد تھی) ہمیشہ سے بغیر کسی تغیر و تبدل کے اپنی حالت پر قائم رہے ہین، پائرینین سلسلہ کوہ، میڈیٹرینین سمندر، اور بحر اٹلانٹک ملک کی قدرتی حدود ہین۔ اسپین کے بڑے جزیرہ نما کو جو آجکل دو تاجدارون کے درمیان منقسم ہے، آگسٹس نے تین صوبون مین تقسیم کر رکھا تھا۔ ان صوبون کے نام لوسی ٹینیا، بیٹیکا، اور ٹیراکونسس تھے جس مقام پر آجکل پرتگال ہے، وہان لوسی ٹانیس کی جنگجو آبادی تھی، اور جو نقصان مشرق مین اُٹھانا پڑا تھا، وہ شمال کی طرف پیش قدمی کرنے سے پورا ہوگیا۔ غرناطہ اور انڈالوشیا کے ارد گرد کے مقامات وہ ہین جو اُس زمانہ مین بیٹیکا کے تھے، اسپین کے باقی حصّے گیلیشیا، آسٹوریاس، بسکے، نورّے، لیون، دونون کاسٹائلس، مرشیا، ولنیشیا، کیٹالونیا، اور ارگون وغیرہ کو ملاکر ایک دوسری رومی حکومت قائم ہوئی تھی جسکا نام دار السلطنت کے نام پر ٹیراکونار رکھا گیا تھا، پُرانے وحشیون مین سے سلٹبیرینس بہت طاقتور تھے اور کنٹابیرینس، اور آسٹوریئنس بہت مستقل جنگجوئی کا مادہ رکھتے تھے، وہ اپنی پہاڑیون کو ایک مستحکم قلعہ سمجھتے تھے اور اسی بنا پر انھون نے آخر دم تک رومیون کا مقابلہ کیا اور سب سے آخر مین ان کی اطاعت قبول کی، یہی لوگ تھے جنھون نے سب سے پہلے عربون کی حکومت سے آزادی حاصل کی تھی۔

گال

گال کا پُرانا صوبہ جس مین پائرینیز اور آلپس اور دریائے رائن اور سمندر کے درمیان کی تمام زمین شامل تھی، موجودہ فرانس سے وسعت مین کہین زیادہ تھا، موجودہ فرانس مین اگر اُس کے زمانہ حال کے فتوحات

[1] یعنی لوئی چہار دہم آف فرانس

الاسی اور لورین کے علاوہ سیوائے، سوئٹزرلینڈ، رہائین کی ریاستین، ریچ کی حدود، لگزمبرگ، ہنالٹ، فلانڈرس اور سیر آنہٹ کو بھی شامل کرین تو وہ زمانہ قدیم کے گال کے برابر ہوسکتا ہے جب آگسٹس نے اپنے باپ کے مفتوح مقامات مین قانون کو رواج دیا تو گال کو مختلف حصون مین تقسیم کر دیا اور یہ تقسیم افواج کی نقل و حرکت اور اپنی قومی اور ملکی خصوصیتون کا لحاظ رکھکر عمل مین آئی حالانکہ انھی کی بدولت چھوٹا قریب قریب خود مختار ریاستون مین منقسم رہ چکا تھا میڈیٹرینین کے ساحل لینگیڈوک، پراونس اور ڈوافن وغیرہ کو ناربین کی نو آبادی سے نام ملا۔ ایکیوٹین کی حکومت پائیرنیز سے لے کر لوائر تک وسیع کر دی گئی، لوائر اور سین کے درمیان جو خطہ ملک تھا اسی کا نام سلٹک گال رکھا گیا، اس کا نام ایک دوسری نو آبادی، لیوڈنم یا لائنس سے لیا گیا تھا، بلجک دریائے سین کے اس پار واقع تھا اور پرانے زمانے مین صرف رہائین تک محدود تھا، لیکن سیزر کے زمانے سے پیشتر اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کر کے جرمنون نے بلجک کے ملک کا ایک بہت بڑا حصہ دبا لیا تھا۔ رومی فاتحون نے ایسے موقع کو غنیمت سمجھا اور گال کے رہائین کے حدود کا نام بیسل سے لیکر لیڈن تک "اپر جرمنی" اور "لوور جرمنی" رکھا گیا، اگسٹس کے زمانے مین جو چھ صوبے تھے، انکے نام ناربونینز، ایکوئیٹین، سلٹک، لائینز، بلجک، اور دو جرمنیان تھی۔

برطانیہ ہم اس سے پہلے بھی ان رومی فتوحات کا جو انکو برطانیہ مین حاصل ہوئین، اور ان حدود کا جو انھون نے قائم کین، ذکر کر چکے ہین، رومی حکومت مین پورا انگلستان، ویلس، اور اسکاٹ لینڈ کا جنوبی حصہ ڈمبارٹن، اور ایڈنبرگ کے خط تک سب شامل تھے، رومی قبضہ مین آنے سے قبل برطانیہ تیس وحشی قبیلون کی ملکیت تھا، ان قبیلون مین سے سب سے زیادہ قابل وقعت بلجی قبیلہ مغرب مین بریگانٹیز شمال مین سائلیورس، ویلس کے جنوب مین اور آئی سینی، نارفک اور سفک مشرق مین تھے، جہان تک ہم اسپین، گال اور برطانیہ کے وحشیون کی زبان اور انکے اطوار کا مقابلہ کرتے ہین، وہ وحشیون کی ایک بہادر قوم کی مختلف شاخین نظر آتی ہین رومی طاقت کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے قبل وہ اکثر دوران جنگ مین اپنی شکست کو شکست نہ سمجھ کے جنگ دوبارہ جاری کر دیتے تھے، جب وہ رومی حکومت کے زیر اثر آگئے تو یورپی صوبون کے مغربی حصہ مین الپین کی آبادی تھی اور یہ صوبہ سرکیلیز کے پشتون سے لے کر انٹونینس کی دیوار تک، اور دریائے ٹیگس کے دہانے سے لیکر دریائے رہائین اور دریائے ڈینیوب کے مخرجون تک پھیلا ہوا تھا۔

اٹلی رومیون کی فتح سے قبل اس خطہ کا جو آجکل لمبارڈی کہلاتا ہے، ملک اٹلی مین شمار نہ ہوتا تھا، اس خطہ پر گال لوگون کی ایک نو آبادی کا قبضہ ہو گیا تھا، جو دریائے پو کے کنارون پر پیڈمانٹ سے لیکر رومانیا تک آباد ہو گئے اور الپس کے سلسلہ کوہ سے لیکر ایپینائنز تک اپنے جنگجوئی کی دھوم مچا دی اور اسکا نام اپنے نام پر رکھا، لیگورینس لوگ اس پتھریلے ساحل سمندر پر آباد تھے، جہان آجکل جینوا کی جمہوری حکومت قائم ہے، حکومت وینیا

کا اس وقت وجود بھی نہ تھا، لیکن اس کی سرحد پر وینیشین لوگ آباد تھے۔ جزیرہ نما کے وسطی حصہ مین جہان آج کل
ڈچی آف ٹسکنی اور ایک مذہبی ریاست واقع ہین، پرانے زمانے سے اٹرسکنس اور امبرین کا مسکن تھے انہین
اٹرسکن وہ لوگ ہین جنھون نے اٹلی مین اول اول تہذیب، تمدن کو روشناس کیا۔ اس لئے تمام اٹلی ان کی
ممنون احسان ہے۔ روم کی سات پہاڑیون کے نیچے ہوکر دریائے ٹائبر بہتا تھا، اور سابین، لیٹن، اور والسکی
کا مسکن، دریا کے کنارے سے نیپلس تک اس کی ابتدائی فتوحات کا تماشاگاہ تھا، اس مشہور و معروف
سرزمین پر کاشتکارون نے اول اول اپنے فتوحات پر جشن منائے، انکے جانشینون نے محل تیار کرائے، اور بعد مین آنے
والی نسلون نے اس مقام پر مصر سے مینار کئے۔ نیپلز کے بعد کی سرزمین کیمپا اور کیمپانیا کے قبضہ مین تھی، باقی
سلطنت مین مختلف جنگجو قومین آباد تھین، ان مین سے چند کے نام مرسی، سیمنائٹس، اپولینس اور لوکانینس ہین، ان کے
ساحل سمندر پر خوشحال یونانیون کی نوآبادیان قائم تھین۔ یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب آگسٹس
نے اٹلی کو گیارہ صوبون مین تقسیم کیا، تو آسٹریا کے چھوٹے سے صوبہ کو روم کے دارالسلطنت مین شامل کر دیا۔

ڈینوب اور الیریا کی سرحدین

سلطنت روم کے وہ صوبے جو یورپ مین تھے، رہائن اور ڈینوب کے ذریعہ سے محفوظ رہتے تھے، دریائے ڈینوب، رہائن کے مخرج سے صرف
تیس میل کے فاصلہ پر پہاڑون سے نکلتا ہے، جنوبی مشرقی حصہ مین تیرہ سو میل زمین کو سیراب کرنے، ساٹھ جہاز
رانی کے قابل دریاؤن کو اپنا معاون بنانے کے بعد چھ شاخون مین منقسم ہوکر یوکسن مین جو اتنے پانی کے مقابل
بہت پست معلوم ہوتا ہے، گرتا ہے، ڈینوب کے صوبون کا عام نام الیریکم یا الیرم پڑا اور یہ صوبے سلطنت مین سب سے
زیادہ جنگجو خیال کئے جاتے تھے، لیکن زیادہ موزون یہ ہوگا کہ وہ رہیشیا، نارکم، پینونیا، ڈلمیشیا، ڈیشیا، میزیا
تھریس، مقدونیا، اور یونان کے نام سے پکارے جائین۔

رہیشیا

رہیشیا کا صوبہ جس نے ونڈالیشیا کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ الپس کی چوٹیون اور دریائے
ڈینوب کے منبع سے لے کر اس مقام کے کنارے تک جہان وہ دریائے ان سے ملتا ہے پھیلا
ہوا تھا، اس وسیع ملک کا زیادہ حصہ، بویریا کے والی حکومت کے زیر فرمان ہے۔ شہر آگسبرگ کی حفاظت جرمن
حکومت کی طرف سے ہوتی ہے۔ گریسنس لوگ اپنے پہاڑون مین محفوظ ہین، اور ٹائرال کے ملک کا شمار آسٹریا کے
تاجدار کے بہت سے صوبون مین ہوتا ہے۔

نارکم اور پینونیا

وہ وسیع خطہ جو دریائے ان، ڈینوب اور سیو کے درمیان گھرا ہوا ہے، اور جس مین آسٹریا،
کیرنتھیا، کارنیولا، جنوبی ہنگری، اور اسلیونیا وغیرہ آباد ہین، پرانے وقت کے لوگون
کو نارکم اور پینونیا کے نام سے معلوم تھے، ان کی ابتدائی خود مختاری کے زمانے مین یہان کے وحشی باشندون مین

بہت اتحاد تھا۔ رومی عہد حکومت مین بھی وہ لوگ متحد تھے اور آج تک ایک خاندان کے ورثہ دار بنے ہوئے ہین اُن مقامات مین ایک جرمن شہزادہ مسکن گزین ہی جو اپنے آپ کو رومیون کا شاہنشاہ سمجھتا ہی اور جو آسٹرین حکومت کا مددگار اور باعث تقویت ہی، اس موقع پر یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ اگر ہم بوہیمیا، موریویا، آسٹریا کے شمالی حصہ، اور ہنگری کے اس حصہ کو جو ٹیمس اور ڈینیوب کے درمیان ہی، علٰحدہ کردین، تو باقی حصہ جو آسٹرین حکومت مین باقی رہجاتا ہی وہ سب کا سب رومی حدود سلطنت مین شامل تھا۔

ڈلمیشیا

ڈلمیشیا، جسکو الیریکم کہنا زیادہ موزون ہی، دریاے سیوا اور بحر اڈریاٹک کے درمیان ایک لمبا حصہ ملک تھا جس کی چوڑائی کم تھی۔ ساحل کا بہترین حصہ جس کا پرانا نام آج تک چلا آتا ہی، ریاست وینیشیا کا ایک ٹکڑا ہی، اور ایک چھوٹی سی ریاست رگوسا کا دارالحکومت ہی، ساحل سے ہٹکر جو مقامات اندرونی حصہ ملک مین واقع ہین، وہ اپنے اسکلیونین نامون کروشیا اور بوسینیا سے پکارے جاتے ہین، کروشیا ایک آسٹرین صوبہ دار اور بوسینا ایک ترکی پاشا کے زیر حکومت ہی لیکن تمام ملک مین اب تک وحشی قبیلے آباد ہین اور ان کی خودمختارانہ آزادی سے یہ پوری طور پر نہین معلوم ہوسکتا کہ عیسائی اور اسلامی حدود کے درمیان حد فاصل کیا ہی۔

میزیا اور ڈیشیا

جب ٹیمس اور سیوا دریاے ڈینیوب مین مل چکے تھے، تو یونانی اسکو السٹر کے نام سے یاد کرنے لگے، شروع مین یہ دریا میزیا اور ڈیشیا کے درمیان حد فاصل تھا۔ ہم پہلے دیکھ چکے ہین کہ ڈیشیا ٹراجن کی فتوحات مین سے تھا، اور دریا پار کا اکیلا صوبہ تھا، اگر ہم ان ممالک کی موجودہ حالت معلوم کرنا چاہین تو دیکھین گے کہ دریاے ڈینیوب کے بائین کنارے پر کے ٹیمسوار اور ٹرانسلوینیا، کئی انقلابون کے بعد ہنگری کی حکومت مین شامل کرلئے گئے ہین۔ اور مالڈیویا و والاشیا سلطان ٹرکی کو اپنا سردار تسلیم کرتے ہین، میزیا جو دریاے ڈینیوب کے داہنے کنارے پر ہی اور جو قرون وسطی مین وحشیون کی دو سلطنتون، سرویا اور بلگیریا مین منقسم تھا، اب پھر ٹرکی کے مقبوضات مین شامل ہوگیا ہی۔

تھریس، مقدونیہ اور یونان

تھریس، مقدونیہ اور یونان کی وسیع خطہ کو ترک آجتک رومیلیا کے نام سے پکارتے ہین، اس سے ان کی اس عظمت کا پتہ چلتا ہی، جو انکو رومی حکومت کے زیر سایہ حاصل تھی، انٹونینس کے زمانہ مین تھریس کا جنگجو خطہ کوہ ہیمس اور کوہ رہوڈوپیا سے لیکر باسفورس اور ہیلسپانٹ تک ایک صوبہ شمار کیا جاتا تھا۔ باوجود اس کے کہ مختلف تاجدار یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر بیٹھے اور مذہب مین بے انتہا تغیرات واقع ہوئے، شہر روم جسکو کانسٹنٹائن نے باسفورس کے کنارون پر آباد کرکے دارالسلطنت قرار دیا تھا، آجتک ایک بڑی سلطنت کا دارالحکومت بنا ہوا ہی مقدونیہ کو جس کی حکومت کا سکہ اسکندر کے زمانہ مین ایشیا مین بیٹھا ہوا تھا، فلپ اول و ثانی کے عہد حکومت

مین بہت فوائد حاصل ہوئے، اور یہ سلطنت اپنی ماتحت ریاستون، ایپرس اور تھسلی کی وجہ سے ایجین سی سے لیکر آیونین سی تک پھیلی ہوئی تھی۔ جب ہم اسپارٹا کے تھیبز اور اتھنس کے آرگاس کی شہرت پر غور کرتے ہین، تو ہم مشکل سے اس بات کا یقین کر سکتے ہین کہ اتنی زبردست اور غیر فانی جمہوری ریاستین، رومن سلطنت کے ایک صوبہ مین شامل کر لی گئی تھین، یہ صوبہ چونکہ اکیچین لیگ کے زیر اثر تھا، اس لئے وہ صوبہ آکیا کہلاتا تھا۔

ایشیائے مائنر

رومی تاجدارون کے زمانہ مین، یورپ کی حالت یہ تھی جس کا ذکر کیا گیا۔ ایشیا کے تمام صوبجات معہ ٹراجن کے عارضی فتوحات کے، آج ٹرکی کے مقبوضات مین شامل ہین لیکن عارضی، شخصی تقسیمون کے بجائے جو جہالت پر مبنی تھین، ہمارے لئے یہ زیادہ مفید اور بہتر ہوگا کہ ہم قدرتی تقسیم کو دیکھین، اُس جزیرہ نما کا نام جو ایکسن اور میڈیٹرینین سے محدود ہے اور جو دریائے فرات کی طرف سے یورپ کی جانب آ رہا ہے، بجا طور پر ایشیائے مائنر ہے، اس وسیع اور زرخیز خطہ کو جو ٹارس پہاڑ اور دریائے ہیلس کے مغرب مین پھیلا ہوا ہے، رومی ایشیا کے نام سے پکارتے تھے، اس صوبہ کے ماتحت ٹرائے لیڈیا اور فریجیا کی قدیم حکومتین ہیمفیلیس، لیشیس اور کیریشیس کے ممالک جو ساحل سمندر پر واقع تھے، اور آیونیا کی یونانی نو آبادیان وغیرہ تھین جو علوم و فنون مین یونان کے برابر اور سپاہ گری مین اُس سے کمتر تھین، بتھینیا اور پونٹس مین جزیرہ نما کا شمالی حصہ قسطنطنیہ سے لے کر ٹریبی زونڈ تک شامل تھا، مقابل مین سائیلیشیا کا صوبہ سیریا کے پہاڑون تک پھیلا ہوا تھا، ملک کا اندرونی حصہ جسکو رومن ایشیا سے دریائے ہیلس جدا کرتا تھا اور جسکو آرمینیا سے دریائے فرات علیحدہ کرتا تھا، ایک وقت مین کیپاڈوشیا کی خود مختار سلطنت مین شامل تھا، اس مقام پر ہم کو دیکھنا چاہئے کہ ٹرکی فی بلد کے اس پار، اگزائین کے شمالی کنارہ پر اور ڈینیوب کے اُس پار یورپ مین لوگ رومی شاہنشاہون کی حکومت اور انکے ماتحت شاہزادون، اور رومی سپاہ کی سرداری کو تسلیم کرتے تھے۔ ان وحشی خطون کے موجودہ نام بڈزک، کرم ٹارٹری، سرکاشیا اور منگریلیا ہین۔

سیریا، فونیشیا اور ارض فلسطین

اسکندر اعظم کے جانشینون کے زمانے مین سیریا سیلیوسیڈی کا دار الحکومت تھا جو بالائی ایشیا پر اسوقت تک سلطنت کرتا رہا جب پارتھینس کی کامیاب سرکشی نے ان کی حکومت کو دریائے فرات اور میڈیٹرینین کے مابین محدود کر دیا، جب سیریا رومی سلطنت کے تحت مین آگیا تو یہ اُس کا مشرقی کنارہ تھا، اس صوبہ کی وسعت خود مختاری کے زمانہ مین بھی شمال مین کیپاڈوشیا کے پہاڑون تک اور جنوب مین مصر کے گرد و نواح اور بحر احمر تک محدود تھی۔ فونیشیا اور ارض فلسطین بعض اوقات سیریا مین شامل کر دیئے جاتے اور بعض اوقات الگ کر دیئے جاتے تھے، فونیشیا ایک تنگ اور پہاڑی ساحل سمندر تھا، اور ارض فلسطین رقبہ اور زرخیزی کی حیثیت سے ویلس سے کسی طرح بہتر نہ تھا، تاہم یہ دونون

خطے یعنی نوع انسان کو ہمیشہ یاد رہیں گے، کیونکہ امریکہ اور یورپ دونون کو فونیشیا نے علوم اور ارض فلسطین نے
مذہب کی تعلیم دی ہے۔ سیریا کے گرد و نواح میں ایک ریگستان ہے جسمین نہ جنگل ہین اور نہ پانی کا پتہ ہے، یہ دریائے
فرات سے لیکر بحر قلزم تک پھیلا ہوا ہے اور عربون کی خانہ بدوشی ان کی آزادی ضامن تھی، اور جب کبھی انھون
نے کسی خطہ پر جو دوسرے مقامون کے بہ نسبت زیادہ زرخیز تھا مستقل بود و باش اختیار کی، وہ رومی سلطنت
کے محکوم ہو گئے۔

مصر جن لوگون نے پرانے زمانے کا جغرافیہ لکھا ہے ان کو اکثر یہ دقت پیش آئی کہ کرۂ زمین کے کس حصہ کو مصر
قرار دین، بلحاظ جگہ کے مصر، افریقہ کے عظیم الشان جزیرہ نما میں واقع ہے، لیکن مصر تک انسان صرف
ایشیا کے راستے پہونچ سکتا ہے، جہان کے ہر انقلاب کے سامنے مصر سر تسلیم خم کرتا رہا ہے، ایک رومی سردار ٹالمیز
کے شاندار تخت پر جلوہ افروز تھا، اور آج بھی بادشاہون کا آہنی شاہی عصا ترکی پاشا کے ہاتھ میں ہے، دریائے
نیل اس ملک میں خط سرطان سے میڈیٹرینین تک طول میں پانچ سو میل سے زاید بہتا ہے، اور آس پاس کی
زمین کو دور دور تک اپنے سیلابون سے زرخیز بنا دیتا ہے، سائیرین جو مغرب کی طرف ساحل سمندر پر واقع ہے پہلے
ایک یونانی نوآبادی تھی، اُس کے بعد مصر کا ایک صوبہ بن گئی، اور اب وہ بارکا کے ریگستان میں غائب ہو گئی ہے

افریقہ سائیرین سے لے کر بحر اعظم تک افریقہ کی وسعت پندرہ سو میل سے زاید ہے۔ لیکن وہ خطہ جو میڈیٹرینین
اور صحرائے عظیم کے درمیان ہے اس قدر پتلا ہے کہ کسی مقام پر وہ ۸۰ یا ۱۰۰ میل سے زاید چوڑا نہین ہے۔
رومی، افریقہ کے مشرقی حصہ کو اُس کا ممتاز اور خاص صوبہ خیال کرتے تھے۔ فونیشین کے آنے تک اس زرخیز ملک
میں لیبین لوگ جو نہایت وحشی تھے، آباد تھے، کارتھیج والون کے زیر حکومت یہ تجارت اور سلطنت کا مرکز بن گیا
لیکن اب اُسی کارتھیج کی حکومت زوال پذیر ہوتے ہوتے طرابلس اور ٹیونس کی ریاستون میں محدود ہو گئی ہے،
نیومیڈیا کی وسیع سرزمین جو کسی زمانہ میں میسی نسا اور جُگرتھا کے زیر اثر متحد تھی، اب الجیرس کے فوجی حکومت کے
ماتحت ہے لیکن آگسٹس کے زمانے میں نیومیڈیا کے حدود وسیع نہ رہے اور کم از کم ملک کے دو ثلث حصے نے ماریٹینیا
کے نام کو سیزریئنسس کے لقب کیساتھ قبول کر لیا، اصل ماریٹینیا یا زنگیون کا ملک اور پرانے شہر ٹنگی یا ٹینجیر میں ٹنجیٹانا
کے نام سے مشہور تھی، اس ملک کی جگہ آج، فیض نے لی ہے سیل کو جو ساحل سمندر پر ہے اور جو بحری ڈاکہ زنون
کی وجہ سے آج کل بہت بدنام ہے، رومی اپنی سلطنت کی حد اور اپنے جغرافیہ کا آخری مقام خیال کرتے تھے،
ان کا آباد کیا ہوا ایک شہر میکونیز کے نزدیک پایا جاتا ہے، یہان وہ وحشی بادشاہ حکمران ہے جسکو ہم مراکو کا شہنشاہ
کہتے ہیں، لیکن یہ کسی طرح نہین ثابت ہوتا کہ جنوبی حصے جسمین مراکو خاص اور سیلگنا شامل ہین، کبھی رومن سلطنت کے
زیر نگین تھے، افریقہ کے مغربی حصون مین سے ہو کر بہت سے سلسلہ اٹلس پہاڑ کے گزرتے ہین، اس پہاڑ کی

شاعرون نے فضول تعریفین کی ہین، لیکن یہی پہاڑ اس بحر اعظم کے کنارے پھیلا ہوا ہے، جو پرانے براعظم کو نئے براعظم سے جدا کرتا ہے۔

میڈیٹیرینین سی اور اسکے جزائر رومی سلطنت کے مقبوضات کو مشرح بیان کرنے کے بعد ہم دوسری طرف رجوع کرتے ہین، اسپین اور افریقہ مین ایک تنگ آبنائے حد فاصل ہے جسمین ہو کر بحر اٹلانٹک کا پانی میڈیٹیرینین مین گرتا ہے۔ ہرکولیس کے ستون، جو پرانے زمانے مین بہت مشہور تھے، دو پہاڑ تھے جو عناصر کی کشمکش سے بیچون بیچ سے پھٹ گئے تھے، اور جو پہاڑ سرزمین یورپ پر واقع ہے اُس پر اب جبرالٹر کا قلعہ بنایا گیا ہے۔ پورا میڈیٹیرینین سی معہ اپنے سواحل و جزایر کے سلطنت روم مین شامل تھا، دو بڑے جزیرون مین سے بیلیرس جن کا نام وسعت کے لحاظ میجارکا اور مائنارکا پڑا، اول الذکر اسپین کے ماتحت اور آخر الذکر برطانیہ عظمیٰ کے ماتحت ہے۔ جزیرہ کورسیکا کے حالات بیان کرنے کی بہ نسبت، اسکی قسمت پر افسوس کرنا زیادہ بہتر ہے۔ دو اٹلیین بادشاہون کے شاہانہ خطابات سارڈینیا اور سسلی سے متعلق ہین، کریٹ جسکا دوسرا نام کینڈیا بھی ہے۔ یونان اور ایشیا کے چھوٹے جزیرون کے ساتھ ترکون کے زیر حکومت ہے، مالٹا کی چھوٹی سی پہاڑی چٹان نے ترکون کا خوب مقابلہ کیا ہے اور اپنے فوجی سنظام کے ماتحت بہت شہرت حاصل کی ہے۔

سلطنت روم کی عام حالات اس سلطنت کے بے شمار صوبون کے نامون اور تعداد کی بنا پر جن کی بنیاد دون پر آج کئی زبردست حکومتین قائم ہین، ممکن ہے کہ ہم رومیون کے بیجا فخر و غرور اور انکی جہالت کو بھول جائین، رومیون نے نشۂ حکومت سے بیخود ہو کر، اپنی ناقابل تسخیر طاقت کے زعم مین اور رومی شہنشاہون کے واقعی یا ظاہری اعتدال پر نازان ہو کر سرحدی ممالک پر حقارت سے نظر ڈالی اور اکثر انکے فتح کرنے کا خیال تک دلمین نہ لائے، اس طرح وہ ممالک اپنی وحشیانہ آزادی کو برقرار رکھ سکے! وہ تو اپنی سلطنت کو پورا کرۂ زمین سمجھتے رہے، لیکن زمانہ حال کے ایک مورخ کے علم و مزاج کے لئے اس سے صحیح تر بیان کی ضرورت ہے، وہ اس طرح صحیح طور پر واقعات کی ایک تصویر کھینچ سکتا ہے کہ رومن سلطنت کی چوڑائی انٹونینس کی دیوار اور ایشیا کے شمالی حد سے لے کر اٹلس پہاڑ اور خط سرطان تک دو ہزار میل سے کچھ زاید تھی۔ اسکی لمبائی مغربی بحر اعظم سے دریائے فرات تک تین ہزار میل سے زاید تھی۔ یہ سلطنت منطقہ معتدلہ کے بہترین مقام مین شمالی عرض البلد کے چوبیسوین اور چھپنوین ڈگری مین واقع تھی، اور اس کا رقبہ سولہ لاکھ مربع میل سے زاید تھا جس مین سے اکثر حصہ زرخیز اور آباد تھا۔

باب دوم

انٹونین بادشاہوں کے عہد حکومت میں سلطنت کا اتحاد و اندرونی خوشحالی

اصول سلطنت

صرف فتوحات کی رفتار اور وسعت ہی سے ہم سلطنت روم کی عظمت کا اندازہ نہیں کر سکتے روس کا تاجدار اُس سے کہیں زیادہ رقبہ پر حکومت کرتا ہے۔ ہیلسپانٹ کا راستہ طے کرنے کے سات برس بعد، اسکندر اعظم نے مقدونیہ کے علامات فتح کو دریائے ہائی فاسس کے کناروں پر تعمیر کیا تھا۔ ایک صدی سے کم کے عرصہ میں چنگیز اور دوسرے مغل شاہزادوں نے ظلم و جور اور اپنی عارضی حکومت کو ایک طرف تو بحر چین اور دوسری طرف مصر اور جرمنی کے حدوں تک پہونچا دیا تھا۔ لیکن رومی سلطنت کی مضبوط بنیاد مدتوں غور و خوض کر کے قائم کی گئی تھی، ٹراجن اور انٹونینس کے فرمان بردار صوبجات قانوناً سلطنت میں ملائے گئے تھے اور اب وہاں علوم و فنون کا دور دورہ تھا۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ ارباب حکومت کی حرکتوں سے انکو نقصان پہونچتا لیکن حکومت کے عام اصول عقلمندی، سادگی اور رفاہ عام پر مبنی تھے۔ یہ لوگ اپنے آبا و اجداد کے مذہب پر قائم تھے، اُن پر انصاف اور عقل سے حکمرانی کی جاتی تھی اور انہیں بہت سے فائدے اور فاتحین سے مساویانہ حقوق حاصل تھے۔

مذہبی درگزر کی عام پالیسی

شاہنشاہوں اور مجلس ملکی کا مذہب کے ساتھ جو طرز عمل تھا، وہ خوش قسمتی سے تعلیم یافتہ طبقہ کے خیالات کے مطابق تھا اور ضعیف الاعتقاد لوگ بھی اسی طریقہ کے عادی تھے۔ ملک میں عبادت کے مختلف طریقے رائج تھے، اور ان تمام طریقوں کو لوگ سچا سمجھتے تھے۔ فلسفی لوگ ان سب کو غلط اور مجسٹریٹ ان کو مفید خیال کرتے تھے، اس مذہبی آزادی سے نہ صرف لوگ ایک دوسرے کے عقائد کے معترض نہ ہوتے بلکہ ان میں مذہبی اتحاد بھی تھا۔

عوام

عوام کی ضعیف الاعتقادی میں مذہب کی سختی کو کوئی دخل نہ تھا۔ اور نہ انکی ضعیف الاعتقادی چند خاص خیالات تک محدود تھی، رومی لوگ جن کی خداؤں کو پوری عقیدت سے پوجتے، اور اپنے قومی رسوم کو تمام و کمال بجا لاتے تھے، دنیا کے تمام مذاہب کی سچائی پر یقین کامل رکھتے تھے، خوف، احسان

شوق، خواب، کسی قسم کا شگون، بدانتظامی، دور و دراز مقامات کا سفر وغیرہ، یہ ایسی چیزین تھین جن سے اُن چیزون مین اضافہ ہوجاتا جن پر وہ اعتقاد رکھتے تھے، اور ان محافظین کی تعداد بڑھ جاتی، جن سے انکو مدد کی توقع ہوتی تھی۔ جن چیزون پر رومی بت پرستون کے علم الاصنام کی بنیاد تھی، وہ کئی تھین لیکن باہم مختلف نہ تھین۔ جب یہ طے پایا کہ اُن عقلمندون اور بہادرون کو جنھون نے ملک کی خدمت کرنے مین عمر بسر کی ہی یا جو اس حالت مین مرگئے ہین، عزت و مرتبہ ملنا چاہیے اور انکے نام کو قائم رکھنا چاہیئے تو عام طور پر اس بات کا اقرار کیا گیا کہ فی الواقع یہ لوگ اگر قابل پرستش نہین ہین تو کم ازکم اس قابل تو ضرور ہین کہ تمام بنی نوع انسان انکو عزت کی نظر سے دیکھین۔ رومن لوگون کے نزدیک ہزارون درختون کے جھنڈون اور ہزارون چشمون کے دیوتا الگ الگ تھے اور وہ سب بلا ایک دوسرے سے جنگ و جدل کئے ہوئے نہایت سکون سے مختلف مقامون پر اپنا اپنا اثر قائم کئے ہوئے تھے، ان کی آزاد خیالی کا یہ عالم تھا کہ وہی رومی جو دریائے ٹائبر کے غصے سے ہمیشہ استغفا کرتے تھے۔ اُن مصریون سے کسی قسم کی نفرت نہ کرتے جو دریائے نیل کی دیوی کے آگے تحفے تحائف پیش کرتے رہتے تھے، انکے نزدیک فطرت کی ظاہر بظاہر طاقتین مثلاً ستارے اور عناصر، تمام کائنات کے لئے ایک تھے اور ان مین کوئی فرق نہ تھا۔ اُن دیوتاؤن کی بابتہ جن کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ اخلاقی دنیا کے منتظم ہین اسی قسم کی چیزین مشہور تھین اور مختلف افسانے اور تمثیل دار قصّے گڑھے جاتے تھے، ہر خوبی و بدی کا ایک ایک دیوتا ہر فن اور پیشہ کا ایک ایک مربی تھا، ان لوگون کے صفات مختلف زمانون اور دُور و دراز کے ممالک مین انکے پوجاریون کی صفات کے لحاظ سے متعین کئے جاتے تھے، دیوتاؤن کی اس جمہور کے لئے جس کا ہر فرد دوسرون سے الگ خیالات رکھتا، ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو اپنے علم اور دوسرون کی چاپلوسی کی نسبت سے رفتہ رفتہ ابدی اتالیق اور قادر مطلق شاہنشاہ تسلیم کیا جانے لگا۔

اس قدیم زمانے کے لوگون کی مذہبی حالت یہ تھی جسکا بیان ہوا۔ قومین، مذہبی اختلافات کے بہ نسبت، مشابہتون پر زیادہ توجہ کرتی تھین۔ یونانی، رومی اور وحشی جب اپنے اپنے قربان گاہون کے سامنے اکٹھا ہوتے تو وہ آسانی سے اپنے دلون کو یون تسلی دے لیتے کہ مختلف نامون اور مختلف رسوم کے باوجود ہم سب ایک ہی دیوتا کی پرستش کررہے ہین۔ ہومر نے جس لطافت سے عہد قدیم کے علم الاصنام کا بیان کیا ہو اُس سے قدیم زمانہ کے شرک و کفر کی تصویر نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہی۔

فلسفی

یونان کے فلسفی اپنے نظریات، فطرت انسانی کے مطالعہ پر قائم کرتے تھے اور مذہب اور احکام خداوندی سے زیادہ سروکار نہ رکھتے تھے، وہ اکثر پاکیزہ فطرت پر اس لحاظ سے غور کرتے کہ وہ نہایت عجیب اور ضروری چیز ہے، اور اس زبردست مسئلہ پر غور کرکے ان لوگون نے انسانی سمجھ کی بلند پروازی اور

کمزوری کا ثبوت دیا۔ فلسفیون کے جو چار مشہور اسکول تھے، ان مین سے پیروان افلاطون نے اس بات کی کوشش کی کہ مذہب اور عقلی مسائل کو متحد کردین۔ انھون نے ہمارے لئے مسبب الاسباب کی ہستی اور اسکے اکمل ہونے کے جو ثبوت چھوڑے ہین، وہ نہایت زبردست ہین، پیراگی فلسفیون کے نزدیک، صناع اور اس کی صنعت مین کوئی فرق نہ تھا، اسی طرح وہ مادہ کی خلقت پر کبھی غور ہی نہ کرسکتے تھے، اس کے خلاف فلاطون اور اسکے پیرو، جس روحانی طاقت کو خدا مانتے تھے، اسمین مادہ کا کوئی عنصر نہ تھا وہ بالکل خیالی تھا۔ ایکاڈیمکس اور ایپکورینس کے خیالات کم مذہبی تھے، لیکن جب اول الذکر کم علمی کی بنا پر ہر چیز کو شک کی نظر سے دیکھنا شروع کیا تو آخر الذکر نے اپنی قطعی لاعلمی کی بنا پر قادر مطلق کی طاقت سے بالکل انکار کردیا۔ تحقیق کے شوق سے جس کی عام طور پر تعریف ہوتی تھی اور اس آزادی کی وجہ سے جو حاصل تھی علمائے فلسفہ مین اختلاف ہوگیا تھا، اور وہ مختلف گروہون مین جو ایک دوسرے سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے منقسم ہوگئے تھے، ان ہوشیار نوجوانون کو جو بغرض تحصیل علم سلطنت کے تمام حصون سے ایتھنس اور دوسرے علمی مرکزون مین آتے تھے۔ ہر اسکول مین یہی تعلیم ملتی تھی کہ وہ عوام کے مذہب کو ذلت اور تحقیر کی نظر سے دیکھین اور واقعی یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایک فلسفی شعرا کے فضول لچر افسانون، اور بے ترتیب روایات قدیمہ کو مذہبی حقایق کی شکل تسلیم کرلیتا، اور ان لوگون کی جن کو وہ معمولی انسان خیال کرتا تھا دیوتاؤن کے شکل پر پرستش کرتا۔ ایسے نا اہل مخالفین کے مقابلہ مین سسرو نے اپنے خطیبانہ اور عقلی طاقتون کے اسلحہ کا استعمال شروع کیا لیکن لوشین کی ہجو، اس سے زیادہ مناسب اور کارگر ثابت ہوئی، اور ہم کو پوری طور پر اس بات کا یقین رکھنا چاہیے کہ اگر تعلیم یافتہ طبقہ مین دیوتاؤن کی طرف سے نفرت اور ذلت کے خفیہ جذبات نہ پیدا ہوچکے ہوتے تو تمام عالم کی واقفیت رکھنے والے مصنف، کبھی اپنے ملک کے دیوتاؤن کی اس آزادی سے ہنسی نہ اڑا سکتے۔

باوجود اس کے کہ انیٹونینس کے عہد حکومت مین لامذہبی کا عام رواج تھا، پادریون کے فواید اور عوام کے عقائد کی قدر کی جاتی تھی۔ گفتگو کے وقت اس زمانے کے فلسفی عقل کی برتری و آزادی کا اعلان کرتے تھے لیکن اپنے افعال کو قوانین اور رسوم کے ماتحت رکھتے تھے، وہ عوام کی غلطیون کو افسوس اور ہمدردی کی نظر سے دیکھتے لیکن اپنے آبا و اجداد کی رسوم پر سختی سے قائم رہتے، دیوتاؤن کے مندرون مین عقیدتمندی کی شان سے اکثر جاتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ضعیف الاعتقادی کے تھیٹر مین اپنے دہریانہ خیالات چھپاکر اور پادریون کا مذہبی لباس زیب تن کرکے، خود بھی کام کاج مین ہاتھ بٹاتے۔ اس مزاج کے حامیان عقل و فلسفہ سے اس بات کی کب امید ہوسکتی تھی کہ وہ اپنے عقائد اور مذہب کو بچانے مین سرگرمی سے دوسرون کا مقابلہ کرین گے۔ عوام کے احمقانہ خیالات جو شکل بھی چاہتے اختیار کرتے، ان کو اس سے بحث نہ تھی، وہ لوگ باطن مین نفرت کرتے لیکن ظاہر مین عقیدتمندی کی شان سے لیبین، المپین اور کیپٹولائن جیوپیٹر کی قربان گاہون مین جاتے رہتے تھے۔

حکام

یہ معلوم کرنا آسان نہیں ہے کہ ظلم و جور نے کس طرح رومی کونسلوں مین جگہ پائی، مجسٹریٹ لوگون کے افعال بیجا اگر سچے تعصب کی رنگ آمیزی ہو نا ممکن نہ تھی کیونکہ وہ خود بھی فلسفی تھے، اور ایتھنس کے اسکولون نے مجلس ملکی کے لئے قوانین بنا دئے تھے، اُن پر ذاتی اغراض و مقاصد کے حصول اور یا لالچ کا اثر کبھی نہ پڑ سکتا تھا کیونکہ مذہبی اور سیاسی دونون طاقتین انکے ہاتھون مین دے دی گئی تھین، مجلس ملکی کے معروف ترین فرد ہی قوم کے سردار پادری مقرر ہوتے تھے۔ اور سردار پادریون کے افسر اعلیٰ کے اختیارات ہمیشہ شاہنشاہ کے ہاتھ مین رہتے تھے، یہ لوگ مذہب کے اُن فوائد سے جب وہ حکومت سے متعلق ہون، واقف تھے اور اسی لئے اسکی قدر کرتے تھے، وہ عوام کے تہوارون کو رونق دینا چاہتے تھے کیونکہ اس طرح عوام کے عادات مین انسانیت آتی ہے پیشین گوئی کے فن کو وہ خوب استعمال کرتے تھے کیونکہ یہ انکے طرز عمل کے لئے نہایت آسان طریقہ تھا اور وہ اس بات کو اکثر کہا کرتے تھے کہ موجودہ زندگی یا آئندہ زندگی مین دیوتا یقیناً جھوٹی قسم کھانے والے کو سخت سزا دیتے ہین اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سے سوسائٹی کا نظام قائم رہتا تھا، حالانکہ وہ مذہب کے عام فوائد کو تسلیم کرتے تھے لیکن انکو اس بات کا بھی پورا یقین تھا کہ مختلف قسم کے طرز عبادات سے بھی وہی فوائد حاصل ہو سکتے ہین اور یہ کہ ہر ملک مین ضعیف الاعتقادی کی وہ فضا جس پر زمانہ اور تجربہ نے پسندیدگی کی مُہر لگا دی ہے۔ وہان کی آب ہوا، اور

صوبون کی حالت

باشندون کے لئے بہترین ہے لالچ اور ذاتی مذاق کی بنا پر اکثر ایسا ہوا ہے کہ فاتحین نے مفتوح قومونکے دیوتاؤن کے بتون اور انکے مندرون کی آرائش کے سامان وغیرہ کو لوٹ لیا ہے، لیکن مفتوحین کو ہمیشہ اس بات کا تجربہ ہوتا رہا کہ رومی فاتح انکو انکے اسلاف کے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی دیتے تھے اور بعض اوقات خود ان کی حفاظت کرتے تھے۔ گال کا صوبہ ہی بظاہر ایک ایسا صوبہ معلوم ہوتا ہے جو اس کلیہ سے مستثنیٰ تھا۔ انسانی قربانی کو مٹانے کی آڑ مین شاہنشاہ ٹائبریس اور شاہنشاہ کلاڈیس نے ڈروڈس کی خوفناک طاقت کو پامال کر دیا، لیکن یہان بھی پادری، انکے دیوتا، انکے قربان گاہ وغیرہ، اطمینان سے گمنامی کی حالت مین اسوقت تک قائم رہے جب تک کفر کا پورا استیصال نہ ہو لیا۔

روم کی حالت

روم مین جو ایک بہت بڑی شخصی سلطنت کا دار الحکومت تھا ہمیشہ دنیا کے ہر مقام کے لوگ موجود رہتے تھے ان تمام لوگون کو اپنے وطن کی ضعیف الاعتقادیون کے رائج کرنے اور ان پر عمل کرنے کی آزادی حاصل تھی، سلطنت کے ہر شہر کو اس بات کا حق حاصل تھا کہ وہ اپنے پُرانے رسوم کو بعینہ اسی طرح بجا لائے جس طرح اگلے زمانے مین ہوتا تھا، رومی مجلس ملکی جسکو تمام اختیارات حاصل تھے، کبھی کبھی بیچ مین پڑ کر ان غیر ملکی رسوم کو روکنے کی کوشش کرتی تھی، مصری رسوم جو نہایت درجہ قابل نفرت اور خراب تھین، اکثر سختی سے روک دی گئین۔ سرپیس اور آئی سس کے مندر توڑ دئے گئے اور انکے پوجا کرنے والے روم اور اٹلی سے نکال دئے گئے لیکن تعصب ہی کا

جوش، حکومت کے طرز عمل پر غالب آ گیا تھا، جو لوگ شہر بدر کئے گئے تھے واپس آ گئے، اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنے والوں کی تعداد بڑھتی گئی، مندر دوبالا رونق کے ساتھ پھر آباد ہو گئے، اور یہاں تک ہوا کہ وہی سراپس اور آئی سس جن کے مندر منہدم کر دئے گئے تھے، رومی دیوتاؤں کی صفوں میں شمار کئے جانے لگے۔ یہ آزادی، حکومت کے پرانے اصول کے بالکل مطابق تھی۔ حکومت جمہوری کے بہترین زمانہ میں ایسکولاپیس[1] اور سبیل[2] کو لینے کے لئے کئی مرتبہ قاصد بھیجے گئے تھے۔ اور جب کوئی شہر محصور ہوتا تو شہر کے محافظ دیوتاؤں کو رومی لوگ اس طرح ترغیب دیتے تھے کہ اگر شہر بچ گیا تو ہم تیری اتنی عزت و حرمت کرینگے، جتنی تیرے اصلی ملک میں ہوتی ہو گی۔ محکوموں کی جتنی عبادتگاہیں تھیں ان سب کا مرکز روم بن گیا تھا اور بنی نوع انسان کے جس قدر دیوتا ہیں ان سب کو روم کے اندر پوری آزادی حاصل تھی۔

روم کی آزادی

روم کے قدیم لوگوں کی نسل کو مخلوط ہونے سے بچانے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا اسکی بنیاد تنگ خیالی پر تھی، اور اس وجہ سے ایتھنز اور اسپارٹا والوں کی ترقی رک گئی اور انکا زوال شروع ہو گیا۔ ان عالی دماغ رومیوں نے جن کے دل تمناؤں سے بھرے ہوئے تھے اپنے فخر و مباہات کے امیدوں پر قربان کر دیا۔ اور کسب فضیلت و اخلاق اختیار کرنا خواہ وہ کسی قوم سے حاصل ہو سکیں، زیادہ محترم اور قابل عزت خیال کیا۔ انھوں نے غلاموں، غیر ملک والوں، دشمنوں اور وحشیوں تک سے بھی وہ باتیں سیکھیں جو مفید سمجھیں، ایتھنز کی جمہوری حکومت کے شاندار عہد میں رعایا کی تعداد، قریب تیس ہزار کے تھی لیکن گھٹتے گھٹتے اکیس ہزار رہ گئی، اس کے مقابل اگر ہم رومی حکومت جمہور کے عروج پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ جنگ و جدل اور نوآبادیوں کے باوجود جب سرویس ٹولیس کی مردم شماری میں باشندوں کی تعداد تیراسی ہزار سے زیادہ تھی۔ یہ تعداد سوشل جنگ کے زمانے میں ۴ لاکھ ۶۳ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور یہ سب لوگ جنگ میں شرکت کر کے اپنے ملک کی خدمت کر سکتے تھے، جب روم کے اتحادیوں نے اختیارات وغیرہ میں انکے برابر حقوق لینا چاہے، تو رومی مجلس ملکی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمارے لئے اس طرح کی رعایتوں کے منظور کرنے میں سخت بدنامی ہے اور ہمیں اسکا فیصلہ بزور شمشیر کرنا چاہئے۔ سیمنٹیز اور ٹوسکین لوگوں نے اپنی جلد بازی کا پورا پھل پایا لیکن اٹلی کی دوسری ریاستیں رفتہ رفتہ رومی حلقہ اثر میں آتی گئیں اور جمہوری حکومت کے زیر سایہ جو لوگ بسر کرتے تھے، وہ شاہانہ اختیارات رکھتے تھے، اور خیال یہ تھا کہ اگر وہ اختیارات کسی بڑی جماعت کو دئے گئے تو وہ پہلے تو ان کا غلط استعمال کریں گی اور بعد میں انکو کھو بیٹھیں گی، لیکن جب ان ہر دلعزیز جماعتوں کو جنھیں عوام منتخب کرتے تھے، شاہنشاہوں کے نظام حکومت نے مٹا دیا تو فاتح اور مفتوح قوموں کے

---

[1] ایک یونانی دیوتا کا نام [2] ایک یونانی دیوی جس کا تعلق غالباً کرہ زمین سے تھا۔

درمیان وہی فرق پیدا ہوگیا۔ جو اوّل اور سب سے زیادہ قابل احترام رومسا کا ہوتا ہے اور ان کی تعداد مین جو تیزی سے زیادتی ہو رہی تھی، اُس کو اب پیشتر کے سے خطرے باقی نہ تھے، لیکن وہ عقلمند شاہزادے جو آگسٹس کے قدم بقدم چلتے تھے، رومی نام کی بے انتہا حفاظت کرتے تھے اور اپنی بخشی ہوئی آزادی کا حلقہ عقلمندی سے بہت وسیع کرتے تھے۔

اٹلی

سلطنت کے دیگر اقوام کی بانسبت جب تک رومیوں کے حقوق کی زیادہ نگہداشت ہوتی رہی اسوقت تک اٹلی اور دیگر صوبجات کے درمیان بہت فرق رہا، اٹلی، اتحاد کا مرکز تھی اور نظام حکومت کی مضبوط بنیاد اسی جگہ قائم تھی، اٹلی ہی کو یہ فخر حاصل تھا کہ شاہنشاہ اور مجلس ملکی کے تمام ممبر یہین پیدا ہوے اور اسی ملک کو اپنا جائے رہایش قرار دیتے رہے، اٹلی کی ریاستوں کو محصول سے آزادی تھی اور ان کی جان و مال پر وہان کے صوبہ دارون کو کسی طرح کا اختیار نہ تھا، شہرون مین جو میونسپلٹیان تھین وہ بالکل دارالحکومت کی میونسپلٹی کے مشابہ تھین انکو مرکزی حکومت کے زیر نگرانی، قانون کو جاری کرنے کا پورا اختیار تھا، آلپس پہاڑ کے دامن سے لیکر کیلابریا کی آخری حد تک اٹلی کے تمام باشندے رومی شہری خیال کئے جاتے تھے، انکے جزوی اختلافات کا کچھ خیال نہ کیا جا اور اس طرح وہ لوگ بلا کسی احساس کے ایک زبردست قوم بن گئے جو زبان، رسوم اور نظام حکومت کی وجہ سے بالکل متحد تھے اور وہ قوم ایک زبردست حکومت کے شایان شان تھی۔ یہ جمہوری حکومت لیئے فیاضانہ طرز عمل پر فخر کرتی تھی اور اکثر ان لوگون کی ذات سے فوائد حاصل کرتی تھی جن کو وہ رومی شہری ہونے کی عزت بخشتی تھی۔ اگر رومی نام صرف ان لوگون تک محدود رہتا جو شہر پناہ کے اندر رہتے تھے، تو جمہور کے نام کو رونق دینے والے اُس مین شامل نہ ہو سکتے، ورجل مینٹوا کا باشندہ تھا۔ ہوریس اس شک مین رہا کرتا تھا کہ اپنے تئین اپولین کہون یا لوشانین، پیڈوا وہ مقام ہے جہان سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا جو رومی فتوحات کا حال لکھے، کیٹس کا محب وطن خاندان ٹسکولم سے ظہور پذیر ہوا، اور آرپینم کے چھوٹے شہر کو میریس اور سسرو کے پیدا کرنے کا شرف حاصل ہے۔ میریس وہ شخص تھا جسکو رومولس، اور کیمیلوس کے بعد، روم کا تیسرا بانی کہا جا سکتا ہے، سسرو نے اپنے ملک کو کیٹیلائن کی تجاویز سے بچانے کے بعد اُسے قابل بنا دیا کہ وہ ایتھنز سے فن تقریر مین مقابلہ کر سکے۔

صوبے

سلطنت کے مختلف صوبون مین جن کا ذکر باب اوّل مین کیا جا چکا ہے، عوام کو کسی قسم کی طاقت اور آزادی حاصل نہ تھی، ایٹروریا، یونان اور گال مین مجلس ملکی کی یہ کوشش رہی کہ وہ اُن خوفناک جماعتون کا سختی سے استیصال کر دین جو یہ تعلیم دیتی تھین کہ رومی سپاہ کی کامیابی کا راز، وہ نا اتفاقی تھی جو ہم مین موجود تھی، اور اگر ہم مین اتحاد ہوتا تو انکو شکست حاصل ہوگی۔ وہ شہزادے جن کو احسان مندی کے اظہار مین اس بات کی اجازت مل گئی تھی کہ وہ کسی زرخیز خطہ پر حکمرانی کرین، تھوڑے عرصہ کے بعد جب اپنا مقررہ کام ختم کر چکے تو تخت سے علٰحدہ کر دئے

گئے اور ان کا کام یہ تھا کہ وہ مفتوح قوموں کو سلطنت کا حلقہ بگوش بنائیں۔ وہ خود مختار ریاستیں، اور شہر جنھوں نے روم کا
ساتھ دیا تھا، بظاہر روم کے اتحادی شمار کئے جاتے تھے۔ لیکن در اصل انکو اسکا احساس بھی نہ ہوا اور وہ روم
کی غلامی کرنے لگے۔ حکومت کی باگ مجلس ملکی یا شاہنشاہوں کے مقرر کردہ وزرا کے ہاتھ میں تھی، انکے اختیارات غیر
محدود تھے اور اُنسے کسی طرح کی باز پرس نہ ہو سکتی تھی، لیکن حکومت کے وہ سود مند اصول جن کی وجہ سے اٹلی میں امن
امان قائم تھا، اور وہ محکم تھی، تمام مفتوح مقامات میں برتے گئے۔ صوبوں میں ایک مستقل رومی قوم دو طریقوں سے
تیار کی گئی۔ اول طریقہ یہ تھا کہ نوآبادیاں قائم کی گئیں اور دوسرا یہ کہ صوبوں کے منتخب وفادار مستحق لوگوں کو روم کی
آزادی میں حصہ دیا گیا۔

نوآبادیاں اور میونسپلٹیوں کے شہر

سنیکا کا قول ہے کہ رومی لوگ جس مقام کو فتح کرتے ہیں وہیں آباد
ہو جاتے ہیں اس قول کی واقعیت، تاریخ اور تجربہ دونوں سے
ثابت ہوتی ہے، اٹلی کے باشندے عیش وعشرت یا حصول فوائد کی ترغیب سے فتوحات کی نیت سے
آگے بڑھے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایشیا کی فتح کے چالیس برس بعد میتھریڈیٹس کے ظالمانہ حکم سے اسی ہزار رومی
موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو از خود حدود سلطنت کے باہر چلے گئے تھے اور ان مقامات میں
زیادہ تر تجارت، زراعت اور محصول جمع کرنے میں مصروف تھے لیکن اُسوقت جب فوج کو شاہنشاہوں نے
ایک مستقل صیغہ بنا دیا تھا، صوبوں میں سپاہی آباد ہونے لگے۔ یہ سپاہی وہ تجربہ کار لوگ ہوتے تھے جن کو انکی
خدمات کے صلہ میں زمین یا روپیہ ملتا تھا اور وہ لوگ اُن دیہاتوں میں اپنے خاندان سمیت متوطن ہو جاتے تھے
جہاں انھوں نے اپنے شباب کا زمانہ گزارا ہوتا۔ سلطنت کے تمام حصوں اور خصوصاً مغربی حصوں میں سب سے زرخیز
اضلاع اور سب سے عمدہ مقامات نوآبادیوں کے لئے مخصوص کر دیجاتی تھی۔ ان نوآبادیوں میں سے بعض ملکی اور
بعض فوجی قسم کی تھیں، اپنے طریق کار اور اندرونی انتظامات میں یہ نوآبادیاں، روم کی نقل کرتی تھیں، اور اصل
باشندوں سے ان نوآبادیوں نے اتحاد اور دوستی کر کے، اپنے تئیں ہر دلعزیز بنا لیا تھا۔ انھوں نے سب جگہ رومی
نام کو محترم بنا دیا اور سب کے دلوں میں اس بات کا شوق پیدا کر دیا کہ وہ رومی اعزاز اور دوسری مفید باتوں
سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ اُمید ایسی تھی کہ جو اکثر موقع موقع سے پوری ہوتی رہتی۔ میونسپلٹیوں کے شہر، شان وشوکت
اور عزت میں نوآبادیوں کے برابر ہونے لگے، اور ہیڈرین کے زمانے میں یہ بات فیصلہ طلب تھی کہ ان جماعتوں
میں سے جو روم سے باہر نکلی تھیں، اور وہ جو اُس میں شامل ہو گئی تھیں کون زیادہ قابل ترجیح ہیں، لٹیم[1] کے حقوق جن

[1] لٹیم کے حقوق سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص شہر کو رومی سردار یا حاکم کے زیر حکومت رہنے سے آزادی مل جاتی تھی۔

شہرون کو دیے جاتے، ان کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اُن کی خاص رعایت منظور ہے، صرف مجسٹریٹ لوگون کو جب انکی
مدت ملازمت ختم ہو جاتی، تو رومی شہریون کے حقوق حاصل ہوتے لیکن چونکہ مجسٹریٹ ہر سال مقرر ہوتے تھے، اس وجہ
سے چند ہی سال مین معزز خاندانون مین ایسے شہریون کی تعداد بہت کافی ہو جاتی تھی۔ صوبون کے اُن باشندون
کو جن کو فوج مین خدمات انجام دینے کی اجازت ملتی اور اُن سب کو بھی جنھین کسی طرح کی بھی ملکی خدمت انجام دینے
کا موقع ملتا کچھ نہ کچھ انعام ضرور ملتا اور وہ لوگ بھی قابل انعام سمجھے جاتے جن مین کوئی خاص قابلیت ہوتی لیکن انعامون
کی قیمت ہمیشہ شاہنشاہون کے فریب طینون سے گھٹ جاتی تھی لیکن پھر بھی انٹونینین کے عہد حکومت مین جب سلطنت
کے اکثر شہرون کو آزادی مل چکی تھی، اس رعایت سے خاصے فوائد حاصل ہو جاتے تھے۔ اُن بہت سے لوگون کو جن
کو یہ خطاب ملتا، رومی قانون سے خاصکر شادی، وصیت نامون، اور وراثت کے بارے مین فوائد حاصل ہوتے اور
اُن لوگون کی تو گویا قسمت ہی چمک جاتی جن کو حقوق کے ساتھ رعایت حاصل ہو جاتی یا جن مین خود کچھ مادہ ہوتا،
گاس کے جن پوتون نے جولیس سیزر کو ایشیا مین محصور کیا تھا، فوجون کی سرداری حاصل کی صوبون کی حکومتین
ملین، اور وہ روم کی مجلس ملکی مین شامل کئے گئے۔ ان کی اُمیدون سے بجائے اس کے کہ حکومت کے امن امان
مین خلل پڑتا، اُس کی عزت اور حفاظت کا سامان بہم پہونچا گیا۔

لیٹن اور یونانی صوبون کی تقسیم

رومی لوگ قومی عادات پر زبان کے اثر کو یہان تک تسلیم کرتے تھے
کہ وہ ہمیشہ سلطنت کے حدود کے ساتھ لیٹن زبان کو بھی ہر جگہ رائج
کرنا ضروری خیال کرتے تھے، اٹلی کی پرانی زبانین سیبین، اٹرسکن، اور وینشین، کس مپرسی کی حالت مین پہونچ
گئین لیکن بہ نسبت مشرق کے مغرب کے صوبون مین فاتح معلمون کی کم مخالفت ہوتی تھی، اس ظاہری ظاہر فرق نے
سے سلطنت کے دو حصون مین بڑا فرق ہو گیا اور گو یہ فرق اقبالمندی کے زمانہ مین زیادہ نمایان نہ ہوا لیکن جب
سلطنت روم پر زوال کی گھٹائین چھانے لگین تو یہ بہت نمایان ہو گیا۔ مغرب کے ممالک مین بھی انھین ہاتھون
سے تہذیب کی داغ بیل پڑی جنھون نے انھین فتح کیا تھا۔ جتنی جلد، وحشیون کو حکومت کے زیر سایہ اطمینان سے
رہنے کی عادت ہو گئی، انکے دماغ مین علوم اور تہذیب اور شائستگی کی بابت نئے نئے خیالات آنے لگے ورجل
کی زبان اور محاورات مین گو اکثر غلطیان ہوتی تھین پھر بھی وہ افریقہ، اسپین، گال، برطانیہ، پینونیا وغیرہ مین
اس طرح رائج ہو گئی کہ پونک اور سلٹک زبانون کے محاورہ، صرف پہاڑون اور کسانون تک محدود رہ گئے۔
ان ممالک کے اصل باشندون مین تعلیم اور کتب بینی سے وہی جذبات پیدا ہوئے جو رومی لوگون مین تھے، اور
اٹلی کا طرز لباس اور قوانین وغیرہ سب لیٹن صوبون مین جا کر رائج ہوئے۔ ان لوگون کو حکومت کے اعزازات اور
آزادی حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور وہی لوگ ان کو آسانی سے حاصل کر سکتے تھے۔ ان لوگون کی وجہ سے

ادب و فن سپاہگری کو چار چاند لگ گئے، آخرکار طراجن ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس کو سیپٹیمس کسی طرح غیر ملک کا آدمی نہین
کہہ سکتے تھے۔ یونانیون کی حالت وحشیون سے بالکل مختلف تھی۔ یونانی مدتون سے مہذب تھے مگر بد اخلاقیون کا
شکار ہو رہے تھے۔ ان کو اپنی زبان کے زندہ رکھنے کا شوق تھا اور اپنے ملک کے رسوم کو وہ فخریہ قائم رکھتے اور خود
غیر ملک کے رسوم سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ حالانکہ وہ اپنے اسلاف کے عمدہ صفات کو چھوڑ چکے تھے ابھی ان مین وہ
تعصب باقی تھا جس سے وہ فاتح رومیون کے ناشایستہ عادات کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن ان کی عقل اور طاقت کی
تعریف کرنے پر مجبور تھے۔ یونانی زبان کا اثر اور احساس صرف اس چھوٹے سے ملک (یونان) تک محدود نہ تھا جو کسی زمانہ
مین شہرۂ آفاق بن چکا تھا۔ ان کی سلطنت عروج کے زمانے مین، نوآبادیون کی ترقی کی وجہ سے ہسپانیہ تک سے ملکر
دریائے فرات اور دریائے نیل تک پھیلی تھی۔ ایشیا مین یونانی شہر کثرت سے پائے جاتے تھے، اور مقدونیا کے
بادشاہون کے طویل زمانۂ حکومت مین سیریا اور مصر مین خاموش انقلابات رونما ہوئے تھے۔ ان شاہزادون کے
شاندار دربارون مین ایتھنز کی فصاحت و شائستگی، اور مشرق کی عیش پرستی مل کر ایک ہوگئی تھی اور رعایا مین جو
لوگ صاحب دولت و ثروت ہوتے وہ بھی اپنے حسب حیثیت دربارون کی نقل کرتے تھے۔ سلطنت روم اس طرح پر
یونانی اور رومی زبانون مین منقسم تھی۔ ان مین ہم ایک تیسرے فرق کو بڑھا سکتے ہین، جو سیریا اور مصر کے اصلی
باشندون کو دوسرون سے الگ کرتا تھا۔ یہ لوگ اپنی قدیم زبان بولتے تھے اور اس طرح دوسری قومون سے نہ تجارت
کر سکتے تھے اور نہ ترقی کے میدان مین قدم رکھ سکتے تھے۔ رومی فاتح یونانیون سے ان کی بزدلی اور مصریون، اور
شامیون سے ان کی بدتہذیبی کی وجہ سے نفرت کرتے تھے۔ ان اقوام نے رومیون کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا لیکن
نہ کبھی ان کو اس کی تمنا ہوئی، اور نہ وہ اس قابل تھے کہ ان کے شہرون کو آزادی دی جاتی۔ یہ مشہور تھا کہ
ٹیالمیز کی بربادی کے دو سو تیس برس بعد کہین ایک مصری شخص اس قابل سمجھا گیا کہ وہ رومی مجلس ملکی مین داخل کیا
جائے۔

دونون زبانون کا عام استعمال

یہ کہنا کہ فاتح رومیون نے یونان کے فنون لطیفہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا بالکل
صحیح ہے گو یہ ایک فرسودہ بات ہے، وہ غیر فانی مصنفین جن کی کتابون
پر آج تک موجودہ یورپ سر دھنتا ہے، بہت جلد اٹلی اور مغربی صوبون مین نہایت شوق و ذوق سے پڑھی جانے
لگین، اور لوگون نے ان کی نقل اتارنے کی کوشش کی لیکن رومیون کی مہذب دلچسپیون سے ان کے حکومت کے طرز
عمل پر کوئی اثر نہین پڑتا تھا، حالانکہ رومی لوگ، یونانی زبان کی خوبیون کے معترف تھے۔ اور لیٹن زبان کی بہت
قدر و منزلت کرتے تھے، لیکن صرف لیٹن زبان ہی کا استعمال، ملکی و فوجی شعبہ جات مین ہوتا تھا۔ سلطنت مین دونو
زبانین الگ الگ حلقہ اثر رکھتی تھین، پہلی زبان علوم و فنون کی کنجی تھی، اور دوسری مین قانونی معاملات طے

ہوتے تھے، جو لوگ اپنے معمولی کاروبار میں ادبی رنگ آمیز کرنا چاہتے، ان کو دونوں زبانوں میں دسترس رکھنا پڑتی۔ یہ قریب قریب غیر ممکن تھا کہ کسی صوبہ میں کوئی رومی ایسا مل جائے جسکو اعلیٰ تعلیم ملی ہو اور جو یونانی اور لیٹن زبانوں سے بالکل ناواقف ہو۔

غلاموں کا حال

ایسی رسموں کی بدولت، سلطنت کی دوسری قومیں، رفتہ رفتہ بغیر محسوس کئے ہوئے، رومی قوم میں شامل ہو کر رومی بن گئیں لیکن ہر صوبہ اور ہر خاندان میں ایسے لوگ باقی تھے جنکو سوسائٹی سے کسی قسم کا فائدہ نہ پہونچتا تھا بلکہ ان کو ہر طرح کا نقصان ہی اُٹھانا پڑتا تھا۔ زمانۂ قدیم سے جہاں آزاد ریاستیں قائم تھیں ان میں کے ہر خاندان میں غلام ہوتے تھے جن پر ہر طرح کی سختی اور ظلم کیا جاتا تھا۔ رومی سلطنت کے با قاعدہ

انکے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا

قیام سے پیشتر ایک زمانہ ظلم و جور کا بھی گذر چکا تھا۔ یہ غلام زیادہ تر مفتوحہ وحشی قیدی ہوتے تھے، جو جنگ کے موقع پر حاصل کئے جاتے تھے یا معمولی قیمتوں پر خرید لئے جاتے تھے۔ یہ لوگ آزادانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہوتے اور اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح ہمارے پیروں کی بیڑیاں کٹ جائیں اور ہم اپنے آقاؤں سے بدلے لے سکیں۔ ایسے اندرونی دشمنوں کے لئے جنہوں نے کئی دفعہ بلوے کئے اور جمہور روم کو تباہی کے کنارہ پر لے آئے، حفاظت خود اختیاری کے پردہ میں نہایت سخت قوانین بنائے گئے اور سخت سے سخت برتاؤ کو ان کے لئے جائز قرار دیا گیا۔ لیکن جب یورپ، ایشیا، اور افریقہ سب ایک تاجدار کے زیر نگین آ گئے، تو غیر ممالک سے جو غلام بڑی تعداد میں آتے تھے، اس میں کمی آ گئی، اور رومی لوگوں کو غلاموں کے لئے صرف ان کی تولید پر قانع ہونا پڑا۔ یہ لوگ اپنے اُن غلاموں کو جو خاندانوں میں رہتے، یا جو ان کے دیہاتوں پر رہتے، مختلف طریقوں سے شادی کرنے کی ترغیب دلاتے۔ قدرتی نرم دلی، تعلیم اور تابعدار غلاموں کی ایک جماعت وغیرہ یہ چیزیں ایسی تھیں جن سے اکثر اوقات، مالک اپنے غلاموں کے ساتھ ذرا بہتر سلوک کرتے اگرچہ غلاموں کی خوشی کا دارومدار آقاؤں کے مزاج اور اُنکے حالات پر ہوتا تھا تاہم وہ لوگ اپنے غلاموں کے ساتھ اپنے فوائد کا لحاظ کر کے بہ نسبت خوف کے زیادہ انسانیت سے پیش آتے تھے اور اس وجہ سے غلاموں کا وجود اور زیادہ ضروری خیال کیا جاسکے گا۔ عادات و اطوار میں جو خوبی پیدا ہوئی تھی اس کا سبب، شاہنشاہوں کی عمدہ عادتیں، اور انکا طرز عمل تھا۔ ہیڈرین اور انٹونینس نے اس قسم کے قوانین نافذ کئے جن سے بنی نوع انسان کے بدترین افراد کی بھی حفاظت ہوتی تھی، غلاموں کی موت و حیات پر اوّل اوّل، معمولی آقاؤں کو اختیار حاصل تھا اور اس اختیار کو ان لوگوں نے اکثر بُرے طور پر استعمال کیا۔ لیکن یہ اختیار ان کے ہاتھوں سے نکالکر مجسٹریٹوں کو دیا گیا۔ زمین دوز قید خانے مسمار کر دیئے گئے اور اگر کوئی غلام اپنے آقا کے ناقابل برداشت مظالم کی صحیح شکایت کرتا تو یا اسے رہائی ملجاتی اور یا وہ کسی رحیم آقا کے سپرد کر دیا جاتا۔

انکی آزادی

امید سے جو بری حالتون مین ہماری تسکین کا باعث ہوتی ہو، رومی غلام کو تقویت دیتی تھی، اور اگر اسے اپنے کو مفید اور پسندیدہ ثابت کرنے کے موقع ملتے تو وہ اس بات کی امید کرسکتا تھا کہ کسی زمانہ مین محنت اور وفاداری سے خدمت کرنے کے بعد مجھے آزادی نصیب ہوجائے گی، آقاؤن کی وہ عنایتین جن کی وجہ سے وہ اپنے غلامون کو آزاد کرتے، اکثر غرور وحرص کی ذلیل خواہش کی وجہ سے ہوتین، اور اس وجہ سے قانون نے تجویز آاکی قسم کی عنایتون کو بجائے قابل تحسین ٹھہرانے کے سختی سے روک دیا۔ اندیشہ یہ تھا کہ یہ شئے ایک بہت خراب اور خوفناک شکل اختیار کرے گی۔ قدیم علم فقہ مین یہ مسئلہ بارہا آیا تھا کہ غلامون کا خود کوئی ملک نہین ہوتا، بلکہ آزادی کے ساتھ ان کو اس سیاسی سوسائٹی مین شرکت کا موقع مل جاتا جس مین انکے آقا شریک ہوتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ رومی شہری ہونے کے فوائد تھوڑے آدمیون تک محدود نہ رہتے، بلکہ بہت سے لوگ اس سے مستفید ہوتے۔ اس لئے چند عاقلانہ مستثنیات بنائے گئے، اور اس قابل احترام رعایت کے اہل صرف وہ غلام قرار دئے گئے جو اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کے قابل کام انجام دیتے تھے اور جن کو مجسٹریٹون کی پسندیدگی سے قانون کی رُو سے رہائی ملتی تھی۔ ان منتخب شدہ آزاد غلامون کو بھی صرف شہری ہونے کے خانگی حقوق حاصل ہوتے تھے لیکن وہ کبھی ملکی اور فوجی اعزازات نہ حاصل کرسکتے تھے۔ ان کی اولاد خواہ کتنی زیادہ تونگر و دولت مند کیون نہ ہوتی اس کو مجلس ملکی مین بیٹھنے کا حق کبھی نہ ملتا تھا، اور غلامون کی اولاد ہونے کے نشانات تیسری چوتھی پشت تک باقی رہتے تھے اعزازات کے فرق کو قائم رکھتے ہوسکے، ان لوگون کے لئے بھی جو حرص اور غرور کی وجہ سے بنی نوع انسان مین بمشکل شمار کئے جاسکتے تھے، آزادی اور حصول عزت کی امید باقی رہتی تھی۔

تعداد

ایک دفعہ یہ تجویز ہوئی کہ غلامون کو انکے ایک خاص لباس سے پہچانا جائے لیکن ڈر یہ تھا کہ اس طریقے سے غلامون کو اپنی تعداد کا علم ہوجائے گا، اور یہ خطرہ سے خالی نہین۔ غلامون کی بابت یہ کہا جاتا تھا کہ انکی تعداد ہزارون تک پہونچتی ہے اور وہ تعداد مین نوجوان کے برابر ہین۔ ہم صحیح تعداد معلوم کرنے کے بجائے یہ کہہ سکتے ہین کہ اُن غلامون کی تعداد جو آقاؤن کی ملک سمجھے جاتے تھے، بہ نسبت نوکرون کے کہین زیادہ تھی (اس کی وجہ یہ تھی کہ نوکرون کے رکھنے مین اخراجات بہت پڑتے تھے اور غلامون کے ساتھ اخراجات نہ ہوتے تھے جو نوجوان غلام سمجھدار ہوتے انکو علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی، اور ان کی ہوشیاری اور صفات سے ان کی قیمت کا اندازہ کیا جاتا تھا ہر قسم کے پیشہ ور خواہ وہ آزاد ہون یا مزدور ہون، ہر خوشحال رومی مجلس ملکی کے ممبر کے مکان مین نظر آتے تھے۔ آراستگی اور عیش پرستی کے انتظام کرنے والے دارو غہ تعداد مین اتنے بڑھ گئے کہ جن کا خیال بھی آجکل کے عیش پرست نہین کرسکتے۔ سوداگرون اور صناعون کے لئے، غلامون کا خرید لینا بہ نسبت فرودری دیکر کام لینے کے کہین زیادہ مفید تھا، دیہاتون مین، غلام لوگ کھیتون مین کام کرتے تھے اور سب سے کم اجرت لینے والے (اور سب سے زیادہ محنتی)

خیال کئے جاتے تھے - اوپر جو کچھ بیان کیا گیا اسکا یقین دلانے اور غلاموں کے بیان کو واضح کرنے کے لئے ہم مختلف قسم کی مثالیں بیان کرینگے - ایک افسوسناک موقع پر یہ معلوم ہوا کہ روم کے ایک محل میں چار سو غلام کام کرتے ہیں، یہی چار سو کی تعداد، افریقہ کی ایک بیوہ کے پاس تھی، جس نے اپنی جائداد اپنے بیٹے کے نام وقف کر دی تھی، اور اس سے زیادہ مالیت کی جائداد اپنے نام رہنے دی تھی۔ ایک آزاد شدہ شخص کے پاس آگسٹس کے عہد حکومت میں تین ہزار چھ سو بیل اسکے جوئے، ڈھائی لاکھ چھوٹے جانور، اور چار ہزار ایک سو سولہ غلام مرتے وقت موجود تھے۔ ان غلاموں کی حالت مویشیوں سے ذرا بھی بہتر نہ تھی اور اتنی جائداد اس حالت میں تھی جب خانہ جنگیوں سے اسے بہت کچھ نقصانات پہنچ چکے تھے۔

سلطنت روم کی گھنی آبادی

اس رومی رعایا کی تعداد جو رومی قوانین کو مانتی شہریوں کے قوانین کی پابندی کرتی، صوبہ والوں اور غلاموں کے لئے جو قواعد تھے، ان کو تسلیم کرتی تھی اتنی صحت کے ساتھ نہیں معلوم کی جا سکتی جتنی ضروری ہے - ہم کو یہ معلوم ہے کہ جب شاہنشاہ کلاڈیوس نے مردم شماری کرائی ہے تو اس کو معلوم ہوا کہ انہتر لاکھ پینتالیس ہزار باشندے ہیں، ان میں سے مردوں کی تعداد، بمقابلہ عورتوں اور بچوں کے دو کروڑ سے زیادہ تھی - رعایا کے ذلیل طبقوں کی تعداد ہمیشہ گھٹتی بڑھتی رہتی تھی لیکن تمام ضروری باتوں پر غور کر لینے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہر عمر اور ہر صنف کے جتنے لوگ شہری تھے، اسکے دو گنے صوبوں کے رہنے والے تھے، اور غلاموں کی تعداد کم از کم ان لوگوں کے برابر تھی جو سلطنت میں آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔[1] اس نامکمل اندازہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کل تعداد تقریباً بارہ کروڑ تھی، یہ تعداد شاید موجودہ زمانہ میں یورپ کی آبادی سے زیادہ ہے، اور شاید ان تمام آبادیوں سے بھی زیادہ ہو جو کبھی کسی حکومت کے ماتحت رہی ہوں۔

فرماں برداری اور اتحاد

رومیوں کے عاقلانہ اور صاف اعتدال پر قائم رہنے والے طرز عمل کا نتیجہ یہ تھا کہ خانگی اطمینان اور اتحاد قائم تھا، اگر ہم ایشیا کی شخصی حکومتوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ سلطنت کے مرکز میں ظلم و جور کا بازار گرم ہوتا تھا اور کمزوری حدود پر نمایاں ہوتی تھی۔ انصاف کرنے والے حکام اور محصول جمع کرنیوالے عمال اسی وقت کام کر سکتے تھے جب فوجی طاقت ان کی مدد کے لئے موجود ہوتی۔ دیہاتوں میں وحشی لوگ اپنا قدم جما [illegible] صوبوں میں وہ حاکم جن کے آباؤ اجداد کے وقت سے صوبہ داری چلی آتی تھی، بغاوت کر کے ملک کے حصوں اور اس آبادی پر قابض ہو جاتے جو خود علم بغاوت بلند کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتی حالانکہ حصول آزادی کی صلاحیت انمیں نہ ہوتی تھی لیکن رومی احکام کو لوگ ہمیشہ بغیر جبر و تشدد کے ہر جگہ مانتے تھے، مفتوح قومیں، رومیوں کی زبردست قوم میں

---

[1] بعض مورخ اس سے اختلاف کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ غلاموں کی تعداد آزاد لوگوں سے دوگنی اور بعض کہتے ہیں کہ بیس گنی تھی

مل گئین اور آزادی کی اُمید، یہان تک کہ خود وحشیون کے دلون سے جاتی رہی، وہ اپنی ہستی کو رومی قوم سے الگ خیال کرنے لگے تھے بلکہ اسی کا ایک حصہ سمجھتے تھے۔ شاہنشاہون کا رعب، ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگون کے دلون مین سرایت کئے ہوئے تھا، وہ دریائے نیل[1] اور دریائے فرات[2] کے کنارون پر اسی آسانی سے حکومت کرتے تھے جس طرح دریائے ٹائبر[3] کے کنارون پر۔ فوجین، ملکی دشمنون کے مقابلہ کے لئے تھین، اور ملکی مجسٹریٹون کو کبھی فوجی امداد کی ضرورت نہ پڑتی تھی، اس محفوظ حالت مین فرصت اور دولت کی فراوانی سے تاجدارون اور رعایا، دونون کو اس بات کا موقع ملا کہ وہ سلطنت کی ترقی اور آراستگی مین کوشش کرین۔

رومیون کے مینار ان بے شمار مینارون مین سے جو رومی فن تعمیر کی یادگار تھے، اکثر ایسے تھے جن پر تاریخ کی نظر نہین پڑی اور صرف چند ایسے ہین جو دست برد زمانہ اور وحشیون کے بے درد ہاتھون سے اب تک بچے ہوئے ہین تاہم جو شاندار گھر ویران کھنڈر اٹلی مین اکثر مقامات پر پائے جاتے ہین، اس بات کو زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ کبھی یہ ممالک ایک زبردست اور شائستہ حکومت کے مرکز تھے، ان کھنڈرون کی عظمت یا خوبصورتی ہی ہماری توجہ کو اپنی طرف مائل کر لینے کے لئے کافی ہے۔ لیکن وہ دو ضروری باتون کی وجہ اور بھی زیادہ دلچسپ ہین، ان باتون سے فنون کی دلچسپ تاریخ اور بنی نوع انسان کے عادات و اطوار کی تاریخ مین ایک رابطہ پیدا ہو جاتا ہے جن پرانی عمارتون مین سے اکثر کو لوگون نے عوام کے فائدہ کی غرض سے تعمیر کرایا تھا۔

اکثر عمارتین لوگون نے اپنے روپیہ سے تیار کرائی تھین یہ کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ رومی عمارتون مین سے اکثر کو اور خاصکر عمدہ عمارتون کو شاہنشاہون نے تعمیر کرایا ہوگا جن کو دولت اور رعایا دونون پر غیر محدود اختیارات حاصل تھے۔ آگسٹس اس بات پر فخر کیا کرتا تھا کہ مین نے اپنے دارالحکومت کو اینٹون کا بنا ہوا پایا تھا، اور مین اسے سنگ مرمر کا بنا ہوا چھوڑتا ہون، وسپاسین کی جزرسی سے اس کی شان و شوکت قائم تھی۔ ٹراجن کی تعمیر کردہ عمارتون سے اس کی عقلمندی کا پتہ چلتا ہے۔ ہیڈرین کے زمانہ مین ہر صوبہ مین جو مینار تیار ہوتے تھے، وہ نہ صرف اس کے حکم سے تیار کئے گئے تھے بلکہ خاص اس کی نگرانی مین تعمیر ہوئے وہ خود ایک اچھا ہنرمند تھا اور ہنر کو شاہنشاہی کا ایک زیور خیال کرتا تھا۔ ان عمارتون کو انٹونینس اسوجہ سے پسند کرتا تھا کہ ان سے عوام کو فائدہ پہونچتا تھا لیکن اگرچہ شاہنشاہ اپنی حکومت کی عمارتون کے مربی تھے، تو ایسے ہی دوسرے لوگون کی کمی نہ تھی جو خود عمارتین بنواتے تھے، رعایا کے دولتمند لوگ تاجدارون کی نقل کرتے تھے اور بالاعلان یہ کہتے تھے کہ

---

[1] بر اعظم افریقہ کا سب سے بڑا دریا جس کے دونون کنارون پر ملک مصر آباد ہے۔ [2] ایشیائی ترکستان کا ایک بڑا دریا۔ [3] ٹائبر اٹلی کا مشہور دریا جس پر روم آباد ہے۔

ہم کو عمدہ سے عمدہ عمارت بنانے کا ڈھنگ آتا ہے اور ہمارے پاس اس کے لئے کافی روپیہ موجود ہے، ابھی سکاپیسم کی شاندار اور قابل فخر عمارت روم کو نذر کی گئی تھی کہ اس سے چھوٹی مگر اسی معیار اور اسی شکل کی اکثر عمارتیں [illegible] اور دنیا کے شہروں کے فائدہ کے لئے انہی شہروں کی طرف سے تیار کرائی گئیں۔ الکنتارا کے بڑے پل پر جو کتبہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ دریائے ٹیگس پر اس پل کو لوسیتانین گروہوں نے تیار کرایا تھا۔ جب [illegible] اور پونٹس کی حکومت سپرد ہوئی تو اس نے دیکھا کہ باوجود مفلس ہونے کے بھی یہاں کے شہر ایک دوسرے سے فن عمارت میں مقابلہ کرتے تھے، شاید غیر ملک والوں کو یہ عمدہ عمدہ عمارتیں دیکھکر حیرت ہوتی ہوگی، اور وہاں کے باشندے ان احسانوں کا اعتراف کرتے ہونگے پروکونسل کے فرائض میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کی کمزوریوں کی اصلاح کرے، فن عمارت کے مذاق کو بہتر بنائے اور بعض اوقات ان کو ایک دوسرے کی نقل کرنے سے باز رکھے۔ روم اور دوسرے صوبوں کی مجلس ملکی کے ممبر اس پر فخر کرتے تھے اور اپنے تئیں اس پر مجبور سمجھتے تھے کہ ہم اپنے زمانہ اور اپنے ملک کو عمدہ عمدہ عمارتوں کے ذریعہ سے آراستہ کرتے ہیں۔ چونکہ اس زمانے کا رواج یہی تھا اس وجہ سے ان میں خود بخود، مذاق سلیم اور فیاضی کا جذبہ پیدا ہو جاتا۔ محسنوں کے اس بڑے گروہ میں سے جو اپنی ذمہ داری پر کام کرتے تھے، ہم ہیروڈیس اٹیکس کا نام لیتے ہیں جو انٹونینس کے زمانہ حکومت میں تھا اس کے طریق عمل کا مقصد خواہ کچھ ہو، یہ طے شدہ امر ہے کہ اس کی شان و شوکت بڑے سے بڑے بادشاہ کے برابر تھی۔

ہیروڈیس اٹیکس کی مثال

ہیروڈیس کا خاندان کم از کم اس وقت سے جب سے کہ قسمت نے یاوری کی تھی، سائمن اور ملٹیاڈیس، تھیسیوس اور سکوپس اٹیکس اور جیوپیٹر کی خاص نسل سے سمجھا جاتا تھا لیکن ان دیوتاؤں اور بہادروں کی اولاد نہایت خراب حالت میں پہونچ گئی، اس کے دادا کو ملک کے قانون سے نقصان پہونچا، اور اس کے باپ، جولیس اٹیکس نے اپنی زندگی کے آخری ایام مفلسی اور ذلت میں گزارے ہوتے اگر اس کو ایک پرانے مکان کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ ہاتھ نہ لگ گیا ہوتا جو اس کے ورثہ کی آخری قسط تھی۔ شاہنشاہ سخت قانون کی رو سے اس خزانہ پر قبضہ کر سکتا تھا لیکن ہوشیار اٹیکس نے اس کو اس طرح بچایا کہ اس نے مخبروں کو خواہ مخواہ دخل در معقولات کرنے کا الزام لگا کر اقبال کر لیا۔ لیکن انصاف پسند نروا نے، جو اب تخت حکومت پر قابض ہو چکا تھا خزانہ کا کوئی حصہ لینے سے انکار کر دیا اور اٹیکس کو حکم دیا کہ وہ نہایت آزادی سے اپنی دولت خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن چالاک ایتھنین (اٹیکس) نے اس پر اصرار کیا کہ اتنا خزانہ رعایا کے ایک فرد کے لئے بہت زیادہ ہے اور میں نہیں جانتا کہ اسکو کس طریقہ سے استعمال کروں، تنک مزاج، مگر صاف دل شاہنشاہ نروا نے جواب دیا کہ اچھا اگر تم نہیں جانتے کہ اس دولت کو کس طرح مفید طریقے سے استعمال کر سکتے ہو تو خراب طریقے پر استعمال کرو کیونکہ یہ تمہارا مال ہے۔ بہت لوگ کہیں گے کہ واقعی اٹیکس نے ذلیل ہی کیا، جیسا شاہنشاہ نے اس سے

کہا تھا، کیونکہ اُس نے اپنی اس دولت کا بڑا حصہ جو ایک شادی کی بدولت اور زیادہ ہوگئی تھی، رفاہ عام کے کامون مین خرچ کیا۔ اُسنے اپنے بیٹے ہیروڈ کے لئے، ایشیا کے آزاد شہرون کی حکومت حاصل کی۔ اُس کے بیٹے نے جب یہ دیکھا کہ شہر ٹروس مین جو پانی آتا ہے اُس کی مقدار غیر معین ہو تو اسنے ہیڈرین کی فیاضی سے فائدہ اُٹھاکر ایک لاکھ پاونڈ بدین غرض حاصل کئے کہ مین پانی کے نکاس کے لئے ایک راستہ بناؤن گا لیکن جب اس کام کو درجہ تکمیل کو پہونچانے کے لئے اس کی دوگنی رقم درکار ہوئی، تو محصول کے افسرون کو ناگوار ہوا۔ اسوقت اٹیکیس نے ان افسران کو اس طرح راضی کیا کہ اگر مجھکو اجازت ملجائے تو مین خود ان تمام اخراجات کو برداشت کرون جن کی آئندہ ضرورت ہوگی۔

اسکی شہرت

نوجوان ہیروڈ کی تعلیم کے لئے یونان۔ اٹلی اور ایشیا کے لائق ترین اُستاد بلائے گئے اور اُن کو ان کی محنت کا کافی صلہ دیا گیا۔ یہ ہونہار لڑکا، اس زمانہ کے لحاظ سے، فن تقریر کے معیار کے مطابق، ایک مشہور مقرر ہوگیا۔ اس زمانہ مین فن تقریر اسکولون کی چار دیواری تک محدود تھا، اس کا استعمال نہ عدالت مین ہوتا تھا اور نہ مدبرین ملک کی مجلس مین۔ اسکو روم کے حاکم اعلی کا رتبہ عنایت کیا گیا لیکن اس کی عمر کا بہت بڑا حصہ اتھنز کی درسگاہ حکمت (اور آس پاس کے مکانون) مین گمنامی کی حالت مین صرف ہوا۔ اُس کے ساتھ حکمائے [illegible] کی ایک جماعت رہتی تھی، جو ایک دولتمند اور فیاض مقابل کی برتری کو بے چون وچرا تسلیم کرتے تھے، اسکی زیرکی اور عقلمندی کی اکثر یادگارین، امتداد زمانہ سے مٹ چکی ہین، لیکن اب بھی اتنی یادگارین باقی ہین جو اسکے شستہ مذاق کی شہرت، اور اس کی دولت کا پتہ دیتی ہین۔ اپنے جو اسٹیڈیم[1] اتھنز مین تیار کرایا تھا اس کے آثار آج تک باقی ہین اور موجودہ زمانہ کے مسافرون نے اسکو خود ناپا ہے۔ اسکی لمبائی ۶۰۰ فیٹ تھی، یہ سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا، تمام لوگ اسمین داخل ہوسکتے تھے اور چار برس کی مدت مین اُسوقت بنکر تیار ہوا تھا جب ہیروڈ اتھینس کے کھیل تماشون کا صدر تھا۔ اسنے اپنی بیوی ریجیلا کی یادگار مین ایک تھیٹر بنوایا تھا جس کی نظیر تمام سلطنت مین مشکل سے مل سکتی تھی۔ اسمین جتنی لکڑی استعمال ہوئی تھی وہ دیودار کی تھی جسپر عجیب عجیب نقش ونگار بنے ہوئے تھے۔ پیریکلیز نے جس حصہ عمارت[2] کا نقشہ تیار کیا تھا وہ فن تعمیر کی اس فتح کی یادگار تھی، جو اُسے وحشیون کی عظمت پر حاصل ہوئی تھی، یہ حصہ عمارت وہ تھا جس مین رقت انگیز تماشے کرنے سے پہلے لوگ مشق کرتے تھے۔ تعمیر کی حالت مین جو شہتیر استعمال ہوتے تھے وہ عموماً فارس کے جہازون کے مستول ہوتے تھے۔ حالانکہ کیپاڈوشیا کے ایک بادشاہ نے اس

---

[1] لمبائی ناپنے کا ایک پیمانہ جو ۶۰۶ ¾ فیٹ انگریزی کے برابر ہوتا تھا۔ — [2] اس حصہ مین گانے اور پردہ وغیرہ کچھ نہ ہوتے تھے لیکن ہر تماشہ اسٹیج پر کھیلنے سے پہلے اسمین بطور مشق کے کھیلا جاتا تھا اور جب ماہرین فن اس کو پسند کرلیتے تھے تب کہین عوام کے سامنے وہ تماشہ پیش ہوتا تھا۔

قدیم عمارت کی مرمت بھی کرائی تھی لیکن وہ پھر بھی منہدم ہوگئی، ہیروڈ نے اس کو ایک مرتبہ از سر نو قدیم خوبی اور آراستگی سے مزین کیا۔ اس شاندار شہری کی فیاضیاں صرف ایتھنز تک ہی محدود نہ تھیں۔ اُسنے خاکناے میں نیپچون کے مندر کو آراستہ کرایا، ساتھ ہی ساتھ میں تھیلیز اور اولمپیا ڈلفائی میں اسٹیڈیم، تھرموپلی میں، حمام اور ڈلفی کے مقام کینوسیم میں ایک نالہ وغیرہ تیار کرائے لیکن اس کی دولت ان سب باتوں کے لئے کافی ثابت ہوئی، اپیرس، تھسلی، یوبیا، بی شیا، پلوپونیس کے لوگ اس کی مراعات سے مستفیض ہو چکے تھے اور ایشیا اور یونان کے اکثر شہروں میں جو کتبے ہیں ان میں اکثر احسان مندی کے طریقہ پر ہیروڈیز ایٹکس کو مربی اور فیض رسان کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

رومیوں کی اکثر عمارتیں رفاہ عام کے لئے وقف تھیں مثلاً مندر تھیٹر اور نہریں وغیرہ

ایتھنز اور روم کی جمہوری حکومتوں میں عام لوگوں کے مکانات نہایت سادہ تھے اور سب کو برابر درجہ کی آزادی حاصل تھی، اور جمہور کی شان و شوکت کا اُن عمارتوں سے اظہار ہوتا تھا، جو کسی خاص شخص کے استعمال کے لئے نہ تھیں۔ یہ روح جس کی بنا جمہوری اصولوں پر تھی، دولتمندی اور شاہنشاہی کے زمانوں میں بھی قایم رہی (وہ شاہنشاہ جو نیک سیرت ہوتے تھے) قومی شان کو بڑھانے اور قوم کو فائدہ پہونچانے میں اپنی شان و شوکت کا اظہار کرتے تھے۔ شاہنشاہ نیرو کے سنہرے محل کو لوگ بجا طور پر نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے، لیکن وہ قبہ زمین جسکو اسنے اپنے آرام و آسایش کے خیال سے زبردستی اپنے قبضہ میں کر لیا تھا، اس کے پیرو دن کے زمانے میں، روم کے سب سے بڑے تھیٹر، ٹائیٹس کے حماموں، کلاڈیس کی ڈیوڑھی، اور ان مختلف مندروں سے جو صلح کی دیوی، اور روم کی حفاظت کرنے والی دیوی کے نام پر معنون کئے گئے تھے بھرا ہوا تھا۔ فن عمارت کے ان نمونوں کی آراستگی جو رومی قوم کی ملکیت تھے، یونان کی تصویروں اور مجسموں سے کیجاتی تھی، اور صلح کی دیوی کے مندر میں قابل لوگوں کے شوق پورا کرنے کے لئے ایک عجیب و غریب کتب خانہ کھولا گیا تھا۔ اس سے ذرا فاصلہ پر ٹراجن کی بازار تھی، اس کے ارد گرد ذوار بعتہ الاضلاع کی شکل میں ایک بلند جلو خانہ تھا جس میں چار شاندار محرابیں تھیں اور انہی میں سے ہو کر اندر داخل ہونے کا راستہ تھا۔ اس کے بیچ میں ایک ستون ۱۱۰ فیٹ بلند تھا جس سے اُس پہاڑی کی بلندی کا اندازہ ہوسکتا ہے جس کو کاٹ کر یہ عمارت بنائی گئی تھی، یہ ستون جو اب تک موجود ہے، پرانے زمانے میں اپنی خوبی و خوبصورتی کی وجہ سے اپنے بانی کی ڈیشین فتوحات کا پورے طور پر اظہار کرتا تھا۔ اس تجربہ کار سپاہی نے اپنے فتوحات کا افسانہ خود ہی سوچا اور قومی غرور کا بیجا سے فریب دے کر صلح پسند شہری نے اپنے کو، قومی فتوحات کے ساتھ وابستہ کر دیا، رفاہ عام کی خاطر عمارت بنانے کا جو شوق پیدا ہو گیا تھا اس سے دار الحکومت کے تمام محلوں اور صوبوں کی رونق بڑھ گئی تھی یہ تمام میدان، ڈنگلیاں، تماشہ گاہیں، مندر، جلو خانوں، نہروں اور فتوحات کی یادگاریں جو محرابیں تھیں ان کی

سے بھر گئیں، یہ عمارتیں کسی نہ کسی طرح باشندوں کی صحت کو قائم رکھنے میں معین ہوتی تھیں یا دہ ان وہ عبادت کر سکتے تھے اور یا دل بہلا سکتے تھے شہروں پر ہمیں سب سے زیادہ توجہ کرنا چاہئے ان کے بنانے میں جس قدر ہمت و جرأت درکار ہوتی تھی اور جس صبر سے کام ختم کیا جاتا تھا، اور جن مفید طریقوں سے وہ استعمال کیجاتی تھیں، ان کی بنا پر یہ نہریں رومی ہوشیاری اور طاقت کے نمونوں میں سے بہترین نمونے رہیں دارالحکومۃ میں جو نہریں تھیں ان کو اوروں پر برتری حاصل تھی، لیکن اگر کوئی مجسس مسافر اسپالیٹو، میٹنز یا سیگوویا کی نہروں کو تاریخ کی مدد کے بغیر دیکھے تو وہ فطرتاً اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ یہ صوبوں کے شہر کسی زمانہ میں کسی زبردست بادشاہ کے دارالسلطنت رہے ہونگے۔ ایشیا اور افریقہ کے سنسان اور غیر آباد مقامات میں کسی زمانہ میں خوشحال شہروں کی افزونی تھی، ان شہروں کی گھنی آبادی اور زندگی کا دارومدار ان مصنوعی نالیوں اور چشموں پر تھا جن کی بدولت تازہ پانی ان تک پہونچتا رہتا تھا۔

سلطنت کے شہروں کی تعداد اور انکی عظمت

ہمنے اس سے پیشتر سلطنت کے باشندوں کی تعداد پر قیاس لگایا تھا اور اس کے بعد وہاں کے رفاہ عام کے کاموں کا ذکر کیا، شہروں کی تعداد اور ان کی عظمت کے جاننے سے پہلی بات کی تصدیق ہوجائے گی اور دوسری چیز کی تعداد میں اضافہ ہوجائے گا۔ اس کی چند مثالیں جمع کرنا غالباً دلچسپ ہوگا، لیکن ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ قوموں کے غرور اور زبان میں وسعت نہ ہونے کے سبب سے شہر کا نام روم اور لارنٹم دونوں کو دیا گیا ہے۔ (۱) کہا جاتا ہے کہ قدیم اٹلی میں گیارہ

اٹلی میں

ہزار ایک سو ستانوے شہر تھے اور خواہ لفظ قدیم سے کوئی زمانہ ہی کیوں نہ مراد لیا جاوے، اس بات کو ماننے کے کافی وجوہات نہیں ہیں کہ انٹونینس کے زمانہ میں ملک کی آبادی بہ نسبت رومولس کے زمانہ کے کم تھی، لیٹیم کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں، سلطنت کے دارالسلطنت میں شامل تھیں، کیونکہ اسی کے اثر سے وہ ریاستیں اس کی طرف مائل ہوئی تھیں، اٹلی کے ان حصوں پر جو پادریوں اور صوبہ داروں کے مظالم سے اتنے طویل زمانے سے برابر تنزل کر رہے تھے، اب لڑائیوں کا بوجھ آ پڑا اور یہ بہ نسبت پہلے کے بہتر تھا۔ تنزل کے جن ابتدائی علامات کا اکثر تجربہ ہوا تھا، اس کا نعم البدل یہ ملا کہ سسلپائین گال نے بہت سرعت سے ترقی کرنا شروع کی۔ ویرونا کی عظمت کے آثار آج بھی اس کے کھنڈروں میں ملتے ہیں، لیکن ویرونا بہ نسبت اکویلیا، پڈوا، ملان اور ریوینا کے کم مشہور تھا

گال اور اسپین میں

(۲) ترقی، صرف آلپس پہاڑوں تک محدود نہ تھی بلکہ برطانیہ کے جنگلات میں بھی اس کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ یہ جنگلات اس غرض سے کاٹے اور صاف کئے جاتے تھے کہ وہاں آسانی اور صفائی سے لوگ رہ سکیں۔ یارک حکومت کا قیام گاہ تھا اور لندن تجارت کی بدولت بہت دولتمند ہوچکا تھا، اور باتھ اپنے مفید صحت پانی کی وجہ سے مشہور تھا، گال اپنے بارہ سو شہروں پر بجا طور پر ناز کرسکتا تھا، اور اگرچہ

شمال کے اکثر شہروں کی حیثیت جن میں تریر بھی شامل تھا، ترقی کرنے والے باشندوں کے قبضے کی تھی، جنوبی صوبے اٹلی
کی دولتمندی اور تہذیب کی نقل کرتے تھے۔ بگال، مارسیلز، آرلیس، نیمز، ناربن، ٹولوز، بورڈو، آٹن، ویانا، لینگرز
اور ٹریوز وغیرہ کے ایسے شہر تھے، جن کی قدیم حالت موجودہ حالت کے برابر یا شاید بہتر تھی۔ صوبہ اسپین کی حالت ترقی پذیر
رہی لیکن جب وہاں سلطنت قائم ہوئی، تو تنزل کرنے لگا پھیل آیا اور اپنی ضعیف الاعتقادیوں کے وجہ سے اس کی
طاقت کا بہت بیجا استعمال ہوا۔ وسپاسین کے زمانہ کے تین سو ساٹھ شہروں کی فہرست جن کا ذکر پلینی نے کیا ہے اگر ہم
آج بنانے بیٹھیں تو اسپین کا غبار خاک میں مل جائے گا۔ (۳) ایک زمانہ میں افریقہ کے تین سو شہر کارتھیج کی برتری

افریقہ میں

کو تسلیم کرتے تھے، اور غالباً ان شہروں کی تعداد، شاہنشاہوں کے زمانے میں بھی کم و بیش اتنی ہی ہے
کارتھیج کے منتشر ذروں میں ایک دفعہ پھر ترقی کے آثار پیدا ہوئے اور دار السلطنت اور کارتھ اور کیپوا
نے وہ تمام فوائد حاصل کرنا شروع کئے جو خود مختار شاہنشاہی سے حاصل ہو سکتے تھے۔ مشرقی صوبوں میں رومی شان
شوکت اور ترکوں کی دہشت کا اختلاف نظر آتا تھا۔ قدیم زمانہ کے کھنڈرات، غیر فرو وہ زمین پر پھیلے ہوئے تھے، اور
جہالت کے سبب جادو کی طاقت کے متعلق جو توہمات تھے ان میں اضافہ کرتے تھے۔ یہ کھنڈر ایسے تھے کہ جن میں کوئی

ایشیا

مصیبت زدہ کسان یا خانہ بدوش عرب بمشکل پناہ گزیں ہو سکتا تھا۔ سیزر کے عہد حکومت میں صرف ایشیا
خاص میں پانچ سو آباد شہر تھے، یہ شہر قدرت کے عطیوں سے مالا مال اور فنون کی بدولت آراستہ و پیراستہ
تھے۔ ایشیا کے گیارہ شہروں میں ایک مرتبہ اس بات پر بڑا جھگڑا ہوا تھا کہ کس شہر کو ٹائبیریس کا ایک مندر پیش کرنے
کی عزت حاصل ہو۔ ہر شہر کے حقوق کو علیحدہ علیحدہ دیکھنے کے لئے یہ معاملہ مجلس فضلا کے سامنے پیش ہوا، ان
شہروں میں سے چار تو فوراً ہی اس بنا پر ناکارہ ٹھہرائے گئے کہ وہ اس بوجھ کو نہ برداشت کر سکیں گے، ان چار
شہروں میں سے ایک شہر لوڈیشیا بھی تھا جس کی شان و شوکت کا طرز آج بھی اسکے کھنڈروں کے دیکھنے سے پتا چلتا
ہے۔ لوڈیشیا میں بہت زیادہ محصول بھیڑوں کے گلوں سے جمع ہوتا تھا جو اپنے اون کی خوبی میں مشہور تھیں، اس شہر
کو اس جھگڑے سے پیشتر ایک فیاض باشندے کے مال متروکہ میں سے اس کے وصیت نامہ کے مطابق چار لاکھ
پاؤنڈ سے زیادہ ملے تھے۔ اگر لوڈیشیا کے افلاس کی یہ حالت تھی تو ان شہروں کی دولت کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے جن کے
حقوق قابل ترجیح سمجھے گئے تھے۔ اور خاصکر پرگامس، سمرنا اور ایفیسس کی دولت کتنی زیادہ ہوگی جب وہ [illegible] ایشیا
کے صوبہ داری کے عہدہ کو حاصل کرنے کے لئے مدت تک لڑتے رہے، حالانکہ اس عہدہ میں کوئی خاص فائدہ نہ تھا۔
سیریا اور مصر کے دار الحکومت کو سلطنت میں اور زیادہ وقعت حاصل تھی، انطاکیہ اور اسکندریہ ماتحت شہروں پر
حقارت سے نظر ڈالتے تھے، اور روم کی عظمت و برتری کو تسلیم کرنے میں ابھی ان کو بہت پس و پیش ہوتا
تھا۔

رومیون کی سٹرکین

یہ تمام شہر ایک دوسرے سے اور دارالحکومت سے بذریعہ سٹرکون کے ملے ہوئے تھے۔ یہ سٹرکین روم کے بازار سے لے کر تمام صوبون مین پھیلی ہوئی تھین اور سلطنت کے حدود پر جاکر ختم ہوتی تھین۔ اگر ہم غور سے اس فاصلہ کو دیکھین جو انٹونینس اور روم کے درمیان اور یہان سے یروشلم تک تھا تو معلوم ہوگا کہ شمال و مغرب سے جنوب و مشرق کے آخری حدود سلطنت تک کے ذرائع آمد و رفت، لمبائی مین چار ہزار اسّی رومی میل تھے۔ ان سٹرکون پر ہوشیاری سے ہر میل پر ایک نشان بنایا جاتا تھا۔ اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک جو سٹرک جاتی تھی وہ اکثر بالکل سیدھی نہ ہوتی تھی۔ ان سٹرکون کے بناتے وقت جو دشواریان پیش آتی تھین خواہ وہ قدرتی ہوتین خواہ غیر قدرتی، ان کا کوئی خیال نہ کیا جاتا تھا۔ جب راستے مین کوئی پہاڑ آتا تو اس مین سوراخ کیا جاتا تھا اور اگر دریا آتا تو خواہ اس کا پانی کتنا ہی تیز کیون نہ بہتا اس پر مضبوط محراب نما پل تیار کیے جاتے۔ سٹرک کے بیچ کا حصہ چبوترہ کی شکل مین ذرا بلند ہوتا تھا اور اس سے اردگرد کی تمام آبادی دکھائی دیتی تھی، یہ حصہ زیادہ تر ان چٹانون کا بنا ہوا ہوتا جو پتھر، سنگ ریزون یا سیمنٹ کی ہوتی تھین۔ ان پر بڑے بڑے پتھرون کا فرش بنایا جاتا اور دارالسلطنت کے قریب ہر جگہ معمولی پتھر کے بجائے ایک قسم کا بھربھرا پتھر استعمال کیا جاتا۔ رومیون کی بنائی ہوئی سٹرکین ایسے مضبوط مصالحہ کی بنتی تھین کہ آجتک پندرہ صدیون کے سرد و گرم کا مقابلہ کرنے کے باوجود یہ سٹرکین موجود ہین۔ تمام مقامات کے باشندے انھین راستون کی بدولت، ایک دوسرے سے نہایت آسانی سے مل جل سکتے تھے، اور اس طرح ان مین بہت زیادہ میل جول قائم رہتا تھا لیکن ان کا پہلا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان شاہراہون کے ذریعہ رومی افواج نہایت آسانی سے جا سکین گی، اور اس وقت تک کسی جگہ پر رومی قبضہ مستحکم نہ مانا جاتا جب تک وہان فاتح کے دبدبہ اور اقتدار کا نفوذ نہ ہو لیتا۔ سب سے پہلے خبرون کے ملنے اور احکام کے جلد سے جلد پہونچنے کے فائدے ایسے تھے جن سے تاجداران روم اس پر مائل ہوئے کہ وہ اپنے وسیع حدود

ڈاک

مملکت مین ہر جگہ محکمہ ڈاک کو قائم کرین۔ ہر پانچ چھ میل کے فاصلہ پر مکانات بنوائے گئے ان مین ہر وقت چالیس چالیس گھوڑے موجود رہتے تھے اُن کی بدولت ایک دن مین سٹرکون پر سو میل کا سفر کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ ڈاک کے گھوڑون کو وہ لوگ بھی استعمال کر سکتے تھے جن کو شاہنشاہ کی اجازت حاصل ہو چکی ہوتی۔ اگرچہ یہ محکمہ عوام کے فائدے کے لئے نہ تھا، تاہم اس کے ذریعہ سے خاص خاص لوگ بھی فائدہ اٹھاتے تھے۔ رومی سلطنت کے وقت لوگ آسانی اور آزادی سے خشکی کے ذریعہ ایک دوسرے سے مل سکتے اور خط و کتابت کر سکتے تھے، ایسی

جہازرانی

آزادی اور آسانی سے وہ سمندر کے ذریعہ خط و کتابت وغیرہ کرتے تھے۔ رومی سلطنت کے صوبے بحیرۂ روم کو چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور اٹلی اس بہت بڑی جھیل مین ناک کی شکل مین داخل ہو گئی تھی۔ اٹلی کے ساحلون پر عموماً محفوظ بندرگاہ ناپید ہین لیکن انسانون کی صنعت نے قدرت

کی اس کمی کو پورا کیا اور اوستیا کا مصنوعی بندرگاہ خاص طور پر دریائے ٹائبر کے دہانے پر بنایا گیا۔ اس کو شہنشاہ کلاڈیس
نے تعمیر کرایا تھا اور یہ عمارت روم کی عظمت و جلال کی ایک مفید یادگار تھی۔ اس بندرگاہ سے جو دار السلطنت سے صرف سولہ
میل کے فاصلہ پر تھا، ہوا کے موافق ہونے کی صورت میں جہاز سات دن میں ہرکیولیز کے ستونوں تک، اور نو یا دس دن
میں اسکندریہ تک جو مصر میں ہے، پہنچ جاتے تھے۔

مغربی حصوں میں زراعت کی ترقی

عاقل کو اس وسیع سلطنت میں جو خرابیاں بھی نظر آئیں، یہ بات ظاہر ہے کہ روم کی طاقت سے بنی نوع انسان کو بہت فائدے
پہونچے، اور وہ ملنے جلنے کے ذرائع جن سے خرابیاں پھیلتی تھیں، خوبیوں کے پھیلنے کے بھی باعث تھے، قدیم زمانے
میں دنیا، مساویانہ طریقے پر نہیں تقسیم کی گئی تھی، مشرق کی نسبت قدیم زمانے سے یہ خیال قائم تھا کہ وہ فنون اور عیش
پرستی کا مخزن ہے، اور مغرب وحشی اور جنگجو لوگوں کا مسکن سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کے لوگ زراعت کو نفرت کی نگاہ سے
دیکھتے تھے۔ یا اس سے بالکل ناواقف تھے، ایک مضبوط بنیادوں پر قائم شدہ حکومت کے زیر حمایت، زیادہ خوش
قسمت اور زیادہ مہذب ممالک کی پیداوار، اور مصنوعات مغربی یورپ میں لائی گئیں، اور وہاں کے اصل باشندوں
کی آزادانہ اور نفع بخش تجارت میں حصہ لینے سے ہمت افزائی کی گئی۔ ان کو مواقع دیئے گئے کہ وہ پیداوار کو بڑھائیں
اور مصنوعات کو ترقی دیں۔ ان تمام اشیاء کی مکمل فہرست بنانا جن کا تعلق حیوانات یا نباتات سے تھا اور جو یورپ
میں ایشیا اور مصر سے بھیجی جاتی تھیں تقریباً غیر ممکن ہے۔ لیکن ان اشیاء میں سے بعض کا سرسری ذکر کرنے سے کسی
تاریخ کے دامن پر بدنمائی کا دھبا نہیں لگ سکتا بلکہ وہ بہت زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

پھل پھلاری کا رواج پانا

۱- قریب قریب وہ تمام پھول، بوٹیاں، اور پھل جو یورپ کے باغوں میں پیدا ہوتے ہیں، باہر سے لائے گئے ہیں، اور یہ بات خود ان کے ناموں سے ظاہر
ہوتی ہے۔ سیب اٹلی میں پیدا ہوتا تھا، اور جب رومیوں نے اس سے زیادہ تر و تازہ پھل مثلاً زردآلو، شفتالو، آلو،
ترنج، اور نارنگی وغیرہ چکھے تو انھوں نے ان سب کا سیب ہی کہنا شروع کیا۔ اور ان سب میں فرق اس طرح کرتے
تھے کہ ہر ایک کے ساتھ اس کے ملک کا نام بھی لیتے تھے۔

انگور کی بیل

(۲) ہومر شاعر کے زمانہ میں جزیرہ سسلی میں انگور کی بیل جنگلوں میں پائی جاتی تھی، اور غالب
یہ ہے کہ قریب کے بر اعظم میں بھی ملتی ہو۔ اس کو کسی نے ترقی نہیں دی اور نہ وحشی باشندوں
کو اس کا عرق پسند آیا۔ لیکن ایک ہزار سال بعد اٹلی اس بات پر فخر کر سکتی تھا کہ ان اسّی قسم کی عمدہ اور
لطیف شرابوں میں سے دو تہائی سے زیادہ میری سرزمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ دولت جلد ہی، گال کے ناربون
صوبوں کی قسمت میں آئی۔ لیکن سیونیز کے شمال میں سردی کی اتنی شدت تھی کہ اسٹرابو کے زمانے تک یہ خیال

کیا جاتا تھا کہ گال کے ان حصوں میں انگوروں کا پکنا غیر ممکن ہوا، رفتہ رفتہ یہ دقت دور ہو گئی اور یہ کہنا قرین قیاس ہے کہ برگنڈی کے انگور کے باغات اُس زمانہ کے ہیں جب انٹونینس حکومت کرتا تھا۔ جیسے جیسے مغرب میں امن اور چین بڑھتا گیا، زیتون کی ترقی ہوتی گئی اور اسی وجہ سے یہ صلح کا نشان سمجھا جاتا تھا، روم کی بنیاد پڑنے کے دو سو

زیتون

برس بعد تک افریقہ اور اٹلی دونوں، اس مفید پودے سے ناآشنا تھے لیکن ان مقامات کی آب ہوا اس پودے کے لئے بالکل موافق ثابت ہوئی اور آخر کار اسکو لوگ اسپین اور گال کے اندرونی حصوں میں بھی لے گئے، قدیم باشندوں کی اس غلطی کا کہ اس پودے کے لئے ایک مقررہ گرمی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ صرف سمندر کے ساحلوں پر پیدا ہو سکتا ہے، تجربہ اور محنت کی بدولت انکشاف ہوا۔ سن کی پیداوار مصر سے گال میں آئی، اور اس سے ملک کی دولت میں اضافہ ہو گیا۔ حالانکہ ان زمینوں کی جہاں یہ بویا جاتا تھا، زر

سن

خیزی وغیرہ کم ہو جاتی تھی۔ (۵) اٹلی اور صوبوں کے اکثر کاشتکار مصنوعی گھاس کے استعمال سے واقف تھے اور خاص طور سے لوسرین لوگوں کو اس کا استعمال خوب معلوم تھا، جو میڈیا سے آئے تھے

مصنوعی گھاس

اور جن کا نام بھی وہیں سے آیا تھا، لوگوں کو اس بات کا یقین تھا کہ موسم سرما میں مویشیوں کے لئے عمدہ غذا اچھی مقدار میں ملے گی، اس وجہ سے مویشیوں اور گلوں کی تعداد بہت بڑھ گئی، اور اسی وجہ سے زمین کی زرخیزی بڑھ گئی، ان ترقیوں کے ساتھ اُس محنت و جفاکشی کا ذکر بھی ضروری ہے جس سے لوگ کانوں میں کام کرتے تھے، اور ماہی گیری کرتے تھے۔ ان کاموں کے لئے محنتی مزدوروں کی ضرورت پڑتی، اور اس طرح امرا کی دولت ترقی پا کر اُن کی خوشی اور مسرت کا باعث ہوئی، اور غربا اس بہانہ سے اپنا پیٹ پالتے رہے کولومیلا کے فصیح زبان میں لکھے ہوئے صلحنامہ میں ٹائبیریس کے عہد حکومت میں اسپین کے ترقی یافتہ

عام خوشحالی

فن زراعت کی تفصیل لکھی ہے، اور اس مقام پر یہ کہنا مناسب ہے کہ ان قحطوں سے جن سے اس چھوٹی جمہوری حکومت کو نقصان پہونچا رہتا، روم کی وسیع سلطنت محفوظ تھی۔ جب کسی صوبہ میں غلہ کی کمی پڑ جاتی، تو آس پاس کے زرخیز صوبوں سے غلہ لا کر لوگوں کی ضرورت پوری کر دی جاتی۔

عیش و عشرت کے سامان

زراعت صنعت و حرفت کی بنیاد ہے، اس لئے کہ قدرتی چیزوں پر فن کا دارومدار ہے، سلطنت روم کے زمانہ میں ایک سمجھدار اور محنتی قوم کی محنت سے ہمیشہ امرا فائدہ اٹھاتے تھے۔ بہت سے دھنی امرا اپنے لباس، مکان اور سامان میں آسانی، صفائی اور شان وغیرہ اور دو باتوں کا خصوصیت سے لحاظ رکھتے تھے، اول یہ کہ تمام چیزیں ہماری شان کے موافق ہوں دوسرے یہ کہ عیش پرستی میں معین ہوں۔ ان ترقیوں کو ہر زمانے میں مہذب لوگ، عیش پرستی کے نام سے یاد کرکے نفرت کا اظہار کرتے رہے ہیں اور شاید یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اگر سبھی نوع انسان کو ضروریات زندگی حاصل ہوتیں اور فضول چیزیں نہ

رہلیتن تو وہ مسرت بخش اور نیک پاک زندگی بسر کرسکتے تھے لیکن سوسائٹی کی موجودہ غیر مکمل حالت مین تعیش ہی خواہ اُس کی بنیاد بداخلاقی پر ہو خواہ حماقت پر ایک ایسی چیز معلوم ہوتی ہی جو دولت کی غیر مساوی تقسیم کو سہار سکتا ہی محنتی کاریگر اور ایک ہوشیار صناع جن کو زمین کا کوئی حصہ نہین ملا ہے، خود مالکان زمین سے بغیر کسی جبر و تشدد کے اپنے گذارہ بھر کا روپیہ وصول کر لیتے ہین، اور مالکان زمین اس خیال سے کہ ہم مسرت بخش چیزین اور زیادہ خرید سکین، اپنی زمینون کو حصول منفعت کی خاطر ترقی دینے کی کوشش کرتے رہتے ہین۔ اس صورت سے جو تحریک سوسائٹی اور ہر جماعت مین خصوصیت سے ظاہر ہوتی ہی، آدمی دنیا مین ترقی کا شوق اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ آدم کے اسلحہ اور حکومت نے جو رقمین فیس جات سے وصول کی تھین وہ یقیناً بہت جلد ختم ہو جاتین اگر وہ پیشہ ورون اور کاریگرون کے ہاتھون مین نہ پہنچ جاتا۔ جب تک یہ دولت، ملک مین ایک جماعت کے ہاتھ سے دوسری جماعت کے ہاتھون مین منتقل ہوتی رہی، اس وقت تک ملک کی سیاسی طاقتون کو عمل کا احساس ہوتا رہا۔ اور اس کا اثر مفید ہوتا رہا، لیکن مضر کبھی نہین ہوا۔

غیر ملکی تجارت

لیکن عیش و عشرت کے سامان کبھی خاص ملک کے لئے مخصوص نہین۔ دنیا کے قدیم سے اُن شہرون سے بھی جو روم سے بڑے فاصلے پر واقع تھے عمدہ عمدہ چیزین اور اچھے اچھے تحفے روم کے آراستہ کرنے اور اس کے عجائبات مین اضافہ کرنے کے لئے لائے جاتے تھے سیتھیا کے جنگلون سے قیمتی سمور لائے جاتے تھے۔ عنبر بحیرۂ بالٹک[1] کے سواحل سے جنوبی یورپ مین آتا تھا اور وحشیون کو بظاہر ایسی بے وقعت چیز کے معقول دام ملنے پر بہت تعجب ہوتا تھا۔ ملک بابل کی بنی ہوئی دریون اور مشرق کی دیگر مصنوعات کی بہت مانگ تھی۔ لیکن سب سے زیادہ ضروری غیر ملکی تجارت جس کو لوگ ناپسند کرتے تھے، ہندوستان اور عرب کے ساتھ ہوتی تھی۔ ہر سال سورج کے راس السرطان ہونے کے وقت مایوس ہرماس سے ایک بیڑہ ایک سو بیس جہازون کا روانہ ہوتا تھا۔ یہ مقام بحیرۂ قلزم مین مصر کا ایک بندرگاہ ہے۔ مانسونون کی (تیز) امداد سے، وہ لوگ بحر اعظم کو قریب قریب چالیس دن مین طے کر لیتے تھے۔ یہ لوگ عموماً ساحل مالابار یا جزیرۂ لنکا کی نیت سے چلتے تھے اور یہی وہ تجارت گاہین تھین، جہان ایشیا کے دور دراز ممالک سے تاجر آکر رومی تاجرون کا انتظار کرتے تھے۔ یہ بیڑہ مصر کو ماہ دسمبر یا جنوری مین واپس جاتا تھا، اور جتنی جلد یہ قیمتی اسباب جہازون پر سے اتر کر اونٹون پر بار ہو کر بحیرۂ قلزم کے ساحل سے دریائے نیل تک پہونچتا، اور اس دریا کے نشیب کی سمت چل کر اسکندریہ تک پہنچ جاتا، اتنی ہی جلد وہ سلطنت کے دار الحکومت مین منتقل ہو جاتا۔ مشرقی تجارت جن اشیا کے حصول کے

[1] یہ سمندر یورپ کے شمال مین واقع ہی۔

لے کی جاتی، وہ بہت معمولی مگر شاندار ہوتی تھیں۔ ایک پونڈ[1] ریشم ویسا ہی قیمتی خیال کیا جاتا، جیسے ایک پونڈ سونا۔ قیمتی پتھر بھی آتے تھے اور جواہرات کے بعد، موتی قیمت میں سب سے بڑھکر ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ کئی قسم کی خوشبودار چیزیں بھی آتی تھیں، جو مذہبی اور موت کی رسموں میں صرف ہوتی تھیں۔ ان سفروں میں جتنی صعوبتیں اٹھانا پڑتیں، اور جتنے خطروں کا مقابلہ کرنا پڑتا ان کا کافی صلہ، نفع کی صورت میں ملجاتا تھا۔ لیکن یہ فائدہ رومی رعیت سے اٹھا لیا جاتا تھا اور صرف رعایا کے چند آدمی نفع اٹھا کر، مالدار ہوجاتے تھے۔ چونکہ عرب اور ہندوستان کے باشندے

سونا چاندی

اپنے ملک کی پیداوار اور صنعت وحرفت پر قانع تھے، اس وجہ سے رومیوں کے لئے چاندی بھی وہ خاص دھات تھی جس سے وہ لین دین کرسکتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی اور دھات بھی لین دین میں استعمال کیجاتی۔ یہ ایک بڑی شکایت تھی کہ عورتوں کے لئے جو زیورات وغیرہ خریدے جاتے ہیں ان کی وجہ سے ملک کی دولت باہر چلی جاتی ہے۔ یہ شکایت اس درجہ وقیع تھی کہ مجلس ملکی کے زیر پیش کی گئی۔ ایک مورخ نے جس کو تجسس وتحقیق کا شوق تھا لیکن جو زیادہ تر تعداد پر زور دیتا تھا، اندازہ کیا ہے کہ آٹھ لاکھ پونڈ سے زاید رقم ملک کے باہر چلی جاتی تھی۔ لوگوں میں اس طرح پر افلاس کے بڑھنے کے خیال سے بددلی کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن اگر ہم سونے اور چاندی کے اس تناسب کا جو پلینی کے وقت میں تھا، کانسٹینٹائین کے عہد سے، مقرر کردہ تناسب سے مقابلہ کریں، تو ہم کو بہت کچھ ترقی کے آثار نظر آئیں گے۔ کسی صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سونا، مقدار میں برابر کم ہوتا رہا لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ چاندی کثرت سے ملتی تھی، اور خواہ ہندوستان اور عرب سے آئے ہوئے مال کی مقدار کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو، اس سے رومی دنیا کی دولت کا خاتمہ نہیں ہوا، بلکہ کانوں کی پیداوار سے تجارت میں جن چیزوں کی ضرورت تھی، وہ پوری ہوتی رہی۔

باوجود اس کے کہ انسان عموماً ماضی کی تعریف کرتا، اور موجودہ زمانہ کو برا ٹھہراتا ہے، رومی سلطنت کی زرخیزی اور امن وامان کو ہر شخص پسند کرتا تھا خواہ وہ کسی صوبہ کا باشندہ ہو، خواہ دار السلطنت کا۔ یہ لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ سوشل زندگی، قوانین، زراعت، اور سائینس، وغیرہ کے سچے اصولوں کو شروع میں اہل ایتھنز نے دریافت کیا تھا، لیکن روم کی طاقت نے ان کو مضبوطی سے قائم کیا ہے، اور اس طاقت کے زیر اثر، نہایت وحشی قومیں بھی ایک حکومت کے ماتحت رہ کر ایک زبان بولتی ہیں۔ وہ یقین دلاتے ہیں کہ فنون کی ترقی سے بنی نوع انسان کی قسمیں زیادہ ہوتی گئیں، وہ شہروں کی شان شوکت اور دیہات کے خوشنما منظر اور ان پر جو زراعت کی

عام خوشحالی

وجہ سے مثل باغ کے معلوم ہوتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں، اور امن وامان پر وہ دوسری کئی

[1] ایک پونڈ کا وزن قریب قریب آدھ سیر ہوتا ہے۔ [2] ماخوذ از پلینی

اُن قومون کے ساتھ بلکہ جو کبھی زمانہ مین ایک دوسرے کی جانی دشمن تھین، مسرّت کا اظہار کرتے ہین اور اس کی کوئی پروا نہین کرتے کہ آئندہ یہ صلح قائم رہے گی یا نہین، ممکن ہو کہ اس قول پر کچھ اعتراضات بے معنی لفاظی اور فن تقریر کی شان لئے ہونے کی وجہ سے کئے جائین، لیکن اس سے تاریخی حقیقت پر جو روشنی پڑتی ہی، اُس سے انکار نہین کیا جا سکتا۔

ہمت و جوان مردی مین کمی

یہ غیر ممکن تھا کہ اُس زمانے کے لوگ، تن آسانیون مین رہکر زوال کے آثار کو دیکھ سکتے، ایک مدت کے امن و امان اور رومیون کی مستحکم حکومت سے رومی زندگی مین آہستہ آہستہ ایک زہریلا اثر سرایت کرنے لگا تھا۔ ہوشیاری اور عقل مندی کا کہین پتہ نہ تھا، لوگون کی ذہنی ترقی کا معیار بہت ادنیٰ پر تھا اور سب سے بڑھ کر بات یہ تھی کہ ان مین جنگجویانہ صفات کا خاتمہ ہوتا جاتا تھا۔ یورپ کے باشندے بہادر اور طاقتور تھے، فوجین اسپین، گال، برطانیہ، اور آلیریکم کے صوبجات سے سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے، اور انہین پر حکومت کی بنیاد تھی، ان سپاہیون مین ذاتی بہادری موجود تھی، لیکن اُن مین اخلاقی جرأت نہ تھی جو حریت پسندی، قومی عزت و حرمت کے خیال، خطرہ کی موجودگی اور تحکم وغیرہ کا لازمی نتیجہ ہو۔ رومی لوگ، تاجدارون کے بنائے ہوئے قوانین، اور انکے بھیجے ہوئے صوبہ دارون کو قبول کرتے تھے اور اپنی حفاظت کے لئے تاجدار کی اجرتی، فوج کے محتاج تھے۔ بڑے بڑے راہنماؤن کی اولاد حکومت کی غلامی کا طوق گلے مین ڈالے ہوئے شہریون کے حقوق پر مطمئن تھی، ترقی کرنے والے، دربارون تک پہونچنے کی کوشش کرتے تھے اور ویران صوبون کے لوگ جن مین سیاسی طاقت اور اتحاد مفقود تھا، بغیر کسی احساس کے خانگی زندگی بسر کرنے لگے تھے۔

عقل و ہنر مین کمی آگئی تھی

قاعدہ کی بات ہو کہ جہان امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہو وہان علوم و فنون اور تہذیب و شائستگی، ترقی پاتے ہین، چنانچہ شاہنشاہ ہیڈرین اور شاہنشاہ انٹونینس کے عہد حکومت مین جو خود بھی قابل اور علوم و فنون کے شایق تھے، رعایا کو بھی ان چیزون کا شوق تھا۔ اس شوق کے آثار سلطنت کے ہر حصہ مین نمایان تھے۔ برطانویون کے وہ قبائل جو انتہائی، شمالی حدود مین رہتے تھے، فن تقریر کے بڑے شایق تھے۔ دریائے ڈینوب اور رہائن کے کنارون پر رہنے والے ورجل اور ہومر کی کتابین پڑھتے اور انکا اتباع کرنے کی کوشش کرتے تھے، اور جن لوگون کو ادب مین ذرا بھی دخل ہوتا انکو بہت معقول رقمین ملتی تھین یونانی لوگون نے علم طبیعیات اور علم الافلاک مین بہت کامیابی حاصل کی تھی۔ لوگ اب بھی بٹالمی کے مشاہدات اور گیلین کی کتابون کو پڑھتے ہین جنھون نے انکی تحقیقات کو زیادہ ترقی دی ہو اور ان کی غلطیون کو درست کر دیا ہو۔ لیکن اگر ہم لوشین کو جس کے طرز تحریر کا تتبع ناممکن ہو، مستثنیٰ کر دین تو یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ تمام زمانہ ایسا

تھا کہ جس مین ایک شخص بھی ایسا نہین پیدا ہوا جس مین ذاتی مادہ ہوتا اور جس کے طرز تحریر مین کوئی خصوصیت ہوتی۔ مختلف اسکولون مین فلاطون، ارسطو، زینو، اور اپیکیورس کے خیالات کی اب تک بڑی دھوم تھی۔ اور انکے بنائے ہوئے اصول بغیر کسی چون و چرا کے شاگردون کی ایک نسل سے دوسری مین منتقل ہوتے رہتے۔ اور اس طرح عقل انسانی اپنے طاقتون کے استعمال، اور اپنے حدود کو وسیع کرنے سے باز رہتی۔ شعرا اور مقررین کی خوبیون سے بجائے اسکے کہ دوسرے لوگون کو اپنی جدت طبع دکھانے کا شوق پیدا ہوتا، صرف یہ ہوتا تھا کہ لوگ انکی غلامانہ تقلید کیا کرتے تھے۔ اور اگر کبھی کوئی شخص ذرا بھی قدیم طریقے سے الگ ہٹتا تو بجائے خوبی و خوشنمائی کے کلام مین بدنمائی اور فضول گوئی کی شان پیدا ہو جاتی لیکن جب علوم و فنون کا پھر چرچا ہوا تو ایک زمانے کی تساہلی، قومی مقابلے، نئی زبان، نئے مذہب کی بنا پر ایک نئی دنیا پیدا ہو گئی، خیالات مین جوش پیدا ہوا، اور یوروپ کے جتنے ہوشیار لوگ تھے، وہ میدان عمل مین اتر آئے۔ لیکن وہ لوگ جو روم مین صوبجات سے آ آ کر آباد ہوئے تھے، اور معمولی غیر ملکی تعلیم پائے ہوئے تھے، رومیون کے مقابلے مین بہت کم وزن ٹھہرتے تھے کیونکہ رومی لوگ مدت دراز سے اپنی مادری زبان مین اپنے جذبات کو ادا کرتے رہتے تھے اور تقریباً تمام خوبیون کو ادا کر چکے تھے، شاعر کے لفظ کو سب لوگ بھول گئے تھے اور مقررین کی جگہ پر سوفسطائیون نے قبضہ کر لیا تھا، ناقدون، مرتبون، وغیرہ کی وجہ سے علوم تنزل کی حالت مین تھے اور اس تنزل کی بدولت مذاق بگڑ گیا تھا۔

قومی تنزل

اس کے کچھ زمانے کے بعد، معزز لانجائنس جو ایک شامی ملکہ کے عہد حکومت مین تھا، اور جو پرانے وقت کے اچھے طور طریق پر عامل تھا، اپنے ہمعصرون کے اس تنزل پر آنسو بہائے۔ یہ تنزل ایسا تھا جس سے انکے جذبات ذلیل، ہمت پست، اور قوائے پژمردہ ہو گئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ "جس طرح بعض بچے جنکے اعضا کو بڑھنے کے مواقع نہین ملتے، ہمیشہ پستہ قد بنے رہتے ہین اسی طرح ہمارے دماغ جو غلامانہ رسوم و بندشون مین جکڑے ہوئے ہین، کسی طرح وسعت پذیر نہین ہو سکتے۔ اور نہ وہ اس عمدہ طریقے پر نشو و نما پا سکتے ہین جس طرح قدیم زمانے کے لوگون کے دماغ ہوتے تھے۔ یہ لوگ چونکہ ایک آزاد حکومت کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے اس لئے آزادانہ طریقہ پر کام کر سکتے تھے۔ اگر ہم اسی پستہ قد والے استعارہ کو قایم رکھین، تو ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ دن بدن زیادہ پستی کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے اور رومی دنیا مین جتنے لوگ بستے تھے وہ سب پستہ قد تھے۔ یہ حالت اس وقت تھی جب شمال کے قد آور اور طاقتور لوگون نے ان پر حملہ کیا اور انکی اصلاح کی۔ ان لوگون نے ان مین مردانہ حریت و آزادی کی روح پھونک دی اور دس صدیون کے انقلاب کے بعد حریت کا اثر، رومی مذاق اور علوم پر غالب آیا۔

باب سوم

اینٹونینس کے زمانے مین رومی سلطنت کا نظام حکومت

شخصی حکومت کا خاکہ

بظاہر شخصی حکومت کی تعریف یہ معلوم ہوتی ہو کہ جس حکومت مین ایک شخص کو خواہ وہ کسی نام سے دوسرون پر ممتاز کیون نہ ہو اگر قوانین کے نفاذ، محصولون کے انتظامات فوج پر اختیارات سپرد کر دئیے جائین، تو وہ حکومت شخصی ہو، لیکن جبتک رعایا کی آزادی کا تحفظ نہ کیا جائے، اس وقت تک یہ بہت ممکن ہے کہ ایسے زبردست حاکم کی طاقت خودمختاری کی شکل اختیار کرلے۔ مذہبی پیشواؤن کے اثر سے عوام کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکتا ہو لیکن مالکان تخت و تاج اور پیشوایان مذہب کے درمیان ایسے تعلقات رہے ہین کہ شاذونادر ہی کبھی مذہبی جماعت نے عوام کی آزادی برقرار رکھنے مین مدد کی ہو۔ جنگجو طبقۂ امراء اور عوام کی مسلح صندی نماینده ہی جنکو اپنی جائدادون کی بدولت، استحکام حاصل تھا، اور جو انتظامی جماعتون مین شرکت کرتے رہتے تھے ایسے لوگ تھے جنھون نے پرجوش بادشاہون کے مقابلہ مین عوام کے حقوق کی حفاظت کی ہو۔

آگسٹس کی حالت

رومی نظام حکومت کی راہ مین جتنی رکاوٹین تھین، وہ سب ایک افسر اعلیٰ کے سامنے جاتی رہین۔ اور ارباب حکومت کے تینون ارکین نے سختی سے ان کا ازالہ کردیا۔ ایکٹیم کی فتح کے بعد رومی دنیا کی قسمت کا فیصلہ آکٹیویس کے ہاتھون مین تھا جس کا خطاب سیزر تھا سیزر کو اس کے چچا نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد مجلس انتظامیہ کی چاپلوسی کی بدولت یہی اختیارات آگسٹس کو حاصل ہوگئے۔ کامیاب فاتح ہو الیس تجربہ کار پلٹنون پر حاکم تھا۔ یہ پلٹنین، اپنی طاقت اور حکومت کی کمزوری سے واقف تھین۔ انکو بیس برس کی طوائف الملوکی مین۔ خون بہانے اور ظلم کرنے کی عادت پڑگئی تھی، یہ لوگ خاندان سیزر کے بڑے خیرخواہ تھے کیونکہ وہی ایک ایسا مقام تھا جہان انکو بڑے سے بڑا انعام ملنے کی توقع تھی۔ صوبے، بہت زمانے سے جمہوری حکومت کے وزراء کے مظالم برداشت کرتے کرتے عاجز ہوگئے تھے اور اس کے خواہشمند تھے کہ کاش ایک شخص واحد حکومت کی باگ اپنے ہاتھ مین لے، اور ان وزراء کا محتاج نہ ہو، بلکہ ان پر حاکم ہو۔ روم کے باشندے، امراء کی ذلت دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ہمکو پیٹ بھر روٹی ملے اور کھیل تماشے دیکھنے کی اجازت ہو اور فیاض آگسٹس نے یہ دونون چیزین انکے لئے مہیا کردی تھین۔ اٹلی کے دولتمند اور مہذب لوگ، جو قریب قریب

سب ایپکورس کے فلسفہ کو مانتے، اس زمانے کے امن وچین کے برکات سے متمتع ہوتے تھے۔ اور نہین چاہتے تھے کہ اس امن وچین کو پرانے زمانے کی سی آزادی کی آرزو و برباد کرین۔ طاقت کے ساتھ مجلس ملکی کی حرمت وعزت اور بہت سے پرانے خاندانون کا خاتمہ ہوگیا۔ جمہور کے لائق اور سمجھدار طرفدار یا تو میدان جنگ مین کام آچکے تھے اور یا شہر بدر کردئیے گئے تھے، اب مجلس ملکی مین ایسے لوگون کو جگہ ملی، جنھون نے اس مرتبے سے عزت وتوقیر حاصل کرنے کے بجائے ذلت وخواری پائی۔

مجلس ملکی کی اصلاح

مجلس ملکی کی اصلاح پہلا کام تھا جس مین آگسٹس نے اپنے کو ظالم وجابر کی حیثیت کے بجائے محبت وشفقت سے حکومت کرنے والے حاکم کی شکل مین پیش کیا۔ اسکو لوگون نے محتسب منتخب کیا اور اس نے اگیرپا کے ساتھ مل کر مجلس ملکی کے ممبرون کی فہرست دیکھی۔ اور ان مین سے چند ممبرون کو اس نے نکال دیا کہ انکو اپنی ضد کی سزا بھی مل جائے اور عوام کو عبرت بھی ہو۔ اور باقی ممبرون کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ ازخود مجلس ملکی سے الگ ہوجائین کیونکہ درصورت دیگر وہ زبردستی علیحدہ کردئیے جاتے اب اس نے مجلس ملکی کے ممبر ہونے کی جو قید لگائی وہ یہ تھی کہ کم از کم ممبرون کے پاس دس ہزار پونڈ کی ملکیت ہونی چاہیئے۔ اس نے کئی خاندانون کا درجہ بڑھا دیا اور اپنے لئے "مجلس ملکی شہزادہ" کا خطاب تجویز کیا اس سے پہلے مجلسیون کی طرف سے ان لوگون کو دیا جاتا تھا جو بہت معزز ہوتے تھے اور جو بہت عمدہ عمدہ خدمات انجام دے چکے تھے اوس نے اگرچہ "مجلس ملکی" کا وقار پھر قائم کیا، لیکن اس کی آزادی کو برقرار نہین رکھا۔ آزادانہ نظام حکومت کے اصول اس وقت ہمیشہ نظرانداز کردئیے جاتے ہین جب واضعان قوانین کو حکومت کے ارا کین نامزد کرتے ہین۔

آگسٹس اس طاقت سے دستکش ہوتا ہے

اس طریقہ سے تیار کی ہوئی "مجلس ملکی" کے سامنے آگسٹس نے ایک زبردست تقریر کی جس سے اسکی حب الوطنی کا ثبوت ملتا تھا اور اس کے اصل مقاصد پر پردہ پڑتا تھا۔ اس کو اپنے گذشتہ افعال پر ندامت تھی لیکن وہ اپنے تئین قابل معافی خیال کرتا تھا۔ بحیثیت اولاد کے اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیتا۔ لیکن اس کی طبیعت کی فطری خوبیون نے ضرورت کے سخت قوانین پر اسے عامل نہ ہونے دیا۔ اور اسے بعض نااہل ہمراہیون کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے پر مجبور کردیا جس وقت تک انٹونی زندہ رہا۔ اس وقت تک جمہور اس سے استدعا کرتی رہی کہ وہ اسے ایک نااہل رومی اور ایک وحشی ملکہ کے ہاتھون مین نہ چھوڑ دے۔ اب وہ آزادی سے اپنے فرض کو اپنے خیالات کے موافق ادا کرسکتا تھا۔ اس نے اب "مجلس ملکی" اور عوام کو انکے پرانے حقوق عطا کیے اور اعلان کردیا کہ مین اپنے برادران ملکی سے ملنا جلنا پسند کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ ان برکات سے جو مین نے

اپنے ملک کے لئے حاصل کی ہین، سب کے ساتھ ملکر فائدہ اُٹھاوین۔

آگسٹس سے لوگ درخواست کرتے ہین کہ وہ شاہنشاہ یا افسر فوج کی حیثیت سے حکومت قبول کرے

اگر ٹیسی ٹس، اوس مجلس ملکی" مین شریک ہوا ہوتا، تو وہ مجلس کے ممبرون کے اُن جذبات کی جنکا اظہار کیا گیا اور جو پوشیدہ رہے عمدہ تصویر کھینچ سکتا تھا اور درحقیقت اس کا قلم اس کام کو خوبی سے کر بھی سکتا تھا۔ آگسٹس کی سچائی پر بھروسہ کرنے میں خطرے تھے، اور اگر بھروسہ نہ کیا جاتا تو صورتِ حالات اور زیادہ خطرناک ہو جاتی۔ شخصی اور جمہوری حکومت کے فوائد پر نظر کر کے لوگ دو مختلف جماعتون مین تقسیم ہو جاتے ہین لیکن اسوقت سلطنت روم کی جو عظمت تھی، اِن لوگون کے اخلاق جس قدر خراب ہو چکے تھے اور سپاہ مین جس قدر بدنظمی تھی، اُسکی بدولت شخصی حکومت کے طرفدارون کو نئے دلائل ملے جنسے وہ شخصی حکومت کے فوائد کو ثابت کر سکتے تھے۔ ان کے علاوہ، ہر شخص کے اصول پر ان فوائد کی امیدون اور خطرات کا اثر بھی پڑتا تھا جنکی اسکو حکومت سے توقع ہوتی تھی۔ ان مختلف جذبات کے تلاطم مین مجلس ملکی" کے تمام ممبر ایک رائے پر متفق تھے اور انکا فیصلہ بالکل قطعی تھا۔ اُنھون نے آگسٹس کے استعفا کو نامنظور کیا۔ اور اُس سے یہ کہا کہ آپ اس جمہور کو جسے آپنے بچایا ہی، اس حالت مین نہ چھوڑیئے کچھ عرصہ تک انکار کرنے کے بعد، اس مکار ظالم نے "مجلس ملکی" کا کہنا مان لیا۔ صوبجات کی حکومت اور فوجون کی سرداری کو اس نے قاضی القضاۃ، یا حاکم کے خطاب کے ساتھ قبول کرنا منظور کیا۔ لیکن یہ شرط کر لی کہ مین ان چیزون کو صرف دس برس کے لئے قبول کرتا ہون۔ اس کو امید تھی کہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے ہی ملکی فسادات وغیرہ دب جائینگے اور جمہور اپنی پوری طاقت سے کام کرنے لگے گی۔ اور تب میرے جیسے دخل در معقولات کرنے والے حاکم کی کوئی ضرورت نہ باقی رہیگی۔ اس تماشہ کی یاد، آگسٹس کی مدت حیات مین تازہ ہوتی رہی اور سلطنت کے آخری لمحون تک انکا اعادہ ہوتا رہا۔ صورت یہ تھی کہ روم کے مستقل شاہنشاہ ہمیشہ اپنے عہد حکومت کے ہر دسوین برس نہایت شان و شوکت سے جشن کرتے تھے۔

رومی سپاہ سالارون کے اختیارات

نظام حکومت کے اصولون پر کاربند ہوتے وقت رومی سپہ سالارون کو اپنے سپاہیون، دشمنون، اور رعایا پر قریب قریب ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے بہت پرانے زمانے سے رومی سپاہیون کو آزادی بالکل نہ ملتی تھی۔ اُن کے دلون کو فتوحات کی اُمید سے تسکین رہتی تھی اور اسی وجہ سے وہ فوجی قوانین

کی پابندی کرتے تھے۔ سردار اعظم یا قونسل کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ رومی نوجوانون کو فوجی خدمت پر مجبور کرتا۔ اور اگر کوئی شخص بزدلی یا کسی اور ضد کی بنا پر اس کا حکم نہ مانتا تو سردار اعظم اسکو سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ وہ اس کا نام شہریون کی فہرست سے خارج کر دیتا، اسکی جائداد ضبط کر لیتا، اور یا اسکو غلام بنا کر فروخت کر لیتا تھا۔ آزادی اور حریت کے وہ مقدس حقوق جنکو پوشین اور جمہوریین قانون تسلیم کرتا تھا۔ فوجی نقل و حرکت کے موقع پر ملتوی کر دیئے جاتے تھے۔ اپنے کیمپ مین سپہ سالار کو موت و زندگی کے پورے اختیارات حاصل ہوتے تھے اس کے لئے کسی قسم کی قانونی کارروائی کی ضرورت نہ تھی نہ اسکو ایسے موقعون پر قواعد کی پابندی کرنا پڑتی تھی۔ اس کے حکم کی اپیل نہ ہو سکتی تھی اور مجرم کو فوراً سزا دی جاتی تھی جن لوگون کو قوانین وضع کرنے کے اختیارات تھے، وہی اس بات کا فیصلہ کرتے تھے کہ روم کے دشمن کون لوگ ہین۔ لیکن جنگ و صلح کی ضروری سے ضروری معاملات "مجلس ملکی" مین طے پاتے تھے۔ اور عوام ان مین اصلاح کرتے تھے لیکن جب رومی سپاہ انکی سے بہت دور ہوتی تو سپہ سالار اپنی ذمہ داری پر جس قوم سے چاہتے جنگ و جدل کرتے اور سلطنت کی بہتری کے لئے جس طریقہ سے چاہتے عمل کرتے۔ انکو جو اعزاز وغیرہ ملتے تھے وہ انکی فتوحات پر منحصر ہوتے تھے۔ وہ اسپر کہ انھون نے کوئی کام ٹھیک طور پر انجام دیا ہے۔ اپنی فتوحات کے استعمال مین خاصکر اس وقت جب "مجلس ملکی" کے کمشنرون کا ان پر کوئی دباؤ نہ رہا تھا، وہ لوگ نہایت آزادانہ روش سے کام کرتے تھے۔ جب پامپی مشرق مین سپہ سالاری کر رہا تھا اس نے اپنے سپاہیون اور مددگارون کو انعامات دیئے بادشاہون کو تخت پر سے اتارا، سلطنتون کی تقسیم کی۔ نو آبادیون کی بنیاد ڈالی، اور شہر ٹیس کے خزانہ کو تقسیم کیا۔ جب وہ روم مین واپس آیا تو "مجلس ملکی" اور عوام نے متحدہ طور پر اس کے افعال کو پسندیدہ قرار دیا یہ وہ اختیارات تھے جو جمہور کے سپہ سالارون کو سپاہیون اور روم کے دشمنون پر حاصل تھے یا یہ کہ وہ لوگ ان اختیارات کو خود اپنے ہاتھ مین لے لیتے تھے۔ یہ لوگ مسخر کئے ہوئے صوبجات کے صوبہ دار کیا بلکہ خود مختار مالک ہوتے تھے وہ ملکی و فوجی اتحاد پیدا کرتے فیصلے کرتے محصول کا پورا انتظام کرتے، اور سلطنت کے واضعان قوانین اور حاکم دونون حیثیتون سے کام کرتے تھے۔

شاہنشاہ کے مددگار جو کچھ باب اول مین بیان ہو چکا ہے اس سے کچھ اندازہ اس بات کا ہو سکتا ہے کہ آگسٹس کے زیر حکومت، صوبجات اور افواج کی کیا حالت تھی لیکن چونکہ یہ غیر ممکن تھا کہ وہ خود ان تمام پلٹنون کو، جو اسکے زیر حکومت تھین اور مختلف حدود سلطنت پر منقسم تھین، پوری طور پر سنبھال سکتا، اس لئے "مجلس ملکی" نے جیسا کہ پیشتر وہ پامپی کو اختیار دے چکی تھین، اسکو بھی یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے ماتحت افسر ان کو مقرر کرے، اپنے عملی مددگارون کے فرائض کو انجام دے۔

ان افسرون کی عزت وہی تھی، جو پہلے زمانے مین پرو کونسلون کی تھی اور اختیارات بھی وہی تھے لیکن وہ ہر طرح تاجدار کی مرضی کے تابع تھے اور انکی جگہین مستقل نہوتی تھین۔ انکو یہ مرتبے شاہنشاہ کی عنایت سے ملتے تھے اور اسی کی مرضی سے وہ ان جگہون پر قائم رہ سکتے تھے۔ اگر وہ کوئی عمدہ کام کرتے، تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ کام بادشاہ کے مبارک اثر سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ وہ لوگ بادشاہ کی نمایندے ہوتے تھے شاہنشاہ خود، جمہوریۂ روم[1] کا سپہ سالار ہوتا تھا، تمام فتوحات پر اسکو ملکی و مالی اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ مجلس ملکی کو اس بات سے ذرا اطمینان رہتا تھا کہ عموماً تاجدار اپنے حقوق مین سے بعض مجلس کے اراکین کو سپرد کر دیتا۔ شاہی مددگارون کی عزت و حرمت وہی تھی جو کونسلون کی تھی یا جو شاہنشاہ کے حفاظتی سپاہیون کی تھی۔ "مجلس ملکی" کے اراکین کو پلٹنون کی افسری ملتی رہتی تھی اور مصر کی سرداری ہی ایک ایسا عہدہ تھا جس پر کسی ذی سورما کا ہی تقرر ہوتا تھا۔

مجلس ملکی اور شاہنشاہ کے درمیان صوبون کی تقسیم

چند دن کے بعد جب آگسٹس کو مجبور کر کے، اتنا بلند مرتبہ سپرد کر دیا گیا تھا تو اس نے بغیر کسی قربانی کے مجلس ملکی کے اراکین کو اپنا ممنون احسان بنا لیا۔ آگسٹس نے اُن سے کہا کہ "آپ لوگون نے مجھکو وہ طاقتین اور وہ اختیارات عطا کر دیئے ہین، جنکی موجودہ صورت حالات کے لحاظ سے ضرورت نہین ہی اور اراکین مجلس نے آگسٹس کو مجبور کیا تھا کہ وہ افواج اور حدود کی حکومت کو اپنے ہاتھ مین لینے سے انکار نہ کرے۔ لیکن اب اُس نے اس بات پر اصرار کیا کہ اندرونی تحفظ خصوص ملک کی حکومت کو جہان کبھی شر و فساد نہین ہوتا ہی، مین ملکی مجسٹریٹ کے سپرد کر دونگا۔ صوبون کی تقسیم کے وقت، آگسٹس نے انز اور جمہور دونون کے فوائد کا لحاظ رکھا۔ مجلس ملکی کے سردار ذکوا اور خاصکر ان لوگون کو جو ایشیا، یونان اور افریقہ مین حکومت کرتے تھے، شاہنشاہ کے ماتحتون سے جو گال اور سیریا مین مقرر کیے گئے تھے زیادہ مرتبہ حاصل تھا۔ اول الذکر کے ساتھ تبر بردار رہتے تھے اور موخر الذکر کے ساتھ معمولی سپاہی۔ ایک قانون بھی پاس ہوا کہ جس کی رو سے جس جگہ شاہنشاہ موجود ہو، وہان اُس کے غیر معمولی افسرون کو صوبہ دار کی حکومت پر فوقیت حاصل ہو گئی اور ایک ضابطہ بنایا گیا کہ تمام نئی فتوحات، شاہنشاہ کا حصہ ہین اور بہت جلد لوگون

---

[1] اس مقام پر شاہنشاہ اور جمہوریت کے الفاظ مین اجتماع ضدین کی شان نظر آتی ہی لیکن واقعہ یہ ہی کہ روم کی حکومت گو بظاہر جمہوری تھی اور لوگ روم کی سلطنت کو جمہوری کہتے بھی تھے لیکن حکومت کے اکثر اختیارات وغیرہ صرف تاجدار کے ہاتھون مین تھے اور بظاہر حکومت کی مشین کو صرف وہی چلاتا تھا۔

یہ معلوم ہوگیا کہ تاجداریعنی آگسٹس کی حکومت، سلطنت کے ہر حصہ مین یکسان طور پر مانی جاتی ہے۔

آگسٹس روم مین نیا فوجی انتظام اور محافظ سپاہ کو قائم کرتا ہے

اس فرضی رعایت کی بجائے آگسٹس کو ایک بہت ضروری فائدہ حاصل ہوا جس سے وہ روم اور اٹلی کا مالک بن بیٹھا۔ زمانہ قدیم کے رواج کے خلاف، اس کو اس بات کی اجازت دی گئی کہ وہ اپنے فوجی استحکام کو ایک جماعت کے ذریعہ قائم رکھے۔ حالانکہ یہ بات خطرہ سے خالی نہ تھی، اس جماعت کو وہ صلح کے زمانہ مین رکھ سکتا تھا اور دارالسلطنت مین موجود ہونے کی حالت مین بھی وہ ساتھ رہ سکتی تھی اسکے ماتحت وہ شہری تھے، جو فوجی قسم کھانے کے بعد ملازمت مین شامل ہوئے تھے۔ لیکن ملکی لوگون کی طبیعت مین غلامی سرایت کر گئی تھی اور حالت یہ تھی کہ مجسٹریٹین، مجلس ملکی کے ارکین، سوار فوج از خود وفاداری کی قسم کھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ نوبت یہ پہونچی کہ یہ قسم گو پہلے پہل محض چاپلوسی کے لئے کھائی جاتی تھی لیکن بعد مین وہی سالانہ اس لئے لی جاتی تھی کہ لوگ وفاداری پر قائم رہین۔

مجسٹریٹ اعلیٰ اور حاکم فوجداری کے اختیارات

اگرچہ آگسٹس محکمہ فوج کو حکومت کی بقا کا ضامن سمجھتا تھا لیکن اس نے اسکو منضبط سمجھکر اس کی طرف سے نظر عنایت پھیر لی یہ بات اسکی طبیعت کے موافق تھی کہ وہ پرانے زمانے کے مجسٹریٹ کے معزز لقب سے حکومت کرتا اور رفتہ رفتہ تمام ملکی حکومت کو اپنی ذات مین محدود کر لیتا۔ اس خیال کو پیش نظر رکھکر، اس نے مجلس ملکی کو اس بات کی اجازت دی کہ آپ لوگ تمام زندگی کے لئے مجسٹریٹ اعلیٰ، اور "حکام فوجداری" کے اختیارات میرے سپرد کردین اور اسی کے ساتھ یہ شرط بھی کردی کہ یہ تمام اختیارات میرے بعد میرے جانشینون کو حاصل رہین گے "مجسٹریٹ اعلیٰ" جو لوگ تھے وہ روم کے بادشاہون کے جانشین ہوئے اور انھون نے حکومت کی شان کو قائم رکھا وہ مذہبی رسوم کا انتظام کرتے، فوجون پر حکومت کرتے اور انھین نقل و حرکت کا حکم دیتے تھے، باہر سے جو سفرا آتے تھے، انکو باریابی کے موقع دیتے تھے اور "مجلس ملکی" اور عوام کے جلسون مین صدر ہوتے تھے۔ محصولون کے تمام انتظامات انکے ہاتھ مین تھے اور اگرچہ مقدمات فیصل کرنے کا بذات خود انکو بہت کم موقع ملتا تھا، تاہم وہ قانون ساز اور امن وامان کے محافظ سمجھے جاتے تھے۔ معمولی حالت مین ان لوگون کے اختیارات یہ تھے، لیکن جب کبھی مجلس ملکی، مجسٹریٹ اعلیٰ کو جمہور کی بہتری کے لئے مخصوص اختیارات سپرد کرتی، اسوقت اس کے لئے قانون کی پابندی لازمی نہ رہتی اور وہ خودمختار حاکم کے مثل جو چاہتا کر سکتا تھا۔ حکام فوجداری کی حالت مجسٹریٹ اعلیٰ سے بالکل مختلف ہوتی تھی۔ یہ گو معمولی لباس پہنتے لیکن مقدس خیال کئے جاتے تھے اور انکے فیصلہ سے کوئی سرتابی نہ کر سکتا تھا۔

انکی طاقت بہ نسبت کسی کام کو سرانجام دینے کے مخالفت کرنے کے لئے زیادہ موزون تھی۔ انکا کام یہ تھا کہ مظلومون کی حمایت کرین خطاؤن کو معاف کرین، بدمعاشون کو ماخوذ کرین، اور جب ضرورت سمجھین تو حکومت کے تمام کاروبار کو روک دین جبتک جمہوریت قائم رہی اس وقت تک ان خطرون سے بچنے کے لئے جو مجسٹریٹ اعلیٰ یا حکام فوجداری کے اختیارات کی بنا پر ظاہر ہوسکتے تھے، بعض قیدین بھی تھین۔ یہ لوگ اس زمانہ مین صرف ایک سال کے لئے منتخب ہوتے تھے "مجسٹریٹ اعلیٰ" کا عہدہ دو آدمیون اور حاکم فوجداری کا عہدہ چار آدمیون کے سپرد تھا۔ اور چونکہ یہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے اس لئے اُنکے آپس کے ناخوشگوار تعلقات سے حکومت کو نقصان پہونچنے کے بجائے فائدہ ہوتا تھا، لیکن مجسٹریٹ اعلیٰ اور حاکم فوجداری کے اختیارات ایک شخص کو تمام عمر کے لئے سونپ دیئے گئے اور فوج کا سپہ سالار بھی مجلس ملکی کا وزیر اور عوام کا نمایندہ ہونے لگا، اس وقت یہ ناممکن ہوگیا کہ اسکے اختیارات کی حد کی تعین کی جاسکے یا اُس کے حکم سے کوئی سرتابی کرسکے۔

شاہی اختیارات | اتنے اختیارات حاصل ہونے پر آگسٹس کے عاقلانہ طرز عمل سے اسکو سردار پادری اور محتسب اعلیٰ کے مزید اختیارات حاصل ہوگئے سردار پادری کے اختیارات ملنے سے اسکو مذہبی معاملات کے انتظام کرنے اور محتسب اعلیٰ ہونے سے عوام کے افعال وغیرہ پر قانونًا دست اندازی کرنے کا موقع ملا۔ اگر اتنی زیادہ طاقتین اور اختیارات پوری طور پر ایک دوسرے سے متحد نہ ہوتے تو مجلس ملکی اس بات پر بالکل تیار رہتی کہ ہیگی کو مزید رعایتون سے پورا اگرتی رہے۔ شاہنشاہ لوگ جنکی حالت زمانہ جمہور کے وزیر اعظمون کی سی تھی بعض تکلیف دہ قوانین کی پابندی اور بازپرسی سے آزاد تھے۔ وہ "مجلس ملکی" کو بلا سکتے تھے۔ ایک ہی دن مین کئی کئی باتین مجلس کے روبرو پیش کرسکتے تھے خطابات اور معزز عہدون کے ملنے کے لئے بعض امیدوارون کی سفارشین کرتے تھے۔ شہرون کی توسیع کرسکتے تھے، اور محصول کو جس طرح چاہتے صرف کرسکتے تھے۔ وہ صلح اور جنگ کرتے اور معاہدون مین ترمیمین کرتے تھے ایک عام اور بہت جملہ سے اونکو ان تمام باتون کا اختیار دیا گیا تھا جنکو وہ سلطنت کے لئے مفید خیال کرین خواہ اُنکا تعلق عوام سے ہو یا شخص اُنکی ذات سے اور خواہ وہ سیاسی ہون یا مذہبی۔

حکام | جب حکومت کے اکثر اختیارات، شاہی مجسٹریٹ کو سپرد کردیئے گئے تو جمہور کے عہد کے معمولی مجسٹریٹ گمنام ہوگئے۔ ان مین کام کرنے کا شوق باقی نہ رہا اور وہ بیکاری کی زندگی بسر کرنے لگے۔ پُرانے نظام حکومت کی شکل اور عہدون کے نامون کو آگسٹس نے سختی سے قائم رکھا اور ان مین کسی قسم کی تبدیلی کو جائز نہ سمجھا۔ چنانچہ اعلیٰ مجسٹریٹ و حکام فوجداری کی مقررہ تعداد

اِن عہدون پر فائض ہوتی اور اپنے فرائض کو انجام دیتی ۔ رومی ابتک اون عہدون پر پہونچنے کی تمنائین کرتے تھے اور اگرچہ شاہنشاہون کو تمام عمر کے لئے حاکم اعلی کا عہدہ ملتا تھا لیکن وہ اس کے متمنی رہتے تھے کہ رعایا کے بڑے بڑے معزز لوگون کے ساتھ ہمکوبھی ہر سال یہ عہدہ از سر نو ملتا رہے آگسٹس کے عہد حکومت مین جب مجسٹریٹون کا انتخاب ہوتا تو عوام کو ایک وحشت آمیز جمہور کی مشکلات کا سامنا کرنے کی اجازت ہوتی ۔ یہ ہوشیار شہزادہ بجائے ناراضی اور بے صبری ظاہر کرنے کے ، عاجزانہ طریقہ سے اپنے اور اپنے دوستون کے لئے انکی رائین حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور پورے طور پر ایک معمولی امیدوار کے فرائض انجام دیتا لیکن ہم اسکی کونسلون مین ، بعد کے زمانون مین جو تبدیلیان ہوئین انکا عکس کچھ سکتی ہین ۔ تبدیلی یہ تھی کہ اب انتخاب مجلس ملکی کے سپرد کر دیا گیا تھا ۔ عوام کی جماعتین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم کر دی گئین اور شاہنشاہون کو عوام کے گروہون سے نجات مل گئی ، جو بجائے آزادی کے قائم رکھنے کے حکومت کے کامون مین خلل ڈالتے اور خطرناک ثابت ہو سکتے تھے ۔

مجلس ملکی میرئیس اور سینیٹر نے اپنے لوگون کی آزادی کا محافظ مشہور کر سکے ، ملک کے نظام حکومت کا تختہ پلٹ دیا ۔ لیکن اسوقت جب مجلس ملکی کا زور ٹوٹ چکا تھا اور وہ دوسرون کی تابع فرمان ہو چکی تھی پانچ چھہ سو ممبرون کی یہ جماعت ، تاجدارون کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ، اسی مجلس کی بدولت آگسٹس اور اسکے جانشین اپنی حکومت کو قائم رکھ سکے ۔ اور جب کبھی موقع ملتا ، تو وہ شرفا کے اصول اور انکے لہجہ کو اختیار کرتے ۔ اپنے اختیارات کو استعمال کرنے مین یہ لوگ ہمیشہ مجلس ملکی کی رائے لے لیتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صلح و جنگ کے تمام ضروری معاملات مجلس ملکی ہی طے کرتی ہے ۔ روم ، اٹلی اور اندرونی صوبجات ، براہ راست مجلس ملکی کے زیر حکومت تھے ۔ ملکی معاملات مین مجلس ملکی اپیلون کی عدالت اعلی تھی ، معاملات فوجداری مین یہ ایک ایسی جماعت تھی ۔ جو ان تمام جھگڑون کے فیصلہ کر سکتی تھی جو عام مقامات پر برپا ہوتے تھے یا جنکا تعلق امن و امان اور حکومت کے رعب و داب سے ہوتا تھا ۔ مقدمات کا فیصلہ کرنا ، مجلس ملکی کا خاص کام بن گیا ۔ اور وہ اکثر یہی کام کرتی رہتی ۔ اگلے زمانے مین لوگون کو اپنے فن تقریر کے اظہار کے جو موقع ملتے تھے ، اسکی آخری جھلک بس اسی مقام پر نظر آتی تھی جہان مجلس ملکی کے روبرو لوگ مقدمات پر بحث کرتے ۔ مجلس ملکی کو حکومت کی کونسل اور عدالت عالیہ ہونے کی حیثیت سے جو اختیارات حاصل تھے ، وہ بہت مستند تھے ۔ لیکن وضع قوانین کے بارہ مین گو مجلس ملکی کو سب عوام کا نمائندہ خیال کرتے تھے لیکن اس مجلس مین عام طور پر [illegible] اختیارات کے آگے سر تسلیم خم کیا جاتا تھا ہر قسم [illegible] [illegible] لت حاصل ہو سکتے تھے ۔ [illegible] قانونی مین ، [illegible] منظوری سے ترمیم ہو سکتی تھی ۔

ہر مہینہ مین تین مخصوص[1] تاریخون مین اُنکی جلسے ہوتے تھے۔ بحث ومباحثہ مین سب کو آزادی تھی اور وہ شاہنشاہ جو مجلس ملکی کے رکن ہونے پر فخر کرتے تھے، مجلس مین خود مثل دوسرون کے بیٹھتے اور رائین دیتے تھے۔

شاہنشاہی طرز حکومت کا ایک عام خاکہ

ہم اب پھر ایک دفعہ مختصراً اس شاہانہ حکومت کا حال بیان کرتے ہین جسکو آگسٹس نے قایم کیا تھا اور جس پر وہ تمام تاجدار عمل کرتے رہے جو اپنے اور اپنی رعایا کے فائدہ، نقصان کو سمجھتے تھے یہ حکومت شخصی حکومت تھی لیکن جمہوری حکومت کے پردہ مین۔ رومی دنیا کے تاجدار اپنے تاج وتخت پر بظاہر فخر نہ کرسکتے تھے وہ اپنی طاقت کو چھپاتے، اور اپنے تئین مجلس ملکی کے وزیر کہتے تھے جسسے ہر ممبر جواب طلب کرسکتا تھا اور جو بظاہر مجلس ملکی کے احکام کو بلا چون وچرا کے قبول کرتے تھے، حالانکہ یہ احکام اکثر اوقات خود انکے اشارہ سے صادر کئے جاتے تھے۔

دربار

دربار کا طریقہ وہی تھا جو عام نظام حکومت کا تھا۔ اُن ظالم شاہنشاہون کے سوا جنھون نے اپنی حماقت سے تمام قوانین توڑ دیئے تھے کوئی تاجدار ایسا نہین تھا جو اس شان وشوکت کا دلدادہ ہوتا جس سے خود انکے اختیارات مین کوئی اضافہ نہ ہوتا بلکہ رعایا بددل ہوجاتی۔ تمام شعبہ جات زندگی مین وہ اپنی رعایا کے ساتھ ملتے جلتے تھے، میل ملاقات، اور دعوتون کے موقعون پر انسے مساویانہ طریقے سے ملتے تھے۔ انکا لباس محل اور اسباب وغیرہ ویسا ہی ہوتا تھا جو مجلس ملکی کے ہر خوشحال ممبر کے ہان موجود ہوتا۔ انکے خاندانون مین خواہ کتنے ہی لوگ ہوتے اور خواہ وہ خود کتنا ہی شاندار کیون نہ ہوتا، غلام اور آزاد شدہ دونون طرح کے لوگ شامل ہوتے۔ آگسٹس اور ٹراجن کو کسی معمولی سے معمولی رومی سے بھی وہ خدمتین لینے مین شرم آتی تھی جو برطانیہ کے معزز اور مغرور امراء از خود اپنے محدود اختیارات رکھنے والے بادشاہ کی کیا کرتے ہین۔

درجہ الوہیت پانا

اپنے بت بنوانے مین شاہنشاہ لوگ اپنے عقلمندانہ اور انکسارانہ طریقہ پر قائم نہ رہے ایشیائی یونانیون نے اول اول اس طریقہ کو اختیار کیا اور سکندر اعظم کے جانشین وہ پہلے لوگ تھے جنکی اس غلامانہ طریقہ سے پرستش شروع کی گئی۔ بادشاہون کے بعد ایشیا کے صوبہ دارون کا نمبر آیا۔ یہان تک کہ بعض اوقات تو رومی مجسٹریٹون کے بت بنائے جاتے تھے اور وہ صوبون کے دیوتا بن جاتے تھے۔ انکے لئے قربانگاہین، مندر وغیرہ بنتے تھے تاکہ وہان قربانیان کی جاسکین اور دیگر رسمین ادا ہوسکین۔ یہ بات بالکل قدرتی تھی کہ شاہنشاہ لوگ بھی اس چیز کے لئے انکار نہ کرین جسکو مدار المہامون نے قبول کیا تھا اور یہ مذہبی اعزاز جو ان دونون کو صوبون سے حاصل ہوئے وہ اس بات کا ثبوت ہین کہ روم محکوم نہین بلکہ حاکم تھا لیکن فاتحین نے

---

[1] یہ مخصوص تاریخین پہلی پانچوین یا اور پندرھوین تھین۔

معدوم قومون کی نقل کی اور انہی کی مثل چاپلوسی کرنا شروع کی اور سیزر اول کی حاکمانہ طبیعت نے انکو اس بات پر آمادہ کیا کہ مین زندگی ہی مین روم کے محافظ بتون مین اپنا بت شامل کرادون۔ اسکے جانشین نے جو اس کی بہ نسبت بہت نرم مزاج کا تھا، اتنی بڑی عزت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور یہ اعزاز گو کیلیگولا اور ڈومیشین نے اپنے جنون سے حاصل کر لیا۔ لیکن اور کسی کو پھر نصیب نہ ہوا۔ آگسٹس نے البتہ بعض صوبون کے شہرون مین اپنی عزت کے لئے مندرون کی تعمیر کی اجازت دیدی تھی۔ لیکن شرط یہ تھی کہ میری پرستش کے ساتھ ساتھ روم کی پرستش بھی کی جائے۔ اس کے علاوہ، اُس نے ضعیف الاعتقادی کو بھی جایز قرار دیا جس سے اُسکو برابر فائدہ پہونچتا رہا۔ لیکن اُس نے نہایت عقلمندانہ طریقے سے اس پر اکتفا کی کہ عوام اور مجلس ملکی کے ممبر محض میری عزت کرتے رہین۔ اُس نے اپنا بت بنانا مستقبل مین آنے والے جانشینون کے لئے چھوڑ دیا اور پھر تو یہ ایک عام رسم بن گئی کہ ہر شاہنشاہ کی وفات پر جسکا دامن ظلم وجبر کے دھبون سے پاک ہوتا، مجلس ملکی اپنے حکم سے اسکو دیوتاؤن کی صف مین جگہ دیدیتی اور جن رسوم کی ضرورت ہوتی، وہ وفات کے وقت ہی ادا کی جاتین۔ اس رسم کو جسے ہمارے سخت اصول غیر عقلمندانہ اور ناپاک قرار دیتے ہین، اُس زمانے مین لوگ ذرا سے انکار کے بعد منظور لیتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ کئی کئی خداؤن کے قائل ہوتے تھے، اس لئے وہ اسے آسانی سے مان لیتے تھے اور علاوہ اس کے یہ رسم مذہبی نہین بلکہ ملکی خیال کی جاتی تھی۔ اگر ہم اینٹونینس کے خصایل کا ہرکولینس اور جیوپیٹر کے افعال قبیحہ سے مقابلہ کرین تو یہ ہمارے لئے بہت توہین کی بات ہو۔ سیزر اور آگسٹس کے افعال، ہر دلعزیز دیوتاؤن سے کہین بہتر تھے، لیکن انکی بدقسمتی تھی کہ یہ لوگ اس زمانے مین ہوے جب علوم کا دور دورہ تھا اور انکے کارنامے بالکل صحیح طور پر درج کئے جاتے تھے۔ اس طرح سے عوام کو ان پر حاشیہ چڑھانے اور ضعیف الاعتقادی کی بنا پر انکو کہین سے کہین پہونچا دینے کا موقع نہ ملتا تھا۔ جب وہ قانوناً دیوتا مان لئے گئے، تو پھر کس مپرسی کا عالم ہو گیا تھا۔ اس سے نہ خود انکی شہرت مین اضافہ ہوا نہ اُنکے جانشینون کی شہرت مین۔

آگسٹس اور سیزر کے خطابات

زمانہ شاہنشاہی کے حالات بیان کرتے ہوئے ہم نے اکثر اسکے بانی کا ذکر اس کے خطاب آگسٹس کے ذریعہ کیا ہے لیکن یہ خطاب اسکو اس وقت دیا گیا تھا جب اُس نے اپنا کام قریب قریب ختم کر لیا تھا۔ اس کا اصل نام آکٹیویانس تھا جو اُسے اُس کے خاندان سے ملا تھا۔ اُس کا خاندان نہایت رذیل خاندان تھا اور آریشیا کے چھوٹے قصبہ مین رہتا تھا۔ اس خاندان کے دامن پر قتل اور جلاوطنی کے بدنما دھبے تھے اور آگسٹس جہان تک ممکن ہوتا اس بات کی کوشش کرتا کہ اسکی گذشتہ زندگی کے واقعات کو لوگ بھول جائین۔ اور جب فسراشی نے اسکو متبنیٰ بنایا تو اُس نے لفظ سیزر

کو بھی بطور زینت کے اپنے نام مین شامل کرلیا۔ لیکن اس کو اتنی عقل تھی کہ وہ اپنے نام اور سیزر کے نامون مین فرق کو ملحوظ رکھتا۔ اُس نے کبھی اس بات کی کوشش نہین کی کہ لوگ اس فرق کو مٹا دین۔ مجلس ملکی مین یہ تجویز ہوئی کہ اکٹیویانس کو جس نے وزارت کا کام انجام دیا ہے، ایک نیا خطاب ملنا چاہیے۔ بہت بحث ومباحثہ کے بعد دیگر خطابون مین سے آگسٹس کو لوگون نے اس وجہ سے انتخاب کیا کہ اس سے صلح اور پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ چیزین اسکی سیرت کا جزو ہین۔ آگسٹس کا خطاب صرف اسکی ذات کے لیے تھا اور سیزر کا کل خاندان کے لئے۔ اول الذکر خطاب شاہزادہ کی زندگی کے ساتھ ختم ہوجانے والا تھا لیکن موخر الذکر اولاد مین منتقل ہونے والا تھا خواہ اولاد اپنی ہوتی یا متبنی کی ہوئی۔ جولین خاندان کے لئے جو خطابات اور اعزازات مخصوص تھے انکا آخری دعویدار، نیرو تھا۔ لیکن اسکی وفات کے وقت ایک صدی کے استعمال سے یہ خطابات مستقل طور پر شاہانہ عظمت کے ساتھ وابستہ ہوگئے تھے۔ اور ان خطابات کو رومی، یونانی، فرنیک، اور جرمن بادشاہون نے جمہور کے برباد ہونے کے بعد سے اس وقت تک قائم رکھا ہے لیکن جلد ہی ایک فرق نمایان ہوا۔ آگسٹس کا خطاب تاجدار کے لئے مخصوص ہوگیا لیکن سیزر کا خطاب آزادی سے اس کے اعزہ کو دیا جاتا تھا۔ اور ہیڈرین کے زمانے سے یہ قاعدہ ہوگیا کہ سیزر کا خطاب صرف اس شخص کو ملتا تھا جو حکمران تاجدار کے بعد تخت کا مالک ہوتا۔

آگسٹس کی سیرت اور اسکا طرز عمل

آگسٹس جس عزت کی نظر سے اس آزادانہ نظام حکومت کو دیکھتا تھا جسے اُس نے غارت کردیا تھا، اس کا صرف اس طرح علم ہوسکتا ہے کہ ہم نہایت غور سے اسکی سیرت کا مطالعہ کرین۔ وہ کبھی جھگڑے فساد سے گھبراتا نہ تھا۔ اُس کے دل مین جذبات کوئی اثر نہ پیدا کرتے تھے لیکن فطرتاً وہ نہایت بزدل تھا یہی باتین تھین جنھون نے اُسے مجبور کیا کہ وہ ۱۹ برس کی عمر سے ایک ظاہر فریب زندگی بسر کرنا شروع کرے اور عمر بھر اسی حالت مین رہے۔ اسی قسم کے دل ودماغ کی بدولت اس نے سسرو کو سزا اور سنّا کو معافی دیدی۔ اسکی خوبیان یہانتک کہ اسکی برائیان بھی مصنوعی تھین اور اپنے فائدہ کے لحاظ سے وہ پہلے پہل تو رومی جمہور کا سخت دشمن تھا لیکن بعد مین وہ اس کا مربی بنگیا اور جب شخصی حکومت کا ڈھانچہ تیار ہوگیا تو اس کو خوف کی وجہ سے اعتدال کی روش برتنا پڑی۔ وہ لوگون کو ملکی آزادی سے، افواج کو ملکی حکومت کے فرضی مجسمے سے فریب دینا چاہتا تھا۔

عوام کی آزادی کا مجسمہ

(۱) سیزر کی موت کا سمان ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتا تھا۔ اس نے دولت اور اعزازات نہایت آزادی سے اپنے پیروؤن مین تقسیم کردیئے

تھے۔لیکن اُس کے چچا کے خاص دوستون نے اسکے خلاف بغاوت مین حصّہ لیا تھا۔ممکن تھا۔اسکی فوجین عام بغاوت کے موقع پر وفادار رہتین۔لیکن ایک جمہور پسند باشندہ کے خنجر سے وہ اسے کیونکر بچا سکتی تھین۔اور وہ رومی لوگ جنھون نے بروٹس کے فعل کو پسندیدہ نظرون سے دیکھا تھا،شاید اُسکی کارگذاری کو بھی بہ نظر تحسین دیکھتے سیزر نا اپنی تقدیر کو کچھ تو اپنی طاقت کے اظہار اور کچھ طاقت کے غلط استعمال کی بدولت برگشتہ کر دیا تھا ممکن تھا کہ وہ حاکم اعلیٰ یا حاکم فوجداری کے نام سے حکومت کرتا رہتا لیکن بادشاہ کے خطاب سے رومی اُس کے خلاف ہو گئے آگسٹس کو اتنی سمجھ تھی اور وہ جانتا تھا کہ بنی نوع انسان پر صرف نام کی بدولت حکومت کی جا سکتی ہے۔اور اس کا یہ خیال بالکل صحیح ثابت ہوا کہ مجلس ملکی کے ممبر اور عوام سب غلامانہ طریقہ پر زندگی بسر کرین گے اگر انکو اس بات کا یقین دلا دیا جائے کہ تمھاری آزادی پر انتہی قدیم زمانے کی مثل قایم و برقرار رہیگی۔کمزور مجلس ملکی اور بزدل عوام اُس وقت تک نہایت خاموشی سے آگسٹس اور اس کے جانشینون کی اطاعت کرتے رہے جب تک اِن لوگون نے فہم و فراست سے کام لیا۔کیلیگولا، نیرو اور ڈومیشین کے خلاف جن باغیون نے ہتھیار اُٹھائے ان کا مقصد ملکی آزادی کے بجائے اپنی حفاظت کرنا تھا۔اِن لوگون نے شاہنشاہ کے اختیارات پر حملہ کرنے کے بجائے اُسکی ذات پر حملہ کیا تھا۔

کیلیگولا کی موت پر مجلس ملکی کی کوشش

کم از کم ایک موقع ایسا نظر آتا ہی جب مجلس ملکی نے اپنے ابتدائی حقوق کو ستر برس صبر کرنے کے بعد حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ کوشش رائیگان ثابت ہوئی۔جب کیلیگولا کے قتل کے بعد تخت خالی تھا تو حکام اعلیٰ نے مجلس ملکی کو جیوپیٹر کے مندر مین جمع کیا،سیزر کے خاندان والون سے نفرت کا اظہار کیا اور تھوڑے سے سپاہیون کو آزادی عطا کی جو دو دن تک اپنے علم کی حفاظت اور جمہور کے افسرون کی حیثیت سے کام کرتے رہے لیکن جب یہ لوگ معاملات طے کر رہے تھے،محافظ سپاہ[1] فیصلہ کر چکی تھی،بیوقوف کلاڈیس جو جرمینکس کا بھائی تھا،ان لوگون کے دار الحرب مین پہونچ چکا تھا شاہنشاہی کی نشانی یعنی سوسن کا پھول اُس کے ہاتھ مین تھا اور وہ اپنی انتخاب کے وقت،اسلحہ سے مدد لینے کے لئے تیار تھا۔مجلس ملکی جب آزادی کا خواب دیکھ رہی تھی وہ خاک مین مل گئی اور وہ اپنے خواب سے،غلامانہ اطاعت کرنے کے لئے بیدار

---

[1] یہ ایک چھوٹی سی سپاہ ہوتی تھی جس کا کام یہ تھا کہ وہ شاہنشاہ روم کی حفاظت کرتی ان لوگون کی جماعت ایک زمانہ مین بہت زور پکڑ گئی تھی اور تاجدار انکے ہاتھون مین مثل آلہ بیجان کے رہتے تھے۔

ہو گئی لوگون نے مجلس ملکی کا ساتھ چھوڑ دیا فوجی طاقت نے ان پر دباؤ ڈالا اور انھون نے محافظ سپاہ کے منتخب کردہ امیدوار کو انتخاب کر لیا۔ کلاڈیس نے اس موقع پر ایک سمجھوتہ کر لیا۔ یہ فعل اُس کا بہت عقلمندانہ تھا اور کلاڈیس اس سمجھوتہ پر قائم رہا۔

افواج کے لئے آزادی کا مجسمہ

(۲) افواج جس دریدہ دہنی سے پیش آتی تھین، اُس سے آگسٹس کو اور زیادہ خوف پیدا ہوا عوام مایوسی کے زمانے مین وہی پا سکتے تھے جو سپاہ اپنے اسلحہ کے زور سے حاصل کر سکتی تھی وہی لوگ جنکو اُس نے ملکی فرض کا پامال کرنا سکھلایا تھا، اُسکے اختیارات کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔ انکے باغیانہ خیالات سے اُسکو آگاہی تھی اور وہ ان اوقات سے بہت ڈرتا تھا جب وہ ایک جگہ بیٹھکر ٹھنڈے دل سے معاملات پر غور کرتے تھے۔ ایک انقلاب کو اوس نے انعام واکرام دیکر روک دیا لیکن دوسرے انقلاب کے روکنے کے لئے ممکن تھا کہ اسکو دوگنا انعام دینا پڑتا۔ افواج بالاعلان سیزر کی حمایت کرتی تھین لیکن عوام کی حمایت بالکل غیر مستقل اور بے بنیاد ہوتی ہے۔ جو خیالات رومیون کے دماغون مین اُس کی طرف سے قائم تھے اُنسے اُس نے مدد لینا چاہی۔ قوانین کی پابندی پر سختی سے لوگون کو مجبور کیا۔ اور مجلس ملکی کی حرمت کو بیچ مین ڈالکر بحیثیت جمہور کے افسر اعلیٰ ہونے کے انکی وفاداری کا جویا ہوا۔

انکی وفاداری

جب یہ نظام سلطنت قائم ہوا۔ اسی وقت سے کموڈس اور ... تک ۲۲۰ برس کی طویل مدت مین وہ خطرات جو فوجی حکومت کے لوازمات ہین۔ ظہور پذیر نہین ہوئے سپاہیون کو اپنی طاقت اور ملکی حکومت کی کمزوری کا کبھی احساس نہین ہونے پایا اور جب پیشتر یا بعد مین یہ احساس ہوا تو اس کے نتایج بہت خطرناک نکلے۔ کیلیگولا اور ڈومیشین کو اُنکے خاص محل مین انکے عزیزون نے قتل کر دیا۔ کیلیگولا کی وفات پر جو فساد برپا ہوا، وہ روم کی شہر پناہ تک محدود رہا۔ لیکن جب شاہنشاہ نیرو کا خاتمہ ہوا تو سلطنت کو بھی صدمۂ عظیم پہونچا۔ اٹھارہ ماہ مین چار شہزادہ تلوار کے گھاٹ اتارے گئے اور افواج کی مخالفت سے تمام ملک تباہ ہو گیا۔ اس قلیل عرصہ کو نظر انداز کرنے کے بعد جس مین افواج کو آزادی سے اپنے حسب منشا کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ باقی وقت مین آگسٹس سے لیکر کموڈس کے زمانہ حکومت تک مین نہ کوئی انقلابات ظہور پذیر ہوئے اور نہ خون کی ندیان بہین شاہنشاہ کا انتخاب مجلس ملکی کے اختیار اور سپاہ کی اجازت سے ہوتا تھا۔ سپاہ اپنی اُس قسم پر قائم رہتی تھی جو وہ تاجدار سے وفاداری کرنے کے لئے کھاتی تھی۔ ان تین معمولی انقلابون کے حالات معلوم کرنے کے لئے رومی تواریخ کی ورق گردانی کرنا پڑیگی جو بہت جلد اور بغیر کسی جنگ کے، فرو کر دیئے گئے۔

ایک جانشین کا مقرر کرنا

ان مقامات پر جہان کہ شاہنشاہ کا انتخاب ہوتا ہی جگہ خالی ہونے پر ہمیشہ جھگڑے فساد اور خطرات کا اندیشہ رہتا ہی۔ رومی شاہنشاہون نے اس خیال سے کہ ہمارے بعد افواج کو اتنا وقت نہ مل سکے کہ وہ دوسرا شخص انتخاب کرین اور اُس مین پابندیون کا لحاظ نہ کرین یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی حیات مین ہی اپنے مقرر کردہ جانشین کو حکومت مین بہت بڑا حصہ دینے لگے۔ تاکہ ہماری وفات کے بعد حکومت کے دیگر اختیارات بھی انکے ہاتھ مین آجائین اور ملک دوسرے تاجدارون کے ہاتھ مین نہ جاسکے۔ آگسٹس کی آرزوئین بعض لوگون کی ناوقت وفات سے خاک مین مل گئین

ٹائبریس کا جانشین مقرر ہونا

اب اُس نے اپنی تمام امیدین ٹائبریس کی ذات سے وابستہ کرلین اور اپنے متبنی لڑکے کو عدالت کا حاکم اور محتسب مقرر رکھا اور ایک ایسا قانون بنایا جس سے آیندہ زمانے مین شہزادہ کو صوبجات اور افواج پر ویسے ہی اختیارات حاصل ہوئے، جو آگسٹس کو ملے تھے۔ اسطرح وسپاسین نے اپنے بڑے لڑکے کی طبیعت پر قابو پایا

ٹائیٹس کا تقرر

ٹائیس کو وہ مشرقی افواج دل سے پسند کرتی تھین جنھون نے اسکی ماتحتی مین جوڈیا کو فتح کیا تھا، لیکن اُس کی طاقت پر لوگون کو حسد ہوا اُس کے افعال حسنہ کی نسبت یہ کہا گیا کہ وہ شباب کی ناتجربہ کاری کا نتیجہ ہین اور اُس کی تجاویز مشکوک قرار دی گئین۔ لیکن شاہنشاہ نے کسی کی بات پر کان نہ دھرا اور اپنی عقلمندی سے ٹائیٹس کو شاہنشاہی کے پورے اختیارات عطا کردیئے۔ ٹائیٹس نے مہربان باپ کے احسانات کا بدلہ اسطرح دیا کہ وہ ہمیشہ اپنے باپ کی اسطرح خدمت کرتا رہا جس طرح ایک اطاعت گزار اور وفادار وزیر اپنے آقا کی کرتا ہی۔

سیزرس کی اولاد اور فلیوین خاندان

ویسپیسین اپنی عقلمندی سے اُن تمام مواقع سے فایدہ اُٹھاتا رہا جس سے اسکی حال مین حاصل کی ہوئی طاقت کو استحکام ہوسکتا تھا۔ فوجی آدمیون کو جو وفاداری کی قسم کھانا پڑتی تھی، اُس سے اور افواج کی وفاداری سے ایک صدی مین سیزر کا نام اور خاندان مقدس سمجھا جانے لگا۔ اور اگرچہ یہ خاندان، تخت حکومت پر صرف متبنّی کرنے کی غلط رسم کی بدولت قابض رہا پھر بھی رومی لوگ نیرو کی اس لحاظ سے عزت و حرمت کرتے رہے کہ وہ جرمینیکس کا پوتا اور آگسٹس کی اولاد مین تخت کا جائز وارث تھا اور جب محافظ سپاہ کو یہ ترغیب دی گئی کہ وہ اس ظالم و جابر شاہنشاہ کی حمایت نہ کرے تو وہ لوگ بڑی مشکل سے راضی ہوئے۔ گیلبا، اتھو اور وائٹیلیس کے زوال سے افواج کو ایک سبق ملا اور وہ خیال کرنے لگین کہ شاہنشاہ ہماری مرضی کے تابع اور ہماری مدد کے محتاج ہین۔ ویسپیسین ایک ذلیل خاندان مین پیدا ہوا تھا۔ اس کا دادا ایک

معمولی سپاہی تھا۔ اور اس کا باپ محصول جمع کرنے والا ایک معمولی سردار۔ اپنی قابلیت کی بدولت وہ اس ترقی یافتہ زمانہ مین سلطنت پر قابض ہوگیا۔ لیکن اسکی قابلیت سے فوائد بہت ہوتے تھے اور اسکی طبیعت مین نمائش بہت کم تھی۔ اس مین جو خوبیان تھین وہ اُسکے انتہائی بلکہ ذلیل بخل کی وجہ سے قابل تحسین نہ خیال کی جاتی تھین۔ ایسے مزاج کے تاجدار نے اپنے فوائد کا تحفظ اس طریقے پر سوچا کہ مین اپنی زندگی مین اپنے لڑکے کو سلطنت مین دخیل کرلون۔ اس سے فائدہ یہ متصور تھا کہ اس کے عمدہ اور پسندیدہ عادات واطوار کی وجہ سے لوگ اُس کے ذلیل خاندان کا خیال نہ کرینگے بلکہ اُن کی آنکھین ان شاندار فتوحات وغیرہ سے خیرہ ہوجائینگی جو فلیوین خاندان کے تاجدارون کو حاصل ہونگی ٹائیٹس کے رحیمانہ طرز حکومت کی بدولت رومی دنیا مین عارضی طور پر سختی وجبر کا استیصال ہوگیا اور اُس کی یاد سے ملک اُس کے بھائی ڈومیشین کے مظالم سے پندرہ برس تک محفوظ رہا۔

ٹراجن کا متبنیٰ ہونا اور اُسکے عادات و اطوار

نروا نے جیسے ہی حکومت کی باگ ڈومیشین کے قاتلون سے اپنے ہاتھ مین لی اُس نے دیکھا کہ مین اپنی کم عمری کی بدولت ان فسادون کا استیصال نہین کرسکتا جو میرے پیشرو کے مظالم کی بدولت ترقی پذیر ہوتے رہے ہین۔ ملک مین جو عقلمند اور سلیم الطبع لوگ تھے وہ اسکی حکومت کو بہت پسند کرتے تھے لیکن تنزل پذیر رومیون کے لئے ایک زیادہ سخت حکمران کی ضرورت تھی جو اپنے انصاف کی وجہ سے مجرمون کے دلون مین خوف بٹھادے۔ اگرچہ اسکے عزیز واقارب موجود تھے لیکن اس نے ایک غیر شخص کو اپنی جانشینی کے لئے انتخاب اور ٹراجن کو اپنا متبنیٰ کیا جس کی عمر اس وقت چالیس برس کی تھی اور جو لوئر جرمنی مین ایک فوج کے ساتھ موجود تھا۔ نروا نے مجلس ملکی کے ایک حکم کے مطابق فوراً اسکو اپنا دوست اور متبنیٰ قرار دیدیا۔ یہ بات واقعی قابل افسوس ہے کہ جب ہم نیرو کے جرمون اور حماقتون پر اظہار نفرت کرتے ہین، تو ٹراجن کے افعال پر یا تو ہم پوری طور پر نظر نہین ڈال سکتے اور یا ہمین اسکے مداحون کے بیان پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ اُس کا ایک مداح ایسا ہے جس کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ چاپلوسی کے جرم کا مرتکب نہین تھا جب ٹراجن کی وفات کو دیڑھ سو برس گذر چکے تھے تو ایک نئے شاہنشاہ کی تخت نشینی کے موقع پر مجلس ملکی نے حسب معمول اسکی تعریف کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی تھی کہ ہمارا نیا تاجدار، رحم وکرم مین آگسٹس سے اور خوش خوئی مین ٹراجن سے بڑھکر ہوگا۔

ہیڈرین

ہم کو اس بات کا یقین کرنا چاہئیے کہ یہ رحیم وشفیق بادشاہ ایک عرصہ تک یہ فیصلہ نہین کرسکا کہ مجھے ہیڈرین کے مشکوک عادات واطوار پر بھروسہ کرکے اسے شاہانہ اختیارات

مین حصہ لینا چاہئیے یا نہین حیات مستعار کے آخری لمحون مین شاہنشاہ بیگم پلوٹینیا کی چالاکی سے یا تو ٹراجن
نے ایک مستقل ارادہ کر لیا اور یا ایک غلط اور متبنی کرنے کے قصے کو صحیح مان لیا۔ اس قصہ کو نہ ماننے
مین مختلف قسم کے خطرے تھے اور اس لئے ہیڈرین بغیر کسی جھگڑے فساد کے ٹراجن کا جانشین تسلیم کر لیا گیا۔
جیسا بیان کیا جا چکا ہی اُس کے عہد حکومت مین سلطنت مین امن وامان رہا اور اس نے خوب ترقی کی۔
اُس نے ارباب فن کی ہمت افزائی کی، قوانین کی اصلاح کی، فوجی قواعد کی سختی سے پابندی کرائی، اور
تمام صوبجات کا خود معائنہ کیا۔ اسکی عقل بڑے سے بڑے نقطۂ نظر پر حاوی ہو جاتی، اور ملکی پالیسی کے ہر پہلو
کو وہ خوب سمجھتا تھا لیکن اسکو نئی باتین دریافت کرنے کا شوق اور اظہار شان کا خبط تھا اور جس زمانہ مین
جس بات کا زور زیادہ ہوتا، اسی نسبت سے اسکے افعال مین فرق ظاہر ہونے لگتا۔ کبھی وہ قابل تقلید حاکم
ہوتا، کبھی ایک مضحکہ انگیز سوفسطائی، اور کبھی ظالم وجابر حاکم۔ لیکن عام طور پر وہ تعریف کا مستحق ہی کیونکہ وہ منصف
تھا اور اکثر اعتدال سے کام کرتا تھا۔ لیکن اپنے عہد حکومت کے ابتدائی ایام مین اُس نے مجلس ملکی کے اُن
چار شخصون کو قتل کرا دیا جو اس کے دشمن تھے۔ حالانکہ ان کا وجود سلطنت کے لئے ضروری خیال کیا جاتا تھا
اور جب وہ ایک بیماری مین مبتلا ہوا تو بہت چڑچڑا اور ظالم ہو گیا۔ مجلس ملکی عرصہ تک یہ نہین طے کر سکی کہ اسکو
ہم دیوتا مانین یا ظالم خونخوار۔ اور وہ عزت وحرمت جس سے اُس کی یاد تازہ رکھی گئی، مقدس انٹونینس
کی کوششون کا نتیجہ تھی۔

چھوٹے بڑے ویرسون کا متبنے ہونا

ہیڈرین کے وہم نے اسکو کسی نہ کسی شخص کو متبنے منتخب کرنے پر مجبور کیا۔ اسکی
نگاہ ان کئی آدمیون پر پڑی جنمین خاص قابلیت موجود تھی اور جنکی وہ عزت
کرتا تھا اور جنکی قابلیت کی بنا پر انسے نفرت بھی کرتا تھا۔ ان لوگون مین سے
اُس نے ایلیس ویرس کو انتخاب کیا جو ہنسی خوشی اور عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتا تھا اور جس کی خوبصورتی
نے شاید اُس کی سفارش کی۔ لیکن عین اس موقع پر جب کہ وہ اپنے نئے جانشین کے انتخاب پر خوشی منا رہا
تھا اور جب اسکی سپاہ بھی شاہنشاہ سے معقول رقم پا کر اسکو تاجدار تسلیم کر کے ان مسرتون مین حصہ لے
رہی تھی، تو نئے سیزر کو موت کے ظالم ہاتھون نے اس کے پہلو سے جدا کر دیا۔ اُس کے ایک لڑکا تھا ہیڈرین
نے اس لڑکے کو انٹونینس کے سپرد کر دیا۔ جس نے اسکو اپنا جانشین بنایا اور جب مارکس تخت نشین ہوا، تو
حکومت کے مساوی اختیارات اُس لڑکے کو بھی حاصل ہوئے۔ جہان اس چھوٹے ویرس مین مختلف قسم کی برائیان
تھین وہان ایک خوبی یہ تھی کہ وہ اپنے بڑے اور عقلمند ہمراہی کی بہت عزت کرتا تھا اور سلطنت کے تمام کام اُس
کے سپرد کر دیئے تھے۔ فلسفیانہ دماغ رکھنے والا شاہنشاہ، اسکی حماقتون کی پردہ پوشی کرتا تھا اور جب وہ مر گیا

تو شہنشاہ نے بہت رنج منایا اور اسکی بُری باتون کو بھلا دیا۔

دو انٹیونینس کا متبنیٰ ہونا

جب ہیڈرین کی خواہش پوری ہوگئی اُسے ناکامی ہو چکی تو اُس نے تخت کے لئے ایک ایسے لائق جانشین کا انتخاب کیا جس سے بعد کی نسلین اسکی ہمیشہ شناخوان رہین۔ اسکی دوربین نگاہون نے مجلس ملکی کے ایک ایسے ممبر کو منتخب کر لیا جسکی عمر پچاس برس کی تھی اور جس کی زندگی بالکل پاک صاف تھی۔ اس کے علاوہ اُس نے ایک دوسرے نوجوان کا انتخاب کیا جسکی عمر سترہ برس کی تھی۔ اور جس سے یہ امید کی جاتی تھی کہ جیسے جیسے عمر بڑھتی جائیگی اُسکے پسندیدہ صفات مین اضافہ ہوتا جائے گا۔ ہیڈرین نے اول الذکر کو اس شرط پر اپنا جانشین مقرر کیا کہ وہ موخر الذکر کو فوراً اپنا متبنیٰ کر لے یہ دونون انٹونیس ۴۲ برس تک رومی دنیا پر نہایت عقلمندی اور سلامت روی سے حکومت کرتے رہے۔ اگرچہ پئیس کے دو لڑکے موجود تھے، لیکن اس نے اپنے ملک کا اپنے خاندان کے مقابل مین زیادہ خیال کیا اُس نے اپنی بیٹی فاسٹینا کا عقد، نوجوان مارکس سے کرکے اسکو حاکم فوجداری اور مدارالمہامی کے اختیارات مجلس ملکی سے دلوا دیئے اور حکومت کے معاملات مین اسکو دخیل کر دیا۔ مارکس اپنے سرپرست کی بہت عزت کرتا تھا، اسکو مثل اپنے والدین کے سمجھتا تھا۔ اور مثل آقا کے اسکی اطاعت کرتا تھا۔ جب پئیس کا انتقال ہوگیا، تو اُس نے نظام حکومت کو پئیس ہی کے خیالات اور اصول پر قائم کیا۔ یہی شاید دو ایسے تاجدار گذرے ہین، جنکے زمانہ مین رعایا کی بہبودی، حکومت کا خاص مقصد تھی۔

پئیس کی سیرت اور حکومت

ٹائیٹس انیٹونینس پئیس کو لوگ بجا طور پر، دوسرا نُوما[۱] خیال کرتے مین۔ نُوما کی طرح ان دونون شاہزادون کو بھی، مذہب، انصاف، اور صلح پسندی سے شوق تھا۔ لیکن دوسرے شہزادہ کے دوران حکومت مین ایک ایسا موقع پیش آیا جب وہ اپنی خوبی کا اظہار پوری طور پر کرسکا۔ نُوما نے تو صرف یہی کیا تھا کہ چند ہمسایہ گاؤن کو ایک دوسرے کی فصل برباد کرنے سے روک دیا تھا لیکن انیٹونینس نے دنیا کے بہت بڑے حصہ مین امن وچین قائم کر دیا۔ اسکے عہد حکومت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اُس عہد مین ایسے مواقع بہت کم پیش آئے جو تاریخ مین درج ہونے کے لائق ہون اُس زمانہ کی تاریخ مین صرف غلطیون، جرمون، اور بدنصیبیون کا ذکر پایا جاتا ہے۔ خانگی زندگی مین وہ بہت محبت والا اور خلیق آدمی تھا۔ اسکی فطری سادگی، اُس غرور اور تصنع کے خلاف تھی جو اُسے برتنا پڑتی تھی

---

[۱] نُوما کے متعلق تاریخ سے کوئی بات نہین معلوم ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ روم کا دوسرا تاجدار تھا اور اپنی وحشی رعایا مین اسکو مذہب کی تبلیغ وترویج کا بہت شوق تھا۔ اُس نے ۳۹ یا ۴۳ برس حکومت کی۔

اپنی قسمت سے جو رتبہ اُس نے پایا تھا، اُس سے وہ حد اعتدال مین رہ کر فایدہ اُٹھاتا اور سوسائٹی کی دلچسپیون سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اسکی طبیعت کچھ اس قسم کی تھی کہ مین دوسرون کو فایدہ پہونچاؤن اور اس کا خوش مزاجی کے ساتھ اکثر اظہار ہوتا رہتا تھا۔

مارکس

مارکس آریلیوس انٹونینس کی عادت اس سے ذرا سخت اور وقت پسند تھی۔ اسکی عادات و اطوار علمی مجلسون، کسب علم کی تکلیفون اور آدھی آدھی رات تک کتب بینی کرنے کا نتیجہ تھین۔ بارہ برس کی عمر مین اُس نے فقیرانہ زندگی پسند کی تھی اور اس فلسفہ سے اسکو یہ تعلیم ملی تھی کہ جسم کو روح کے، اور جذبات کو عقل کے ماتحت رہنا چاہیئے۔ فضائل اصل خوبی، اور رذایل اصل خرابی ہین اور تمام ظاہری چیزین ناقابل التفات ہین، اسکے افکار جنکو اس نے میدان جنگ کے شور وشغب مین ترتیب دیا تھا، آجتک موجود ہین۔ اور وہ مسائل فلسفہ کی اس عام طریقہ پر اشاعت کرتا تھا۔ جو نہ تو ایک حکیم کی انکساری کے لیے موزون تھی اور نہ ایک شاہنشاہ کے شایان شان اسکی زندگی، زینو کی تعلیمات کی مکمل شرح تھی۔ وہ اپنے لئے بہت سخت تھا، دوسرونکی کمزوریون کو نظر انداز کرتا تھا اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ انصاف اور خلق سے پیش آتا تھا۔ اسکو اس بات کا افسوس تھا کہ اوڈیس کیسیس جس نے سیریا مین ایک انقلاب کو ابھارنے کی کوشش کی تھی خودکشی کر کے مجھے نا امید کر دیا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو مین اسکو دشمنی کے بدلے اپنا دوست بنا کر مسرت حاصل کرتا۔ اس نے اپنے خیال کو اس طرح پایہ ثبوت کو پہونچایا کہ اس باغی شخص کے جتنے پیرو تھے انکی بابت مجلس ملکی کے خیالات کو نرم کر دیا۔ جنگ کی بابت اس کا خیال تھا کہ اس سے انسانی فطرت پستی کی طرف مائل ہوتی ہی اور یہ قابل نفرت شے ہی۔ لیکن جب حفاظت خود اختیاری مین ہتھیار اُٹھانے کی ضرورت پڑی، تو برف سے جمے ہوئے دریائے ڈینیوب کے کنارون پر وہ آٹھ حملون مین خود شریک رہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انتہائی سردی کے باعث اور اُس کی جسمانی کمزوری کی وجہ سے اس کو سخت نقصان پہونچا۔ آنے والی نسلین اسکا نام عزت سے لیتی ہین اور اس کے مرنے کے بعد ایک صدی سے زیادہ تک اکثر لوگ مارکس انیٹونینس کے بت کو اپنے خاندانی دیوتاؤن کی صف مین جگہ دیتے رہے۔

رومیون کی فارغ البالی

اگر کسی شخص سے یہ سوال کیا جاوے کہ دنیا کی تاریخ مین کس زمانہ مین بنی نوع انسان نے نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کی ہے تو وہ بلا کسی پس وپیش کے کہہ دیگا کہ۔ جو زمانہ ڈومیشین کے وفات سے لیکر کموڈس کی تخت نشینی تک گذرا ہے وہ سب سے زیادہ فارغ البالی کا زمانہ تھا۔ روم کی وسیع سلطنت شخصی حکومت کے ماتحت تھی اور یہ حکومت عقلمندانہ اصول پر جاری تھی۔ چیار تاجدار ایسے ہوئے ہین، جنکے لئے بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہی۔ ان تاجدارون نے اپنی سپاہ کے

ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا اور اونکو پوری طور پر اپنے قبضہ مین رکھا ۔ نروا، ٹراجن، ہیڈرین، اور اینٹونینس نے بھی جو اپنے تئین آزادی کا حامی قرار دیتے تھے، اور علانیہ کہتے تھے کہ ہماری حیثیت وزرا کی سی ہے، ملکی نظام کو نہایت ہوشیاری سے قائم رکھا۔ اگر رومی رعایا مین اس زمانہ مین حصول آزادی کی اہلیت ہوتی تو ایسے تاجدارون کو ملک مین جمہوری حکومت قائم کرنے کی عزت نصیب ہوسکتی تھی۔

نظام حکومت کی غیر ثباتی

یہ تاجدار، جو سخت محنتین کرتے تھے، اس کا معاوضہ کامیاب ہونے کی حالت مین اونکو کافی ملتا تھا۔ معاوضہ یہ تھا کہ ان لوگون کو اطمینان حاصل رہتا تھا اور اپنی تجاویز کی بدولت، رعایا کو سرسبز ہوتے دیکھکر خوش ہوتے تھے۔ حصول مسرت کے اس بہترین طریقہ کو خم آلود کرنے والا ایک خیال بھی تھا، یعنی مسرت ایک شخص کی ذات سے وابستہ رہتی ہے۔ اور ایسا وقت اس موقع پر آئے گا جب کوئی غیر اخلاقی زندگی بسر کرنے والا نوجوان، یا ظالم تخت سلطنت کو اپنی موجودگی سے ناپاک کرے گا۔ اور شخصی حکومت کے تمام اختیارات کو جنھین ہم بنی نوع انسان کی بہبودی مین استعمال کرتے رہے ہین، وہ انھی اختیارات سے انکو ضرر پہونچائے گا اور اس طرح اختیارات کو تباہ کردیگا۔ مجلس ملکی اور قوانین کی جو پابندیان تھین ان کی وجہ سے۔ بادشاہون کی خوبیون کا اظہار ہو سکتا تھا۔ لیکن انکی برائیون کی روک نہ ہوسکتی تھی۔ فوجی طاقت ایک ایسا آلہ بیجان تھی جسکی ذریعہ سے مظالم کیے جاسکتے تھے۔ رومی سوسائٹی اس پست حالت مین تھی کہ ہمیشہ چاپلوسی کرنے والون اور ان وزرار کی جو بادشاہ کی غلامی کرتے رہین، کمی نہ تھی۔ یہ وزرا اپنے آقا کے مظالم، خوف، غصہ اور حرص وغیرہ کو برداشت کرتے تھے اور اف نہ کرتے تھے۔

ٹائبیریس، کیلیگولا، نیرو اور ڈومیشین کی یادگارین

رومی رعایا کو اس قسم کی پریشانیون کا تجربہ ہوچکا تھا۔ رومی شہنشاہون کے حالات فطرت انسانی کے تناقص کی ایک پوری اور مکمل تصویرین اور اگر آج ہم موجودہ زمانہ کی تاریخ مین انکے سے لوگ تلاش کرین تو نہین مل سکتے۔ ان بادشاہون مین بعض نہایت نیک خصلت اور بعض نہایت بداخلاق تھے۔ ان مین وہ لوگ بھی تھے، جو اعلی اخلاق کا بہترین نمونہ تھے اور وہ بھی تھے، جو ہمارے زمانے کے پست ترین طبقہ کی مثل تھے۔ ٹراجن اور انٹونینس کے زرین عہد سے پہلے جو زمانہ گذرا وہ ظلمت اور تاریکی سے سیاہ تھا۔ اور آگسٹس کے نالائق جانشینون کے نام گنانے سے کوئی فائدہ نہین۔ انھون نے جس شاندار تماشہ گاہ پر اپنی لاثانی کمزوری اور بداخلاقیون کا مرقع دکھایا ہے اس کی وجہ سے آج گمنامی کے قعر مین نہین پڑے ہین ورنہ آج انکا کوئی نام بھی نہ جانتا۔ خونخوار ٹائبیریس، ظالم کیلیگولا، کمزور طبیعت کا کلاڈئیس، ظالم اور عیش پرست نیرو

بہام صفت و افلیس ور کمزور و ظالم ڈومیشین ایسے تاجدار ہوئے جن پر ہمیشہ لعنت کی بوچھار ہوتی رہیگی ۔ اگر ہم وسپاسین کے مختصر اور پرسکون زمانے کو الگ کردین، تو اسی برس کے طویل عرصہ مین روم ظلم وجور کا مرکز بنا رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمہور کے زمانہ کے جو پرانے خاندان تھے، وہ تباہ ہوگئے اور تمام خوبیان اور صفات ایک ایک کرکے رخصت ہوگئین ۔

رومیون کی خاص مصیبتین جو انکو ظالم تاجدرون کی وجہ سے پیش آئین

ظالم وجابر تاجدارون کے عہد حکومت مین رومیون کو علاوہ غلامی کے اور دو خاص مصیبتون سے سامنا پڑا۔ پہلی مصیبت انکی فرضی آزادی اور دوسری مصیبت انکی فتوحات تھین۔ اِن فتوحات کی وجہ سے رومیون کی حالت ایسی خراب ہوگئی جیسی کسی زمانہ مین اور کسی ملک مین نہ ہوئی تھی ان باتون کا پہلا نتیجہ یہ تھا کہ مصیبت زدون کی ہوشیاری کا اظہار ہوا اور دوسرا یہ کہ یہ لوگ کسی طرح بھی ظالمون کے ہاتھ سے بچ نہ سکتے تھے ۔

مشرقی اقوام کی بے حسی

جب فارس مین سیفی کے جانشین حکومت کرتے تھے تو ایک قصہ یہ مشہور تھا کہ جب کوئی کسی تاجدار کے سامنے سے واپس آتا تو اسکو یہ شک ہوتا کہ میرا سر سلامت ہے یا نہین ۔ اسی خاندان کے بادشاہون کی بدمزاجی اور ظلم کی یہ حالت تھی کہ انکے دیوان، میزین، کرسیان، اور چارپائیان تک انکے مصاحبین کے خون سے آلودہ رہتی تھین۔ انسان کو جو شک تھا اسکو ان آئے دن کے واقعات سے تقویت ہوتی تھی لیکن اُس کے سر پر جو مصائب نازل ہوتے رہتے تھے، اُس سے اسکے سکون مین کوئی خلل نہ پڑتا تھا۔ اسکو معلوم تھا کہ تاجدار کے ابروون کے بل مجھکو تباہ کرسکتے ہین، اور آفات ارضی وسماوی بھی اس سے زیادہ نقصان نہین پہونچا سکتے۔ عقلمندی کے معنی یہ تھے کہ آئندہ مصائب کو بھولکر، موجودہ عیش وچین کو غنیمت سمجھے۔ بادشاہون کے غلامون کو جو نشان ملتا تھا۔ وہی خود اسکو بھی ملا تھا جو دور دراز کے ممالک مین شاید مفلس ماں باپ سے خرید لیا گیا تھا، اور غلامی کی سخت بندشون مین پرورش پا چکا تھا۔ اسکا نام، اسکی دولت، اسکی عزت وغیرہ اسکے آقا کے عطیات ہوتے تھے اور وہ جب چاہتا تھا انصافاً ان چیزون سے غلامون کو محروم کرسکتا تھا۔ مگر انسان مین اگر کوئی قابلیت تھی تو وہ یہ کہ اپنے عادات واطوار کو ہٹ دھرمی سے صحیح ثابت کرلیتا۔ اسکی زبان مین سوائے شخصی حکومت کے اور کسی قسم کی سلطنت کے لئے الفاظ تک نہ تھے مشرقی تاریخ سے اسکو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ بنی نوع انسان کی حالت ہمیشہ ایسی ہی تھی، قرآن مجید اور اس متبرک کتاب کے مفسرین سے اسکو یہ معلوم ہوا کہ سلطان وقت پیغمبر خدا کا جانشین اور ذات باری کا نمایندہ ہوتا ہے اور یہ کہ مسلمانون کے لئے صبر کرنا ہے

ضروری ہو اور رعایا کا بغیر چون وچرا کے حکم ماننا، فرض اولی ہو

رومیون کے علوم اور انکی حریت پسندی

رومیون کے دماغ، غلامی کے لئے دوسرے طریقون سے تیار تھے۔ گو یہ لوگ اپنی ملکی کمزوریون، اور فوجی فسادون مین مبتلا تھے، اُن مین حریت وآزادی کے جذبات یا کم از کم اپنے آزاد بزرگون کے خیالات باقی رہے۔ ایلیوڈیلیس[۱]، تھریسیا[۲]، ٹیسی ٹس[۳] اور پلینی[۴] نے جو تعلیم پائی تھی۔ وہ وہی تھی۔ جو کیٹو[۵] اور سسرو[۶] نے پائی تھی۔ یونانی فلسفہ سے انکو انتہائی آزادی اور انصاف کا معیار معلوم ہو چکا تھا۔ اور سوسائٹی کی ابتدائی شکل کا بھی انکو علم تھا۔ اپنے وطن کی تاریخ سے وہ ایک آزاد، فاتح، اور عہد حکومت کی قدر و منزلت کرنا سیکھ چکے تھے۔ اور آگسٹس اور سیزر کے کامیاب جرمون کی انکو نفرت تھی۔ گو ظاہر مین وہ ان خود مختار اور مطلق العنان تاجدارون کی چاپلوسی کرتے تھے لیکن باطن مین انسے نفرت کرتے تھے۔ ان لوگون نے مجسٹریٹون اور مجلس ملکی کے ممبرون کی حیثیت سے کونسل مین شریک ہو کر دنیا کے لئے ایسے قوانین بنائے تھے جنکے نام کی بدولت تاجدار کو کام کرنے کی طاقت حاصل تھی اور جو اپنے اختیارات کو ظلم وجور کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ڈامیشین، نیرو، اور وہ تاجدار جو اس کے پیرو تھے، اپنے ظلمون کو انصاف کے پردہ مین چھپاتے تھے اور باطن مین برا

---

[۱] یہ شخص آزادی کا علمبردار، فلسفہ کا دلدادہ، اور علوم وفنون کا عاشق تھا۔ وسپیسین کے حکم سے قتل کیا گیا

[۲]۔ بادشاہ نیرو کے زمانے مین، مجلس ملکی کا ممبر تھا، فقیرانہ فلسفہ کو مانتا تھا اپنے خیالات کی اشاعت مین بہت آزاد تھا اور اسی بنا پر مجلس ملکی کے اشارہ سے شاہنشاہ نے اسکو قتل کرا دیا۔

[۳] فلسفی مزاج مصنف تھا، اُس نے جو کتابین لکھی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نفس انسانی کا ماہر تھا اور حقیقت پر جان دیتا تھا۔

[۴] ابتدائے شباب مین سپاہی پیشہ تھا۔ بعد مین روم مین قانونی پیشہ اختیار کیا، علوم وفنون کا شائق تھا اور اُنکے حصول مین انتہائی کوشش کرتا تھا۔

[۵] ۲۳۴ قبل مسیح مین پیدا ہوا تھا۔ شروع مین سپاہی پیشہ تھا، بعد مین ملکی معاملات مین حصہ لینا شروع کیا۔ ضعیفی مین اُسنے یونانی ادب کی طرف توجہ کی۔ کئی ملکی عہدون پر فائز ہوا اور عمر بھر نیک پاک زندگی بسر کی

[۶] یہ مشہور مقرر ۱۰۶ قبل مسیح مین پیدا ہوا۔ فن تقریر مین کمال پیدا کر کے، وکالت شروع کی سسرو اپنے خیالات پر قائم نہ رہتا تھا۔ اور اپنے کمالات پر بہت فخر کرتا تھا۔

یہ خوش ہوتے تھے کہ ہم اس طرح مجلس ملکی کو اپنے ساتھ شریک بھی رکھتے ہین اور اُس پر قابو بھی۔ اس انتظامیہ جماعت نے آخری رومیون کو فرضی جرمون اور خوبیون کے لئے جو اُن مین موجود تھین سخت سزائین دین۔ وہ لوگ جو الزام لگاتے تھے محب وطن اور ملکی آزادی کے محافظ بن کر ملک کی عدالت کے سامنے اُن غریبون کو لاتے تھے۔ اور اندھیر یہ تھا کہ ان الزام لگانے والون کو اسکا انعام ملتا تھا۔ غلامانہ عادتون والے جج جمہوری حکومت کے اختیارات کا زبانی دعوے کرتے تھے۔ حالانکہ ان اصولون کو مجسٹریٹ[1] اول سب سے زیادہ پامال کرتا تھا اور بقیہ جج اسکے رحم وکرم کی ثنا وصفت کرتے رہتے اور غصہ کے وقت اسکے قہر سے کانپتے رہتے تھے۔ تاجدار اُنکے اس کمینہ پن کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اور چونکہ جج بھی بادشاہ سے باطن مین نفرت کرتے تھے اس وجہ سے بادشاہ بھی تمام مجلس ملکی سے ہمیشہ ناخوش رہتے تھے۔

سلطنت کے وسیع ہونے کے سبب سے جائے مفر نہ تھی

براعظم یورپ مختلف خودمختار ریاستون مین منقسم ہے۔ ان ریاستون مین زبان، مذہب، عادات واطوار وغیرہ کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس سے ایک نہایت قابل قدر بات معلوم ہوتی ہے جسکا ظہور بنی نوع انسان کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ موجودہ زمانے کا کوئی خودمختار اور مطلق العنان بادشاہ اگر ایسا ہے جسکا ضمیر اسکو ملامت نہین کرتا اور جسکی رعایا اسکے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کرتی رہتی ہے تو وہ اپنے دوسرے ہمعصرون کی حالت سے سبق لے گا۔ نکتہ چینیون سے ڈریگا۔ ہمعصرون کی صلاح پر عمل کریگا۔ اور اپنے دشمنون سے ترسان رہیگا۔ رعایا کے وہ لوگ جو اسکی ناراضگی کا باعث ہون گے وہ دوسرے ممالک مین جاکر عمدہ آب وہوا مین امن وامان سے زندگی بسر کرسکین گے۔ وہان وہ اپنی محنت سے دولت پیدا کرسکتا ہے، ناپسندیدہ باتون کے خلاف حرف شکایت زبان سے نکال سکتا ہے اور شاید اپنے پرانے دشمن سے انتقام لے سکتا ہے۔ لیکن رومیون کی سلطنت تمام دنیا مین پھیلی ہوئی تھی اور جب اسکی قسمت کا فیصلہ ایک شخص واحد کے سپرد ہوجاتا تو اسکے دشمنون کو فرار ہونے کے لئے کوئی مقام نہ ملتا۔ شاہی غلامون مین سے جب کسی شخص کو پابہ زنجیر ہوکر روم مین رہنے کا یا شہر بدر کرکے ڈینوب کے کنارے اسیر قفس مین زندگی کے دن کاٹنے کا حکم ہوتا تو اسکے لئے کوئی دوسری امید نہ تھی۔ سر تسلیم خم نہ کرنا اور زیادہ مضر تھا اور فرار کرنا غیر ممکن۔ ہر طرف زمین اور سمندر کے وسیع حصے موجود تھے اور اگر وہ بھاگتا تو اسکے لئے کامیابی غیر ممکن تھی

---

[1] یعنی تاجدار وقت

یقیناً وہ گرفتار ہو جاتا، اور پھر اپنے ناراض آقا کے سامنے پیش ہوتا۔ اگر بفرض محال وہ حدود سلطنت سے باہر نکل بھی جاتا تو بھی کوئی فائدہ نظر نہ آتا تھا کیونکہ سلطنت کے باہر سمندرون، ناقابل گذر ریگستانون، اور وحشی قبائل کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ان قبائل کے عادات واطوار نہایت ظالمانہ تھے انکی زبان دوسری تھی۔ بعض سمتون مین ایسے چھوٹے چھوٹے تاجدار تھے جو روم کے ماتحت تھے اور مجرمون کو پکڑ کر شاہنشاہ کے پاس بھیج کر اسکی خوشنودی حاصل کرنے مین ذرا بھی پس وپیش نہ کرتے بستمرو نے منفرد مارکلیس سے کہا تھا کہ "تم جہان کہین بھی جاؤ تم کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ہم ہر جگہ فاتح تاجدار کے قبضہ قدرت مین ہین۔"

باب چہارم

کموڈس کے مظالم حمایتین اور قتل پرٹینکس کا انتخاب اور اسکی کوششین حکومت کی اصلاح کے بارے مین محافظ سپاہ کے ہاتھون قتل ہونا

مارکس کی نرمی

مارکس کی نرم دلی اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ باوجود فقیرانہ فلسفہ کی سختیون کے وہ پوری طور پر پیرا نہ ہوسکی۔ اور یہی اسکی ایک کمزوری ہے۔ وہ نہایت سمجھدار تھا لیکن اپنے دل کی صفائی کی وجہ سے اکثر نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ وہ جو فروش گندم نما، جو اپنے جذبات کو چھپا کر تاجدارون کے جذبات کا مطالعہ کرتے ہین، فلسفی مزاج اور دنیا سے بے تعلق بن کر، اس کے پاس پہونچے اور اس سے انعامات اور اختیارات حاصل کیے۔ اس نے جو رعایتین اپنے بھائی، اپنی بیوی، اور اپنے لڑکے کے ساتھ کین وہ غیر معقول تھین اور وہ رعایتون کی حد سے گذر کر ملکی نقصانون کی صورت مین ظاہر ہوئین کیونکہ انکی تقلید کی گئی اور اس سے برے نتائج ظاہر ہوئے۔

فاسٹینا کے ساتھ اسکی تعلقات

فاسٹینا جو پیس کی بیٹی اور مارکس کی بیوی تھی عشق بازی مین اتنی ہی مشہور تھی جتنی اپنے حسن کی بدولت۔ خیال یہ تھا کہ فلسفیانہ اور متین سادگی کے ساتھ اس متنوع پسند آوارگی کا جو ذلیل ترین انسانون مین بھی خوبیان دیکھ لیتی اتصال نہین ہوسکتا۔ زمانہ قدیم کا دیوتا کیوپڈ جذبات پرست تھا اور چونکہ ایک ملکہ کی عشق بازی، ترقی کا باعث ہوتی ہے اسوجہ سے تعلقات کی بنا جذبات عشق پر نہین ہوتی۔ تمام سلطنت مین صرف مارکس ہی ایک ایسا شخص تھا

جو فاسٹینا کی ناشایستہ حرکات سے لاعلم اور غیر متاثر معلوم ہوتا تھا۔ ان حرکات سے جیسا کہ ہر زمانے کا قاعدہ ہی غریب شوہر کی ذلت ہوتی تھی۔ اُس نے اپنی بیوی کے کئی عاشقوں کو معزز اور پرمنفعت عہدے دیئے اور تیس برس کی متاہل زندگی میں وہ ہمیشہ اس کی عزت کرتا رہا اور اُس نے کبھی کسی قسم کا شبہ نہیں کیا۔ اُسکے مرنے کے بعد بھی مارکس کے خیالات میں فرق نہ آیا۔ اور وہ ہمیشہ اسکا نام عزت لیتا رہا۔ عبادت کے موقع پر وہ دیوتاؤن کا شکریہ ادا کرتا تھا کہ مجھکو ایسی وفادار، شریف، اور سادہ طبیعت کی بیوی ملی ہی، اور اُس کی خواہش پر جا بلوس مجلس ملکی نے فاسٹینا کو دیویوں کی قطار میں جگہ دی۔ مندر میں اس کے خصوصیات وہی ٹھہرائے گئے جو جونو، وینس اور سیرس کے تھے یہ قانون بنایا گیا کہ جب کسی لڑکے لڑکی کی شادی رچائی جائے تو دولھا دلھن دونون پارسا دیوی کے سامنے وفاداری کی قسم کھایا کرین۔

کموڈس کیساتھ اسکے تعلقات

باپ کی خوبیوں کے مقابل میں بیٹے کی جو خرابیاں ہیں انسے مارکس کی خوبیوں پر ایک حد تک پردہ پڑگیا ہی مارکس پر اس بات کا الزام لگایا جاتا ہی کہ اس نے اپنے نااہل بیٹے کی خاطر لاکھوں آدمیوں کے آرام و آسایش کا کوئی خیال نہین کیا اور اُس نے غیروں کے مقابلہ مین اپنے بیٹے کو تخت نشینی کے لئے انتخاب کیا۔ اصل یہ ہی کہ مارکس کو اپنے بیٹے کی اصلاح کا بڑا خیال تھا اُس نے اس غرض سے مُلک کے بڑے بڑے عقلا سے صلاح لی اور اون کی رائے سے کوئی بات اُٹھا نہی جو اس نے نہ کی ہو۔ اُس نے وہ تدبیرین اختیار کین جنسے اسکی خراب عادتین ترک ہوجائین، اور وہ اُس تخت پر بیٹھنے کا اہل ہوسکے جسکا وہ حقدار تھا۔ لیکن تعلیم سوائے ان لوگوں کے جو اُس کے اہل ہوتے ہین، دوسرون کے لئے بیکار ثابت ہوتی ہی فلسفی دماغ باپ کی تمام تعلیم اس وقت بیکار ہوجاتی جب کموڈس کے کان مین اسکا کوئی پیارا رفیق کچھ کہہ دیتا۔ اور جب مارکس نے اسکو چودہ یا پندرہ برس کی عمر مین حکومت مین برابر کا حصہ دار بنا لیا، تو اُس نے خود اپنے بیٹے کی حالت اور خراب کردی۔ اس کے بعد مارکس صرف چار برس اور زندہ رہا۔ لیکن انھین چار برسون مین اسکو اپنی جلدبازی کا افسوس کرنا پڑا کہ مین نے کیون کموڈس کو سلطنت کا حصہ دار بنا کر اس قابل کردیا کہ وہ اپنے کو عقل اور قانون سے بالاتر سمجھیگا۔

کموڈس کی تخت نشینی

اکثر وہ جرائم جنسے سوسائٹی کی اندرونی زندگی کو نقصان پہونچتا ہی وہ ہوتے ہین جو ان قوانین کا نتیجہ ہین جو ضروری ہین لیکن جنکی بنیاد مساوات پر نہین ہی۔ ایسے قوانین سے بعض لوگون کے دلون مین ناجائز طریقے سے کسب زر کی خواہش پیدا ہوتی ہی کیونکہ وہ دیکھتے ہین کہ وہ چیزین جنکی طمع سب کو ہوتی ہی، صرف چند خوص لوگون کے گھرون تک محدود ہین تمام دوسرے جذبات اور خواہشات سے زیادہ زبردست خواہش حصول طاقت کی ہوتی ہی کیونکہ ہر شخص کا

غرور، دوسرون کو اپنے ماتحت و محکوم دیکھنا چاہتا ہی۔ لیکن ملکی فسادون کے موقعون پر سوسائٹی کے قوانین بے کار ہو جاتے ہین اور انکی جگہ ہمدردانہ اور مساویانہ اصول پر عمل نہین کیا جاتا. لڑائی کا جوش، فتح کا غرور، کامیابی سے نا امیدی، آئندہ پیش آنے والے خطرات اور گذشتہ نقصانون کی یاد سے دل مین ہمدردی کے جذبات فنا ہو جاتے ہین اور انسان غصہ اور غرور سے اندھا ہو جاتا ہی۔ ایسے مقاصد پیش نظر رکھنے کا نتیجہ یہ ہی کہ تاریخ کا ایک ایک ورق شہیدون کے خون سے رنگا ہوا ہی۔ لیکن کموڈس[١] کے سامنے اس قسم کے مقاصد نہ تھے وہ محض اپنی خوشی کے لئے گناہون کے خون سے اپنا دامن آلودہ کرتا تھا۔ جب مارکس کا یہ لاڈلا بیٹا تخت نشین ہوا ہی، تو مجلس ملکی اور افواج کی مسرت کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اور جب وہ تخت نشین ہو لیا تو اُس نے دیکھا کہ نہ تو کوئی میرا ند مقابل ہی جس سے مین مقابلہ کرون اور نہ کوئی دشمن ہی جسکی سرکوبی کرون اس پرسکون حالت مین یہ بالکل فطری امر تھا کہ وہ بنی نوع انسان سے نفرت کرنے کے بجائے اُنسے محبت کرتا اور پانچ گذشتہ تاجدارون کی معمولی فتوحات کو نیرو اور ڈومیشین کی قسمت سے بہتر سمجھتا۔

کموڈس کی عادات و اطوار

بعض مصنف لکھتے ہین کہ کموڈس اس خونخوار درندہ کی مثل تھا جس کا کام ہی یہ ہی کہ وہ دوسرون کو مار کر اپنا پیٹ بھرے لیکن یہ بات واقعہ کے بالکل خلاف ہی اُس مین بچپن سے انسانی ہمدردی و مہربانی کے جذبات موجود تھے۔ قدرت سے اسکو کمزور دل ملا تھا نہ کہ ظالم۔ اسکی طبیعت کی سادگی اور کمزوری نے اسکو اسکے متعلقین کا آلۂ ہیجان بنا دیا۔ اور اِن لوگون نے اسکو بگاڑ دیا۔ اس کا ظلم شروع شروع مین دوسرونکی خواہش کے مطابق ہوتا تھا، لیکن رفتہ رفتہ اس نے عادت کی شکل اختیار کر لی اور بعد مین تو یہ اسکی سب سے زبردست فطرت ثانیہ بن گئی

روم کی واپسی

جب اُس کا باپ مرا تو کموڈس نے دیکھا کہ میرا فرض ہی کہ ایک بڑی فوج کو سنبھالون اور قوادی اور مارکومنی قبیلون پر چڑھائی کرون، وہ کمینہ اور بدچلن نوجوان جنکو مارکس نے شہر بدر کر دیا تھا، پھر وطن مین واپس آئے اور شاہنشاہ کموڈس پر خاص اثر جما لیا۔ انھون نے اُس کے سامنے اِن دقتون اور خطرون کا ذکر کیا جو دریائے ڈینوب کے اُس پار والے ممالک مین فوج کشی کرنے سے پیش آنے والے تھے۔ اور اُس سست شہزادہ کو اس بات کا پورا یقین دلا دیا کہ آپ کا نام اور آپکے افسرون کی نبرد آزمائی وحشیون کو شکست دینے کے لئے کافی ہی یا یہ کہ یہ وحشی قبائل اُن شرایط کو منظور کر لین گے جو ہمارے لئے جنگ سے زیادہ مفید ہونگے جن چیزون کا کموڈس شایق تھا، اُون کو پورا کرکے

---

[١] مارکس کا بیٹا۔

ان نالائق مصاحبون نے اس آرام، شان وشوکت، اور اطمینان کا جو اسے روم مین میسر تھے بینونیا کے میدان جنگ کے جھگڑے بکھیڑون سے مقابلہ کیا اور بتایا کہ وہان نہ اطمینان نصیب ہوگا اور نہ عیش وعشرت کے سامان۔ اس عرصہ مین جبتک یہ نہ طے کر سکا تھا کہ اپنی خواہشون پر چلون یا اپنے باپ کے وقت کے نیک صلاح دینے والون کی جنسے وہ اب بھی ڈرتا تھا نصیحت مانون، موسم گرما گذر گیا اور وہ دوسرے موسم خزان تک دار الحکومت مین نہ داخل ہو سکا۔ اُس کے خوبصورت جسم، عمدہ طرز گفتگو، اور فرضی صفات حمیدہ سے لوگ اسکو بہت پسند کرتے تھے اُس نے وحشیون سے ایک مخاصمہ کیا، اور اس سے ہر جگہ امن وچین کا دور دورہ ہوگیا۔ اسکو روم آنے کا جو شوق تھا، اسکا باعث لوگون نے اسکا حب وطن قرار دیا۔ اور جب ایک انیس برس کے شہزادہ کے ساتھ ناجائز تعلقات کو اس نے اپنی تمام مسرتون کا مرکز قرار دے لیا تو لوگ دبی زبان سے اس کی شکایت کرکے خاموش ہو جاتے تھے۔

اُس کے عہد سلطنت مین، مارکس کے اُن وفادار صلاح کارون نے جنکی سپردگی مین اُس نے کموڈس کو دیا تھا سلطنت کے نظام حکومت کو ویسا ہی قائم رکھا جیسا مارکس کے زمانے مین تھا۔ کموڈس بھی اُن لوگون کی قدر ومنزلت کرتا تھا۔ نوجوان شہریار اور اس کے ساتھی شاہانہ شان وشوکت کی بدولت مزے اُڑاتے تھے لیکن ابتک قتل وغارت کا بازار گرم نہ ہوا تھا۔ اُس نے اس عرصہ مین بعض اوقات ایسے فیاضانہ خیالات کا اظہار کیا تھا جنسے یہ اُمید ہو سکتی تھی کہ اسکے عادات واطوار پسندیدہ ہونگے۔ لیکن ایک خوفناک واقعہ نے اسکی عادتون کو ایک خاص راستہ پر لگا دیا۔

کموڈس پر حملہ ایک دن جب رات کے وقت شاہنشاہ، ایک تنگ ڈیوڑھی مین ہو کر تماشہ گاہ سے محل کو واپس آ رہا تھا۔ ایک قاتل ننگی تلوار لئے جھپٹا اور کہا "مجلس ملکی نے تمھارے واسطے یہ انتظام کیا ہے" لیکن قاتل رعب کی وجہ سے وار نہ کر سکا۔ محافظ سپاہ نے اسکو قید کر لیا اور اُس نے سازش کرنے والون کا پتہ بتا دیا۔ یہ سازش باہر ملک مین نہین بلکہ محل سے شروع کیگئی تھی۔ لوسیلا نے جو کموڈس کی بہن اور لوشیس ویرس کی بیوہ تھی اور بیوہ ہونے کی وجہ سے کموڈس کی بیوی سے حسد کرتی تھی، قاتل کو حملہ کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ اُس نے اپنے دوسرے شوہر کو اس تجویز سے مطلع نہین کیا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ کلاڈیس پمپیانس مجلس ملکی کے نہایت وفادار اور سمجھدار ممبرون مین سے تھا۔ اُس کے عادات واطوار فاسٹینا کے سے تھے اور اُس کے زمرہ عشاق مین ایسے لوگ بھی تھے جو اسکے جذبات لطیف کا لحاظ رکھتے ہوئے، اسکی خاطر مشکل سے مشکل اور نازک سے نازک کام کرنے کے لئے تیار تھے سازش کرنیوالے اپنی سزا کو پہونچے اور شہزادی لوسیلا کو پہلے جلاوطنی اور بعد مین موت کی سزا دی گئی۔

کموڈس مجلس ملکی سے متنفر تھا اور اب انپر مظالم کرنے لگا

لیکن قاتل کے الفاظ، کموڈس کے دل مین جگہ پا گئے تھے، اور اُس کے قلب پر ایسا اثر ہوا تھا کہ وہ ان الفاظ کو کسی طرح نہ بھول سکتا تھا، وہ مجلس ملکی سے خوفزدہ ہو کر، اُس سے نفرت کرنے لگا تھا، اون وزراء کو جنکو وہ خود رلائے خیال کرتا تھا، اب انھین اپنا باطنی دشمن خیال کرنے لگا، کچھ لوگون نے یہ دیکھکر کہ بادشاہ اور مجلس ملکی مین ناچاقی پیدا کرنا، اور اُنکی سازش ثابت کرنا چاہتا ہو۔ اپنا رسوخ بڑھا لیا۔ حالانکہ یہ لوگ پچھلے عہد حکومت مین بے کار خیال کیے گئے تھے اور معدوم ہو چلے تھے۔ اُس جماعت مین جسے مارکس قومی کونسل خیال کرتا تھا، نہایت معزز رومی شریک تھے لیکن حفظ مراتب کا خیال جرم قرار پایا جو لوگ سر اغرسانی کا کام کرتے انکو انعامات دیئے جاتے جس سے وہ اپنے کام کو اور زیادہ سرگرمی سے انجام دیتے تھے اور عمدہ عادات واطوار کے معنے یہ تھے کہ کموڈس کے افعال کی بہ دہ دری ہو تی تھی بڑے عہدون کے پانے والون کی نسبت خیال تھا کہ وہ اپنے کو تاجدار سے زیادہ اہل سمجھتے ہین۔ جو لوگ باپ کے دوست تھے وہی بیٹے کے دشمن ہو گئے جن لوگون پر شکوک ہوتے اُن کے ثبوت فوراً مل جاتے اور اگر کسی پر مقدمہ چل جاتا تو سزا ہونا یقینی تھا۔ اگر مجلس ملکی کے کسی معزز ممبر کے قتل ہونے پر لوگ افسوس کرتے تو انکو موت کی سزا ملنی لازمی تھی، اور جب کموڈس ایک دفعہ انسان کا بے گناہ خون بہا چکا، تو اسکے لئے افسوس اور نرم دلی بے معنی الفاظ رہ گئے۔

کونٹیلین بھائی

جتنے لوگ اسکے مظالم کا شکار ہوئے ان مین سے کسی کا بھی اتنا غم والم نہین کیا گیا جتنا کونٹیلین خاندان کے دو بھائیون کا، تڑیانس اور میکسی مس کا، ان دونون پر برادرانہ محبت والفت کا خاتمہ ہو گیا تھا اور اسی محبت کی بدولت وہ اتنے مشہور ہو گئے ہین۔ انکا علم وفضل انکے باہمی کام اور مسترتین مشترکہ ہوتی تھین۔ انکی ریاست بہت بڑی تھی لیکن انکو اسکی تقسیم کا خیال تک نہ آیا۔ اور آج تک ایک عہدنامہ کے بعض ٹکڑے موجود ہین جنکو اُن دونون نے ایک ساتھ کیا تھا۔ اُنکے ہر فعل سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم دو ہین، لیکن روح ایک ہو۔ بادشاہ انیٹونینس نے جو اُنکے کمالات کی قدر کرتا تھا، انکو مجسٹریٹ اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ جب مارکس تخت نشین ہوا تو اُس نے ان دونون کو یونان کا ملکی انتظام سپرد کر دیا۔ اس کے علاوہ اُس نے ان کو فوجی عہدہ بھی دیا اور وہ دونون جرمنون پر فتحیاب ہو کر لوٹے۔ کموڈس کے مظالم نے ہو کے وقت بھی دونون کو ساتھ رکھا۔

دلیریہ کات پینٹنس

جب ظالم کموڈس مجلس ملکی کے شریف ترین ممبرون کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا تو اُسکا غصہ اُس شخص پر ٹوٹا جو ظلمون کا اصل باعث تھا۔ جب کموڈس اپنے ظلمون اور عیش وعشرت

مین مشغول تھا تو ملکی کام اُس نے پرتنیز کے حوالہ کردیئے تھے پیرتنیز ایک غلامانہ طبیعت کا آدمی تھا اور نہایت درجہ حریص تھا۔ اُس نے وزارت پہلے وزیر کو قتل کرکے حاصل کی تھی لیکن یہ ماننا پڑیگا۔ کہ اُس مین ایک خاص لیاقت اور کام کرنے کا مادہ موجود تھا زبردستی روپیہ لے کر اور رؤسا کی ریاستین ضبط کرکے، اُس نے بہت زیادہ دولت جمع کرلی تھی، محافظ سپاہ اسکے ماتحت تھی۔ اور اس کا لڑکا جس مین فوجی قابلیت خصوصیت سے موجود تھی، الیرین فوج کا سردار تھا۔ پیرتنیز کو سلطنت کی ہوس تھی یا کوئی ایسی بات تھی جس کا جرم کموڈس کے نزدیک ایسا ہی سنگین تھا۔ اُس مین سلطنت پر قبضہ کرنے کی قابلیت موجود تھی اور اگر اُسے موقع ملتا تو شاید وہ ایسا ہی کرتا لیکن وہ قید کرکے موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا سلطنت کے ایام مین ایسے وزرار کا اوبار بہت معمولی واقعہ تھا لیکن یہ واقعہ ایک خاص وجہ سے اور بھی پیش آگیا اور اُس سے یہ ثابت ہوگیا کہ پابندی کس قدر غیر ضروری چیز خیال کی جانے لگی تھی وہ فوجین جو برطانیہ کو روانہ ہوئی تھین۔ پیرتنیز کے طرز حکومت سے بہت سے ناراض تھین اُنھون نے پندرہ سو آدمی انتخاب کئے۔ اور اونکو اس پر آمادہ کیا کہ تم روم جاؤ اور شہنشاہ کے روبرو ہمارے شکایات کو پیش کرو۔ ان فوجی لوگون نے جنکو شکایتین تھین، اپنے مستقل برتاؤ، فوجون کے جوش وخروش، اپنی طاقت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرکے، اور کموڈس کو خوف زدہ کرکے وزیر کی موت کا حکم صادر کرا دیا۔ کیونکہ انکی شکایتین دور کرنے کی یہی ایک سبیل تھی۔ جب ان دور دراز کی فوجون کو اپنی طاقت پر بھروسہ اور مرکزی حکومت کی کمزوری کا علم ہوگیا تو اس سے آیندہ بڑے بڑے انقلابات ظہور پذیر ہوئے

میٹرنس کا علم بغاوت بلند کرنا

ملکی معاملات جس بے پروائی سے انجام دیئے جاتے تھے ان کا حال، ایک نئی شورش سے ظاہر ہوگیا حالانکہ اُس کی ابتدا، نہایت معمولی باتون سے ہوئی تھی۔ فوج مین سے لوگ رفتہ رفتہ الگ ہونے اور حکومت کا ساتھ چھوڑنے لگے اور بجائے اسکے کہ وہ فوج سے الگ ہوکر اپنے بچنے کی فکر کرتے اور کسی سمت کو نکل جاتے۔ اُنھون نے راستے روکنا شروع کئے، میٹرنس نے جو ایک معمولی سپاہی تھا، اپنی حیثیت سے زیادہ دلیری اور ہمت دکھائی اور ان لٹیرون کی جماعت سے فوج بنا کر، قید خانون پر حملہ آور ہوا، غلامون سے کہا کہ تم اپنی آزادی کا اعلان کردو اور اُس کے بعد گال اور اسپین کے امیر اور غیر محفوظ باشندون کو لوٹ لیا۔ اور اسکی اُسے کوئی سزا نہین ملی جب شاہنشاہ نے اپنے صوبہ دارون کو حکمنامہ روانہ کئے تو وہ لوگ جو ابتک نہایت عیش وعشرت سے زندگی بسر کر رہے تھے اور بادشاہ کے حالات کو دیکھتے اور اسکی نقل کر رہے تھے، خواب غفلت سے یکبارگی چونک اُٹھے۔ میٹرنس نے دیکھا کہ مین اب گھر گیا ہون اور یقین ہے کہ مین شکست کھا جاؤنگا۔ اس کے لئے آخری تدبیر یہی رہ گئی تھی کہ وہ مایوسی کی آخری کوشش ادا کرے۔ اُس نے اپنے پیروون کو حکم دیا کہ تم لوگ

متفرق ہو جاؤ اور مختلف بھیس بدلکر کوہ آلپس کے درّون مین ہوکر روم چلو۔ اور وہان قابیل تہوار کے موقع پر جب آزادانہ افعال کی اجازت ہوتی ہے، تم لوگ موجود رہنا۔ کموڈس کے قتل کرنے اور خالی تخت پر قبضہ کرنے کی جس شخص کو خواہش ہو، وہ معمولی لڑاکو نہین ہوسکتا۔ اُس کی تجویز پر اس عمدہ طریقہ سے عمل کیا گیا کہ کسی کو اطلاع نہ ہوئی اور اس کے بہتیرے روم کی سڑکون پر منتشر ہوگئے۔ اور اسوقت جب کہ وہ اپنی تجویز کو عمل مین لانے ہی والا تھا، اُس کے ایک ہمراز نے اُس کا راز فاش کردیا اور اس طرح اس کی تجویز خاک مین مل گئی۔

وزیر کلینڈر

وہ بادشاہ جو دوسرون پر اعتبار نہین کرتے عام طور پر اُن لوگون کو ترقی دیتے ہین جو کسی طرح بھی مراعات کے اہل نہین ہوتے اور شاہون کو خیال یہ ہوتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہمارے ہماری نظر کرم کے محتاج ہوتے ہین۔ اس لیے ہمارے خیرخواہ رہین گے۔ کلینڈر جو پیرنینر کا جانشین ہوا فریجیا مین پیدا ہوا تھا۔ وہ اس قوم سے تھا، جو محکوم رہنے کی عادی تھی لیکن جس مین ہٹ دھرمی اور ضد انتہا سے زائد موجود تھی۔ اور یہ لوگ صرف سختی سے دبے رہتے تھے۔ وہ اپنے وطن سے روم مین بحیثیت ایک غلام کے آیا تھا۔ اور اسی حیثیت سے وہ شاہنشاہ کے محل مین خدمت پر مامور ہوا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اپنے تئین بادشاہ کے لیے بہت مفید ثابت کیا اور اس مرتبہ پر پہونچ گیا جہان پہونچنے کی ہر شخص کو تمنا ہوتی ہے۔ بہ نسبت پیرنینر کے اسکو اپنے آقا پر زیادہ قدرت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ کلینڈر مین نہ کوئی خاص قابلیت تھی اور نہ اسکی عادات و اطوار ہی عمدہ تھین جس سے بادشاہ کو حسد ہوتا یا وہ اُس پر اعتماد نہ کرسکتا۔

اسکی حرص اور ظلم

اس کے دل مین انتہا سے زیادہ لالچ تھا اور اسی اصول پر وہ حکومت کرتا تھا۔ مجسٹریٹ اعلیٰ، امیر شہر، اور صلاح کار وغیرہ کے جو عہدہ ہوتے تھے اونکو وہ علانیہ فروخت کرتا تھا اور اگر کوئی شخص ان عہدون کو اپنی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ دیکر نہ خریدتا، تو یہ ایک قسم کی توہین خیال کیجاتی تھی۔ وہ عہدے جن سے خاص آمدنی ہوتی تھی جب صوبون مین صوبہ دارون کے توسل سے لوگون کو ملتے تھے تو نئے عہدہ دارون سے رقم وصول کی جاتی تھی اور اس مین سے صوبہ دار اور وزیر دونون کو حصہ ملتا تھا۔ قوانین پر جو عملدرآمد ہوتا تھا وہ عارضی تھا۔ اگر کوئی مجرم مالدار ہوتا تو وہ اپنے روپیہ کے زور سے نہ صرف سزا سے بچ جاتا بلکہ مدعی گواہون اور جج سب سے بدلہ لے سکتا تھا

ان تدبیرون سے کلینڈر نے تین برس کے قلیل عرصہ مین اتنی دولت جمع کرلی جتنی کوئی آزاد شدہ غلام کبھی نہین کرسکتا تھا۔ کموڈس ان تحائف کو پاکر خوش ہوتا تھا جو مکار مصاحب اُس کے سامنے موقع موقع سے پیش کرتا رہتا۔ اس غرض سے کہ عوام کی توجہ اس طرف مائل نہو وہ شاہی نام سے غسلخانہ، جلوخانے اور دنگل وغیرہ عوام کے

استعمال کے لئے بنوا آتا تھا۔ اور اس خیال مین تھا کہ رومی رعایا اس کے ان ظاہرا فیاضانہ افعال کو بنظر تحسین دیکھیگی
اور اس طرح ان خوبی سرقون پر نظر نہ کرے گی جو روزانہ پیش آتے تھے وہ سمجھتا تھا کہ عوام ' بر ہوس کے قتل کو بھی
فراموش کر دینگے جس کی قابلیت کی وجہ سے ، شاہنشاہ نے اسکو اپنی بیٹی بیاہ دی تھی اور یہ کہ ایزیس انیٹونیو کے قتل پر
بھی لوگ خاموش رہین گے ، جو انیٹونینیس کے نام اور خاندان کا آخری وارث تھا ۔ بائرہوس نے سچائی سے لیکن
بیوقوفی سے اپنے سالے سے کلینڈر کے اصلی عادات و اطوار کا ذکر کر دیا ، ایریس انیٹونیو کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ایشیا
کے مدارالمہام ہونے کی حالت مین اس کے ایک نالائق دوست کو واجبی سزا دی تھی ۔ پیر نیز کے مرنے کے بعد ،
کوڈس کے ظلمون نے دوسری صورت اختیار کی اور بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نیک نیتی سے حکومت کر رہا ہو ۔ اس نے
اپنے ایک قابل نفرت قانون کو منسوخ کر دیا اور اپنے افعال پر عوام کے سامنے لعنت بھیجی اور ان سب غلطیون کو اس
وزیر کے سر تھوپ دیا جو شباب کی تمام غلطیون کا ذمہ دار تھا لیکن اسکی یہ توبہ صرف ایک ماہ قائم رہی اور جب کلینڈر
کے مظالم شروع ہوے تو اکثر لوگ پیر نیز کے عہد حکومت کو یاد کر کے افسوس کرتے تھے ۔

کلینڈر کی سازش اور موت

روم کے دربار شاہی کی طرف سے جو مظالم نہ ہوتے تھے وہ قحط اور
وبا سے پورے ہو جاتے وبا کی نسبت تو یہ عقیدہ تھا کہ وہ دیوتاؤن کے
غصہ اور نفرت کا نتیجہ ہو لیکن قحط کی نسبت یہ خیال تھا کہ اسکا
باعث وہ غلہ ہے جسکو وزیر کلینڈر نے اپنی دولت اور طاقت کے
بھروسہ پر جمع کر لیا ہے کچھ زمانہ تک لوگ اس کے متعلق سرگوشیان کرتے رہے لیکن آخر کار
جب ایک موقع پر بہت لوگ جمع تھے یہ بات پھیل گئی لوگ اس موقع پر خوشی منا رہے تھے انھون نے
اس کو تو چھوڑ دیا اور انتقام کے مسرت سے لطف اندوز ہونے چلے ۔ وہان سے ذرا دور پر ایک محل تھا جہان بادشاہ اکثر
اپنا وقت تنہائی مین گذارتا تھا ۔ یہ لوگ گروہون مین منقسم ہو کر وہان پہونچے اور بادشاہ سے درخواست کی کہ کلینڈر کا
سر قلم کر کے ہمارے حوالہ کیا جائے ۔ کلینڈر نے جو کہ محافظ فوج کا سردار تھا سوارون کے ایک دستہ کو حکم دیا کہ ان سازش
کرنے والون پر حملہ کر کے ان کو پراگندہ کر دو اب مجمع شہر کی طرف لوٹا بہت لوگ مارے گئے اور اکثر دب دب کر مر گئے
لیکن جب تعاقب کرنے والے سوار شہر کی سڑکون پر پہونچے تو ان پر لوگون نے پتھرون اور تیرون کی بوچھار کر دی
اور تعاقب کرنے سے روک دیا لیکن عین اسی موقع پر محافظ سپاہ کے پیدل سپاہیون نے جو سوارون کے اختیارات
پر حسد کرتے تھے ، عوام کا ساتھ دیا ۔ جھگڑا بڑھ گیا اور اس نے جنگ کی صورت اختیار کر لی ۔ اور یہ خوف پیدا ہوا کہ
اس کا خاتمہ قتل عام پر ہوگا آخر کار محافظ سپاہ کے سوارون نے سپر ڈال دی ۔ مخالفین کی تعداد اور جوش کی
وجہ سے یہ لوگ پیچھے ہٹے اور دوگنے جوش سے اس محل کے پھاٹک پر حملہ آور ہوئے جس مین کموڈس اطمینان سے

عیش وعشرت مین پڑا ہوا تھا اور اس خانہ جنگی سے لاعلم تھا۔ اگر کوئی شخص اس خراب خبر کو لیکر اس کے پاس جاتا تو اس کی موت یقینی تھی۔ کموڈس اس بیخبری کے عالم مین قتل ہوجاتا اگر دو عورتین، جن مین سے پہلی اسکی بڑی بہن فیدطلا اور دوسری اسکی محبوب ترین معشوقہ مارشیا اسکے پاس اس خبر کو نہ لیجاتین یہ دونون روتی ہوئی اور بالون کو پریشان کئے ہوئے اس کے قدمون پر گر پڑین اور بدحواسی کے عالم مین زبان نے جہان تک یاوری کی وہان تک انھون نے وزیر کلینڈر کے جرمون، عوام کے جوش اور اس آتی ہوئی تباہی کا حال کہہ سنایا۔ جو تھوڑی دیر مین اسکے محل اور اسکی ذات کو بھی نہ چھوڑتی۔ کموڈس اپنے عیش وعشرت کے خواب سے بیدار ہوا اور حکم دیا کہ کلینڈر کا سر کاٹ کر، باہر سڑک پر پھینک دیا جائے جب لوگون کا مقصد حاصل ہوگیا تو جوش بھی فرو ہونے لگا۔ اور کموڈس کے لئے یہ ممکن ہوگیا کہ وہ اپنا اعتبار اور عزت دوبارہ حاصل کرے۔

کموڈس کی مذموم عیش پرستی

لیکن کموڈس کے دل مین انسانیت اور نیکی کا کوئی جذبہ باقی نہ رہا تھا۔ اس زمانے مین جب کہ حکومت کی باگ اس نے ایسے نااہلون کے ہاتھ مین دے دی تھی اسکو سوائے اس کے اور کسی چیز کی ضرورت نہ تھی کہ مجھکو ہمیشہ اپنی خواہشات نفسانی پورے کرنے کی پوری آزادی رہے۔ وہ گھنٹون اپنے حرم مین رہتا تھا جہان تین سو خوبصورت عورتین اور اتنے ہی خوبصورت لڑکے ہر طبقہ اور ہر صوبے کے موجود تھے اور جب بہلانے پھسلانے سے کام نہ نکلتا تو شہوت پرست، عاشق مزاج بادشاہ زبردستی پر اتر آتا۔ قدیم مورخون نے، اس حرامکاری کے حال کو جہان نہ اعتدال کا خیال کیا جاتا تھا اور نہ قوانین قدرت کا، خوب بشرح وبسط لکھا ہے لیکن اسکے اس بیان کو موجودہ زبان مین تہذیب وصفائی کی وجہ سے بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ حرامکاری کے علاوہ اپنے دیگر اوقات کو، وہ تاجدار نہایت مذموم مسرتون کے حاصل کرنے مین صرف کرتا تھا۔ مہذب زمانہ، اور اس تعلیم سے جو اُسے نہایت مشکلون کے بعد دی گئی تھی،

جہالت اور شکار

اس کے جاہلانہ دماغ پر کوئی اثر نہ ہوا تھا اور وہ رومی بادشاہون مین سے پہلا شخص تھا جسے دماغی مسرتون سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ نیرو تک کو موسیقی اور شاعری جیسے فنون لطیفہ مین کمال حاصل کرنے کا یا تو شوق تھا اور یا وہ ظاہر کرتا تھا کہ مجھے ان چیزون کا شوق ہے اور ہم کو اس کے اس شوق پر سخت ملامت کرنے کا کوئی حق نہ ہوتا، اگر وہ اس کو معمولی حد تک رہنے دیتا لیکن اُس نے اس دلچسپی کو اپنی زندگی کا مقصد اور اہم ترین کام قرار دے لیا۔ لیکن کموڈس کے عہد طفلی ہی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُن تمام چیزون سے متنفر ہے جنکا آزادی اور عقل سلیم سے تعلق ہے اور اسکو ان چیزون کا شوق ہے جو نہایت ذلیل ہین مثلاً سرکس، تماشہ گاہ، شمشیر بازون کی لڑائی، اور آدمیون اور جنگلی جانورون کے مقابلہ مین اُس کو خاص لطف آتا تھا۔ وہ کامل لوگ جو کسی نہ کسی علم یا فن مین پوری مہارت رکھتے اور جنکو مارکس نے اسکی تعلیم وتربیت کے لئے دور دور سے

بلایا تھا، اسکو کسی طرح اپنی طرف مائل نہ کر سکے۔ ان کے مقابل مین وہ حبشیون اور پارتھیا کے رہنے والون سے
جو اسکو نیزہ بازی اور تیراندازی کی تعلیم دیتے، زیادہ خوش رہتا اور ان چیزون کی مشق کرتا تھا۔ اُس نے بہت
جلد اپنے استادون کے برابر نشانہ بازی اور ہاتھ کی صفائی مین مشق بہم پہونچا لی تھی۔

جنگلی جانورون کا شکار

غلامانہ زندگی بسر کرنے والے جنگلی روزی کا دارومدار تاجدار کی بُری عادتون پر تھا، کموڈس کی ہر بات کی تعریف کرتے تھے ان دغابازانہ چاپلوسیون سے اسکو خیال ہوا
کہ اس قسم کی باتون سے اور نیمین کے شیر کو مارنے، اور اریمنتھس کے جنگلی سور کو مارنے سے یونانی ہرکیولیز کو دیوتاؤن
اور انسان کے ناقابل فراموش افسانون مین جگہ ملی تھی۔ لیکن انھون نے اس بات کا خیال نہین کیا کہ سوسائٹی کی
ابتدائی حالت مین جب انسان اور جنگلی درندون کا مقابلہ ہوتا تھا تو اسوقت ان سے مقابلہ کر کے فتح پانا، نہایت
مفید اور قابل فخر تھا۔ روم کے مہذب نظام سوسائٹی سے جنگلی درندے بہت دور رہتے تھے یہ جنگلی درندے جنگلون
سے پکڑ لاتے، اور روم مین اس غرض سے بھیج دیے جاتے کہ شاندار طریقے سے تاجدار کے ہاتھون مارے جائین بادشاہ
کے لئے یہ ایک مضحکہ خیز بات تھی لیکن لوگون کے لئے تکلیف دہ تھی۔ لیکن کسی قسم کے فرق کا لحاظ کئے بغیر کموڈس نے
زمانہ ماضی کے تاجدارون کی نقل کرنا شروع کی اور خود رومی ہرکیولز کا لقب اختیار کیا یہ لقب اُس کے نام کے ساتھ
سکون پر بھی موجود تھا۔ شیر کا چمڑہ اور ڈنڈا جس سے وہ جانورونکو ہلاک کرتا تھا۔ کموڈس کے تخت کے برابر رکھے رہتے
تھے اور یہ چیزین لوازمات شاہی مین سے تھین ایسے بت بنائے گئے تھے جن مین کموڈس اس شکل مین پیش کیا گیا ہے
اور اُس مین دیوتاؤن کے وہ خصوصیات دکھائے گئے ہین جنکی وہ عیش پرستی کے وقت اکثر تعریف کرتا رہتا تھا۔

کموڈس کا دنگل مین اپنا کمال دکھانا

ان تعریفون کو سنتے سنتے وہ اپنے کو بھی قابل تحسین خیال کرنے لگا اور اسمین شرم و حجاب کا مادہ
باقی نہ رہا اب اُسنے یہ ارادہ کیا کہ مین وہ باتین عوام کے سامنے کرون کا جو ابتک محل کی چار دیواری
تک محدود تھین اور جسمین صرف چند مخصوص لوگ واقف تھے جب ان کا اعلان کیا گیا تھا اُسدن لوگ اپنے اپنے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے
دنگل مین پہنچے بعض لوگ چاپلوسی کی وجہ سے گئے بعض خوف کی وجہ سے اور بعض محض شوق پورا کرنیکے لئے اور وہان بادشاہ کے کمال
پر بہت اظہار خوشی کیا گیا اور یہ تعریف بالکل بے جا نہ تھی۔ خواہ کموڈس، جانور کے سر پر نشانہ کرتا خواہ اُس کے سینہ پر
اُس کا وار خالی نہ جاتا اور بہت خوفناک ثابت ہوتا۔ ایک خاص قسم کے تیرون سے جنکی نوک ہلال نما ہوتی تھی،
کموڈس، اکثر شتر مرغ کی لمبی گردن کو چھید کر اسکی تیز رفتاری کا خاتمہ کر دیتا تھا۔ مجرمون کو میدان مین بٹھا کر ان پر چیتے
چھوڑے جاتے تھے اور کامل الفن تیرانداز، کموڈس اس وقت تک تیر نہ چلاتا تھا جبتک چیتا کاٹتے ہوئے مجرم پر نہ لپکتا
لیکن عین اسی موقع پر وہ تیر چلاتا، درندہ، مردہ ہوکر زمین پر گر پڑتا اور مجرم کا بال بیکا نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دنگل
کے غارون مین سو شیر نکل آئے اور ادھر ادھر پھرنے لگے۔ لیکن کموڈس کے کبھی خطا نہ کرنے والے ہاتھ نے ان سب کو

مار کر گرا دیا۔ ہاتھیوں کا ڈیل ڈول کچھ کام نہ آتا اور نہ گینڈے کی کھردری اور مضبوط کھال اسکو محفوظ رکھ سکتی تھی۔ اتھیوپیا اور ہندوستان سے عجیب و غریب جانور لائے جاتے تھے اور بعض اوقات تو ایسے جانور ہلاک کئے جاتے تھے جنکو لوگوں نے صرف تصویروں میں دیکھا ہو تو ان تماشوں کے موقوں پر بڑی احتیاط سے بادشاہ کی حفاظت کا سامان کیا جاتا کہ شاید کوئی درندہ شاہی شان و شوکت اور اسکے مافوق الفطرت اختیارات کا خیال نہ کرکے اُس پر حملہ کر بیٹھے۔

کموڈس پٹہ بازی کا شغل اختیار کرتا ہے

لیکن ذلیل سے ذلیل رومی شہری کی شرم کی کوئی انتہا نہ ہوتی جب وہ دیکھتا کہ ہمارا تاجدار، پٹہ باز کی حیثیت سے دنگل میں داخل ہو رہا ہے۔ اور اس بات میں فوقیت حاصل کر رہا ہے جو ہمارے رسم و رواج اور قوانین کی رو سے نہایت درجہ حقیر ہے۔ کموڈس نے سیکوٹر کا سا لباس اور ہتھیار اختیار کئے۔ جو ریٹاریس کے ساتھ لڑا تھا اور جسکی لڑائی کے حالات نہایت دلچسپ خیال کئے جاتے تھے۔ سیکوٹر۔ خود، تلوار، اور زرہ سے مسلح ہوتا لیکن اس کا مدمقابل ننگے بدن ہاتھ میں ترسول اور جال لئے ہوئے مقابلہ کو آتا۔ ترسول سے وہ اپنے دشمن پر وار کرنا چاہتا تھا اور جال سے وہ اسکو پھانسنا چاہتا تھا اور اگر وہ پہلی مرتبہ دشمن کو جال میں نہ لا سکتا تو لازمی تھا کہ سیکوٹر کے سامنے سے بھاگ کر جال کو پھر ٹھیک کرے۔ بادشاہ اس قسم کی لڑائیوں میں سات سو پینتیس مرتبہ شریک ہوا۔ یہ فتحیابیاں سلطنت کے دیگر کاموں میں شمار ہوتی تھیں اور انتہائی ذلت یہ کہ پٹہ بازوں کے لئے جو روپیہ وقف رہتا تھا، اس میں سے کموڈس نے ایک معقول رقم لینا شروع کی اور اور اس طرح عوام پر ایک نئے اور شرمناک محصول کا بار اور بڑھ گیا اور یہ بات تو بالکل اظہر من الشمس ہے کہ بادشاہ ہمیشہ اپنی لڑائیوں میں فتحیاب ہوتا تھا۔ دنگل میں مقابلہ کے وقت تو اسکی کامیابیاں خون نہ بہتا لیکن جب وہ دوسرے پٹہ بازوں کے ساتھ مشق کرتا ہوتا یا جب اپنے محل میں مشق کرتا تو اکثر یہ ہوتا کہ بدقسمت مدمقابل خوفناک زخم کھا کر اُسکے سامنے سے ہٹتا۔ اور ستم یہ کہ بادشاہ کی چاپلوسی کرنے پر مجبور ہوتا۔ رفتہ رفتہ وہ اپنے لئے ہرکیولز کے نام کو ناپسند کرنے لگا اور صرف پالوس کے نام سے جو ایک مشہور پہلوان تھا خوش ہوتا تھا۔ یہی نام اُس کے جسیم

اسکی بدنامی اور بے اعتدالی

بتوں پر کندہ کرایا گیا۔ اور چونکہ اکثر آزردہ خاطر مجلس ملکی کے ممبر ونکو اسکی تعریف کرنا پڑتی تھی۔ وہ اسی نام سے اسکی تعریف کرتے تھے صرف کلاڈیس پامپیانس نے جو نہایت پارسا آدمی تھا اور جو لوسیلا کا شوہر بھی تھا تمام مجلس ملکی کے ممبروں میں سے اکیلے اپنے عہدہ اور مرتبہ کی شان کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ باپ ہونے کی

حیثیت سے اُس نے اپنے بیٹون کو اجازت دی کہ تم لوگ جنگل ہی مین جاکر لڑائی کی مشق کرو لیکن ایک رومی باشندہ کی حیثیت سے اُس نے اعلان کر دیا کہ میری جان بادشاہ کے ہاتھ مین ہے۔ لیکن مین کبھی اس بات کو جائز نہ خیال کرونگا کہ مارکس کا حکمران فرزند کموڈس اپنے مرتبہ اور اپنی ذات کی اس طرح تحقیر کرے۔ اس بہادرانہ ارادہ کے باوجود پینٹیس نہ صرف بادشاہ کے انتقام سے بچ گیا، بلکہ اپنی زندگی کو ظالم کموڈس کے ظلمون سے بھی محفوظ رکھ سکا۔

اب کموڈس بدنامی اور بے اعتدالیون کی آخری حد تک پہونچ چکا تھا۔ وہ ایک خوشامدی دربار مین زندگی بسر کرتا تھا لیکن وہ یہ بات دیکھتا تھا کہ مجھکو ہر سمجھدار آدمی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خیال سے کہ لوگ مجھسے نفرت کرتے ہین، بہت پریشان ہوتا تھا ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسکو خطرہ کا شبہ تھا اور وہ ابتدا سے لوگون کا خون بہانے کا عادی ہو رہا تھا۔ تاریخ سے اِن لوگون کے نامون کا پتہ چلتا ہے جو بڑی تعداد مین اس کے ظلم و جور کا شکار ہو گئے۔

اسکے گھر والون کی سازش

اِن لوگون مین سے اکثر ایسے تھے جو مجسٹریٹ اعلیٰ کے اختیارات بھی رکھتے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر بھی تھے۔ خاصکر وہ لوگ تو ضرور ہی قتل کیے گئے جو کسی دور کے رشتہ سے بھی انیٹونینس کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اِن کے علاوہ اُس نے اُن وزرا کو بھی نہ چھوڑا جو اُس کے جرمون اور اُسکی مسرتون کے حصول کا آلہ تھے۔ لیکن یہ مظالم آخر مین خود اُس کے لیے خوفناک ثابت ہوئے وہ نہایت آزادی سے روم کے بڑے بڑے خاندانون کی شمعون کو گل کرتا رہا تھا۔ لیکن جب خود اسکے گھر والون نے اسکے خلاف سازش کی تو اسکی موت آگئی۔ مرشیا، اسکی محبوبہ، اکلکٹس اسکے حاجب اور لیٹس اسکی محافظ سپاہ کے سردار نے اپنے ہمراہیون کی حالت سے خوفزدہ ہوکر اور اِن مظلومون کی حالت کا اندازہ کر کے جو موت کے گھاٹ اُتارے جا چکے تھے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ ہم اُس آنے والی مصیبت کو روک دینگے جو کسی وقت ہم پر نازل ہونے والی ہے اور یہ مصیبت دو طرفہ تھی ممکن تھا کہ بادشاہ غصہ ہوکر اِن لوگون کو تباہ کر دیتا یا عوام بلوہ کر کے قصر شاہی پر حملہ آور ہوتے۔ اور اِن دونون صورتون مین تاجدار کے متعلقین کا مارا جانا یقینی تھا مرشیا نے موقع پاکر اُس وقت جبکہ بادشاہ جنگلی جانورون کے شکار سے تھک کر واپس آیا تھا، اسکو ایک پیالہ شراب کا دیا۔ اس کے بعد کموڈس اپنے کمرہ مین سو رہا۔ لیکن جب وہ نیند اور زہر کے اثر سے مغلوب تھا کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک تندرست نوجوان، جو پہلوانی کرتا تھا، اُس کے کمرہ مین گیا اسکو مقابلہ کی مہلت بھی نہ دی اور گلا دباکر اُس کا کام تمام کر دیا۔ یہ لوگ اُس کی لاش نہایت پوشیدہ طریقہ سے محل سے باہر لے گئے، نہ شہر مین اُس کی موت کا کسی کو شبہہ ہوا اور نہ

کموڈس کی وفات ۳۱ دسمبر ۱۹۲ء

دربار مین۔ کموڈس کا انجام یہ ہوا اور وہ اس آسانی سے مارا گیا جسکا بیان نہین ہوسکتا اور تمام ظالم اسی آسانی سے موت کے پنجہ مین گرفتار ہوجاتے ہین۔ جو حکومت کے زور پر ظلم و جور کر کے لوگون کو پریشان کرتے ہین۔ کموڈس نے تیرہ برس تک ان لاکھون آدمیون کو پریشان کیا تھا جو اُسکے ملک مین بستے تھے، اور جن مین ہر شخص عقل و فہم اور سماجی حیثیت سے اُسکے برابر تھا۔

پرٹینکس کا شاہنشاہ منتخب ہونا

سازش کرنے والون نے اپنے کام کو اسی استقلال اور سرعت کے ساتھ انجام دیا جسکی ایسے موقع پر ضرورت تھی۔ اُنھون نے فوراً یہ طے کیا کہ خالی تخت پر ایک ایسے شخص کو بٹھا دینا چاہیئے جو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کردے کہ جو کچھ کارروائی کی گئی ہے، وہ ٹھیک ہے۔ قرعۂ انتخاب پرٹینکس پر پڑا جو کہ شہر کا سردار تھا۔ یہ شخص مجلس ملکی کا بہت پرانا ممبر تھا اور مجسٹریٹ اعلیٰ کے اختیارات رکھتا تھا۔ پرٹینکس کسی معمولی خاندان سے تھا، لیکن اپنی قابلیت کی بدولت اعلیٰ ترین رتبون پر پہونچ گیا تھا۔ یکے بعد دیگرے وہ کئی صوبون کا حاکم رہ چکا تھا اور اپنے کام مین خواہ وہ ملکی معاملات سے متعلق ہون، خواہ فوجی معاملات سے، اُس نے اپنے استقلال، فراست اور سچائی کا ہمیشہ اظہار کیا تھا۔ اور مارکس کے دوستون اور وزرا مین سے صرف وہی ایک باقی رہ گیا تھا۔ اور جب ایک رات کو وہ سوتے سے اٹھایا گیا۔ اور اُس کو اطلاع ملی کہ بادشاہ کموڈس کے حاجب اور سردار آئے ہوئے ہین۔ تو پہلی بات جو اُس نے کہی وہ یہ تھی کہ مین بادشاہ کے حکم کے تابع ہون اور تم کو جس طریقہ پر چاہو مار ڈالو لیکن اِن لوگون نے بجائے موت کے۔ اسکے سامنے سلطنت کا تخت پیش کیا۔ تھوڑی دیر تک اُس نے اُن لوگون پر بھروسہ نہین کیا اور نہ اسکی بات کا یقین کیا۔ لیکن جب اسکو کموڈس کی موت کا یقین ہوگیا تو اُس نے سوسن کے پھول کو جو شاہنشاہی کی علامت تھی، پس و پیش کرتے ہوئے قبول کرلیا۔ اور وہ پس و پیش اس بنا پر تھا کہ وہ اس معزز درجہ کے فرائض اور خطرون سے خوب واقف تھا۔

لیٹس بہت جلد اپنے نئے تاجدار کو محافظ سپاہ کے کیمپ مین لے گیا۔ اور ساتھ ہی شہر مین موقع سے یہ اطلاع

محافظ سپاہ پرٹینکس کو بادشاہ تسلیم کرتی ہے

کرادی کہ بادشاہ کموڈس سکتہ کی بیماری سے مرگیا ہے اور اسکی جگہ نیک اور پارسا پرٹینکس تخت نشین ہوا ہے سپاہ ایک ایسا محکمہ تھا جہان کے لوگون کو کموڈس کے ہاتھ سے تکلیف کے بجائے انعامات وغیرہ ملتے رہتے تھے اور اسوجہ سے جب اُن تک یہ خبر پہونچی تو انکو بہت تعجب ہوا اور وہ بادشاہ کی مشکوک موت کی خبر پاکر مسرور نہ ہوئے۔ لیکن موقع کی اہمیت، اپنے سردار کے اختیارات، پرٹینکس کی شہرت، اور لوگون کی بے صبری وغیرہ ایسی چیزین تھین جن کی وجہ سے مجبور ہو کر انھون نے پرٹینکس کے اس عطیہ کو قبول کر کے، جو اُس نے انکو دینے کا وعدہ کیا تھا اسکو بادشاہ تسلیم کرلیا۔ اس کے ساتھ

رہی وفاداری کی قسم کھائی۔ مسرت و شادمانی کے نغمہ بلند کرتے ہوئے اسکو مجلس انتظامیہ کے ایوان تک لے گئے اور یہ سب اس لئے کیا گیا کہ فوجی قوت کے بعد، ملکی قوت بھی اُسے حاکم تسلیم کرلے۔

مجلس ملکی بھی اسکو بادشاہ مانتی ہے

رات بہت گذر چکی تھی۔ صبح ہوتے ہی روز نوروز مین مجلس ملکی کے ممبرون کو اُمید تھی کہ وہ ایک ناکارہ رسم مین شرکت کی غرض سے بلائے جائینگے۔ ان لوگون کی رائے کا پاس ولحاظ نہ کرکے جنھین ذرا بھی اپنی عزت اور شان کا خیال باقی تھا، کموڈس نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ مین یہ رات پہلوانون کے مرکز مین بسر کرونگا اور وہان سے صبح اپنی جماعت کے جاکر حسب معمول مجسٹریٹ اعلیٰ کے اختیارات کا استعمال شروع کرونگا۔ لیکن قضا وقدر کے فرشتے کسی اور خیال مین تھے۔ صبح ہونے سے پہلے ہی مجلس ملکی کے ممبرون کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ محافظ سپاہ کے ساتھ ملکر کانکرڈ کے مندر مین جمع ہوکر، ایک نئے شاہنشاہ کا انتخاب کرو۔ چند منٹ تک تو یہ لوگ خاموش بیٹھے رہے کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین۔ انکو خوف تھا کہ کہین یہ بھی کموڈس کی کوئی چال نہ ہو۔ لیکن آخرکار جب انکو یہ یقین دلایا گیا کہ ظالم کا ظلم اوسکے آگے آگیا ہے اور وہ درحقیقت مرگیا ہے تب انھون نے اس نفرت کا اظہار کیا جو انکے دلون مین تھی اور اُس مسرت کے گیت گائے جو انکو ہوئی تھی۔ پرٹینکس نے نہایت انکساری سے اپنی کم نسبی کا عذر کرکے اپنے سے بعض بہتر ممبران مجلس ملکی کو شاہنشاہی کے لئے پیش کیا لیکن کسی نے بھی اسکی بات نہ مانی اور مجبور کرکے اسکو تخت نشین کردیا۔ اس طرح اسکو شاہی اختیارات مل گئے اور سب نے قسمین کھائین کہ ہم ہمیشہ وفادار رہینگے۔ کموڈس ہمیشہ برائی کے ساتھ یاد کیا جاتا تھا۔

اُس کے نام کی بری یادگار

اُس ظالم پٹہ باز اور عوام کے دشمن کا نام ہر گوشہ مین سنائی دیتا تھا لیکن برائی کے ساتھ اُس جوش وخروش کی حالت مین یہ قانون پاس کیا گیا کہ اُس کے القاب آداب جو عام گذرگاہون پر مینارون مین کندہ ہین مٹادیئے جائین، اسکے بت گرادیئے جائین، اور اسکے جسم کو گھسیٹتے ہوئے پہلوانون کے کمرہ مین لایا جائے تاکہ عام لوگون کا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ جب بعض نیک دل، اور مہربان مزاج ملازمین نے کموڈس کی لاش کے ٹکڑون کو زیادہ ذلت سے بچانا چاہا۔ تو ان پر بھی لعنت وملامت کی بوچھار ہونے لگی۔ لیکن پرٹینکس نے کسی طرح اس بات کو جائز نہین دکھا کہ کموڈس کی لاش کے ساتھ معمولی رسم ورواج کے مطابق عمل نہ ہو۔ اس کی دو وجہین تھین اول یہ کہ وہ کموڈس کو مارکس کی نشانی سمجھتا تھا اور دوسرے یہ کہ اُسے کلاڈیس پامپینس کے جذبات کا پاس تھا۔ کموڈس کے بہنوئی کلاڈیس پامپینس نے متوفی تاجدار کی حالت پر آنسو بہائے۔ اس کے افسوس کا بڑا سبب یہ بھی تھا کہ کموڈس واقعی اس

برتاؤ کا مستحق تھا۔

شاہنشاہوں پر مجلس ملکی کے اختیارات

اُس بادشاہ کے خلاف جس کے زمانہ حیات مین مجلس ملکی کا وقت زیادہ تر چاپلوسی اور خوشامد مین گذرتا تھا، اسکے مرنے کے بعد اسکی لاش سے وحشیانہ برتاؤ کیا گیا اُس سے پتہ چلتا ہے کہ مجلس ملکی مین انتقام لینے کا جذبہ موجود تھا ان باتون کا قانونی جواز شاہی نظام حکومت کے اصولون کے مطابق تھا۔ بادشاہ کے افعال کا جائزہ لینے اسکو تخت سے اتار دینے، اور اسکو موت تک کی سزا دینے کا اختیار مجلس ملکی کو حاصل تھا۔ کیونکہ بادشاہ دراصل حکومت جمہوری کا مجسٹریٹ اعلیٰ ہوتا تھا۔ اور چونکہ اُس نے اپنے اختیارات کا بُرا استعمال کیا تھا اسوجہ سے اسکو سزا ملنی واجب تھی۔ لیکن مجلس ملکی کا زور ٹوٹ چکا تھا اسوجہ سے وہ متوفی ظالم تاجدار کی لاش سے اسطرح بدلا لیکر خاموش ہورہی۔ حالانکہ تاجدار اس کا مستحق تھا کہ زمانۂ حیات ہی مین اُس سے انتقام لیا جاتا لیکن اُسوقت فوج اور زبردست اسلحہ اس کی پشت پناہی کر رہے تھے۔

پرٹینکس کے عادات اور اخلاق

پرٹینکس نے کموڈس کی برائی کرنے کا ایک بہتر طریقہ نکالا۔ طریقہ یہ تھا کہ جتنی زیادہ برائیان کموڈس مین موجود تھین اتنی ہی خوبیان پرٹینکس کی ذات مین جمع تھین۔ جس دن وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اُسی دن اُس نے اپنی تمام دولت اپنی بیوی اور بیٹے کے نام وقف کردی، تاکہ وہ لوگ سلطنت کی بدولت کسی قسم کی رعایت حاصل کرنے کے متمنی نہ ہون اس سے اپنی بیوی کو آگسٹا کے لقب سے پکار کر اسکے غرور کو نہین بڑھایا اور نہ اپنے ناتجربہ کار لڑکے کو سیزر کے لقب سے یاد کیا وہ خوب سمجھتا تھا کہ باپ اور بادشاہ کے فرائض مین کیا فرق ہے اور اس وجہ سے اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم نہایت سادہ اصولون پر جاری رکھی جس سے بغیر اس کے کہ وہ تخت کو اپنا حق سمجھنے لگتا وہ اُس کا اہل ہوگیا جب پرٹینکس عوام کے سامنے آتا تو وہ بہت سنجیدگی اور نرمی سے برتاؤ کرتا۔ وہ مجلس ملکی کے ان ممبرون کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا، جو خود بھی نیک تھے اور عمدہ عادتین رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے وہ خانگی طریقے پر ہر ممبر کے عادات و اخلاق سے واقف تھا۔ اُس کے مزاج مین نہ غرور تھا اور نہ حسد وہ تمام ممبرون کے ساتھ مساوات برتتا اور انکو مثل اپنے ان دوستون کے خیال کرتا، جن کے ساتھ اس نے ظالم کموڈس کے مظالم سہے تھے اور اب جنکے ہمراہ موجودہ زمانہ کے آرام سے متمتع ہو رہا تھا وہ اکثر ان لوگون کی دعوتین کرتا۔ لیکن دعوتین ہمیشہ سادہ ہوتی تھین اور جن لوگون نے کموڈس کی پرتکلف دعوتون مین شرکت کی تھی وہ ہمیشہ پرٹینکس کی دعوتون کا مذاق اُڑاتے اور اگلے زمانے کو یاد کرکے افسوس کرتے تھے۔

حکومت کی اصلاح کرنا

حکومت کو ظالم کموڈس کے عہد مین جو نقصان پہونچ چکا تھا، اسکی تلافی کرنا،

پرٹینیکس کا کام تھا اور اُس نے اِس کام کو دلچسپی لیکن افسوس کے ساتھ انجام دیا۔ پہلے زمانے کے جو قیدی یا نفی
تھے وہ جلاوطنی سے روم مین واپس بلائے گئے تھے جو قید تھے، وہ رہا کئے گئے اور اُنکی جو عزت اور دولت پہلے
تھی وہ پھر اُسکے اہل قرار پائے۔ کموڈس کا ظلم مظلومون کو موت کے بعد بھی بھگتنا پڑتا تھا یعنی یہ کہ اُنکی لاشین
دفن نہ ہو سکتی تھین۔ پرٹینیکس نے اِن لاشون کو اُنکے بزرگون کے قبرستانون مین دفن کرایا۔ اُنکی یادگارین قائم
کرنے کی اجازت ہو گئی، اور تباہ شدہ اور ظالم کے ہاتھون ستائے ہوئے خاندانون کی ہر طرح سے دلجمعی کرنے
کی کوشش کی گئی۔ جو طریقے استعمال کئے گئے۔ اِن مین سب سے پسندیدہ طریقہ یہ تھا کہ وہ لوگ جو اگلے زمانہ مین لوگون
کے خلاف الزام لگایا کرتے تھے سزایاب ہوئے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے آقا، اخلاق حسنہ اور ملک کے یکسان دشمن
تھے لیکن اِن ظالمون کو سزا دینے مین بھی پرٹینیکس نے بڑا استقلال دکھایا اُس نے ہمیشہ انصاف سے کام کیا اور
عوام کی خاطر سے اور اُنکے غصہ کو فرو کرنے کے لئے اس نے کوئی کام نہین کیا۔

اسکے بنائے ہوئے قواعد

حکومت کے اخراجات کی طرف توجہ کرنا اُس کے لئے نہایت ضروری تھا کموڈس
کے زمانہ مین اگرچہ ہر وہ طریقہ اختیار کیا جا چکا تھا جس سے رعایا کی دولت
کھینچ کر خزانہ مین آجائے۔ لیکن اُس کی غارتگری بہ نسبت اسکی فضول خرچی کے اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ اسکی
وفات پر خزانہ مین آٹھ ہزار پونڈ سے زیادہ نہ تھے یہی پرٹینیکس کی کل کائنات تھی اسی سے اسکو حکومت کے تمام
اخراجات پورا کرنا تھے اور وہ رقم بھی ادا کرنا تھی جسکا اُس نے محافظ سپاہ سے وعدہ کیا تھا۔ ان مصیبتون
پر بھی پرٹینیکس نے اپنی مستقل مزاجی کی بدولت اِن تمام محصولون کو جس کو کموڈس نے جاری کیا تھا، موقوف کر دیا۔
اُس کے علاوہ اور دیگر ناجائز ذرایع آمدنی کے جو تھے وہ بھی مسدود کر دیئے اُس نے مجلس ملکی کے روبرو
اپنی تجویز مین یہ کہا تھا: کہ مین اس مفلس جمہوری حکومت کا بلا روپیہ پیسہ کے انتظام کرون گا لیکن ظلم و ناانصافی
سے روپیہ حاصل نہ کرون گا۔ اُس نے جزرسی اور صنعت و حرفت کو دولت جمع کرنے کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ اور
انہی ذرایع سے تھوڑے عرصہ مین حکومت کے اخراجات کے لئے کافی روپیہ جمع کر لیا محل کا خرچ
بہ نسبت پہلے کے آدھا رہ گیا عیش پرستی کے تمام سامان کا تصفیہ اُس نے عوام کی رائے پر چھوڑ دیا۔ سونے
چاندی کی پلیٹین، ایک خاص قسم کی گاڑیان غیر ضروری ریشمی اور کامدار لباس، لونڈیان غلام، اُس نے
سب الگ کر دیئے لیکن اُن غلامون اور لونڈیون کو رہنے دیا جو آزاد ملک مین پیدا ہوئے تھے اور جنہین
ہی مین آغوشِ مادر سے جدا کر دئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اُس نے کموڈس کے دوستون کو مجبور کیا کہ وہ اپنی
دولت کا ایک حصہ خزانہ مین جمع کر دین جو اُنکے بادشاہ نے اُنکو مرحمت کی تھی۔ حکومت جن لوگون کی قرضدار تھی
اُنکو اُس نے مطمئن کر دیا۔ اور اکیبارگی بعض اُن ملازمین کو بھی جو مدت سے کام کر رہے تھے اور جنکی تنخواہ باقی تھی

سب ادا کر دی۔ تجارت کے جو سخت قوانین بنائے گئے تھے ان کو اس نے منسوخ کر دیا اور اٹلی اور دوسرے صوبوں کی جو زمین غیر مزروعہ پڑی تھی اسکو ان لوگوں کے حوالہ کیا جو اسکو بونے جوتنے کا وعدہ کرتے تھے اور انکو پہلے دس برس تک کے لئے محصول سے بھی معافی دیدی۔

اسکی ہر دلعزیزی

ایسے عمدہ برتاؤ سے پرٹینکس کو شاہنشاہی کا سب سے بڑا انعام ملگیا یعنی تمام رعایا اس کی وفاداری میں ثابت قدم تھی۔ جن لوگوں کو مارکس کا عمدہ برتاؤ یاد تھا، وہ مارکس کے دوسرے ساتھی کو دیکھکر بہت خوش تھے اور اس بات پر پھولے نہ سماتے تھے کہ ہم کو اس عادل بادشاہ کے زیر سایہ مدت تک بسر کرنے کا موقع ملیگا۔ اسکو سلطنت میں اصلاحیں کرنے کا انتہا سے زیادہ شوق تھا اور گو پرٹینکس کی عمر اور تجربہ سے اسکی توقع نہ تھی تاہم اس شوق کو جلد پورا کرنے میں اس نے اپنے تئین اور تمام ملک کو بے انتہا نقصان پہونچا دیا۔ وہ فی الواقع نہایت عمدہ طریقہ پر اصلاحیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے راستے میں ایک ایسی جماعت حائل تھی جس سے آزادی اور حریت کے جذبات فنا ہو چکے تھے اور وہ اس بات کی عادی تھی کہ حکومت کی بدنظمی سے ہی فائدہ اٹھائے یہ جماعت، ظالم جابروں کے احسانوں کو قانونی مساوات سے زیادہ پسند کرتی تھی۔

محافظ سپاہ کی بزدلی

اس موقع پر جب لوگ اطمینان اور مسرت سے زندگی بسر کر رہے تھے محافظ سپاہ بالکل غیر مطمئن تھی۔ انھوں نے پرٹینکس کی حکومت خوشی سے نہ قبول کی تھی۔ وہ پرانے زمانے کی قانونی پابندیوں سے ڈرتے تھے اور پرٹینکس وہی پابندی رائج کرنا چاہتا تھا۔ محافظ سپاہ کموڈس کے عہد حکومت کی آزادی کو بہت پسند کرتی تھی۔ کیونکہ اس وقت یہ سپاہ جو چاہتی کر سکتی تھی۔ ان لوگوں میں اس غیر اطمینانی کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی اور جب لیٹس نے جو اس سپاہ کا ایک عہدہ دار تھا آگ کو بھڑکانا چاہا تو اس کو معلوم ہوا کہ میری کوشش بالکل بیکار ثابت ہوگی اور یہ کہ بادشاہ کا مزاج کچھ اس قسم کا ہے کہ وہ اپنے فرمانبرداروں کو مال و زر اور انعام دیکر خوش تو رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن بعض مخصوص دوستوں کی ہاتھ کا غلام نہیں بننا چاہتا۔ پرٹینکس کی تخت نشینی کے تیسرے دن، اس سپاہ نے ایک شریف آدمی مجلس ملکی کے ممبر کو پکڑ کر اور اپنے کیمپ میں لیجا کر یہ چاہا کہ ہم اسکو بادشاہ بنائیں اور وہاں اسکو سوسن کا پھول جو بادشاہی کا نشان تھا حوالے کریں۔ لیکن یہ ممبر بجائے اسکے کہ اس عہدہ کو قبول کر لیتا، ان لوگوں سے خوفزدہ ہو کر وہاں سے چلدیا اور پرٹینکس کے پاس آکر اس کے قدموں پر گر پڑا اور اس کے پاس پناہ لی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد سوسیس فیلکو نے جو اس سال کے لئے مجسٹریٹ اعلیٰ منتخب ہوا ....

ایک سازش دبا دی گئی

اور جو کم عمر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک قدیم اور خوشحال خاندان سے تھا لالچ

کی بنا پر سازش کرنا شروع کی۔ اور سازش کی ابتدا اُس وقت ہوئی جب پرٹینکس شہر مین موجود تھا۔ لیکن جب پرٹینکس واپس آیا تو اس نے سختی سے سازش کو فرو کر دیا۔ قریب تھا کہ فیلکو اپنے گناہ کی پاداش مین موت کی سزا پائے لیکن پرٹینکس نے مجلس ملکی سے اُس کی جان بخشی کرا ئی۔ اور کہا کہ مین نہین چاہتا کہ میرے عرصہ حکومت مین مجرم کا بھی خون بہایا جائے۔

محافظ سپاہ کا پرٹینکس کو ۱۹۳ء مین قتل کرنا

اس قسم کی باتون سے محافظ سپاہ اُس سے بہت ناخوش رہتی تھی۔ ۳۰ مارچ کو جب کہ کوموڈس کو مرے صرف ۸۶ دن ہوئے تھے فوج مین ایک عام شورش ہوگئی۔ اس شورش کو یا تو افسران فوج دبا نہ سکتے تھے یا دبانا چاہتے تھے۔ بہرحال دوپہر کے وقت دو تین سو خونخوار سپاہیون کی جماعت ہاتھون مین ہتھیار لئے ہوئے محل شاہی کی سمت روانہ ہوئی۔ محل کے پھاٹک پر جن سپاہیون کا پہرہ تھا اور دوسرے ملازمین جو کوموڈس کے زمانے کے تھے اس سازش مین شریک ہوچکے تھے اور جب یہ باغی سپاہی محل شاہی کے دروازے پر پہونچے تو اندر والون نے دروازہ کھولدیا۔ کیونکہ وہ بھی نیک سیرت بادشاہ سے ناراض تھے۔ پرٹینکس کو جب اسکی خبر ملی تو وہ بجائے اس کے کہ راہ فرار اختیار کرتا یا کہین پوشیدہ ہوجاتا، خود اپنے قاتلون کے پاس چلا آیا۔ اور انکو اپنی بے گناہی اور انکی وفاداری کی قسمون کی یاد دلائی۔ تھوڑی دیر تک تو وہ لوگ خاموش کھڑے رہے اور اپنے اس ظالمانہ قصد اور اپنے تاجدار کی شاندار صورت اور استقلال پر غور کرتے رہے۔ لیکن بعد مین جب انکو معافی ملنے سے نا امید ہوگئی تو انکا جوش تازہ ہوگیا اور ٹانگرلس کے ایک باشندہ نے سب سے پہلے اُس پر حملہ کیا۔ اسکے ساتھ ہی اور سب نے بھی اُس پر حملہ کر دیا۔ اور وہ جیتی جاگتی تصویر ایک لحہ مین خاک و خون مین مل گئی۔ اسکے سر کو سپاہیون نے بدن سے جدا کر کے ایک نیزہ پر نصب کیا اور اپنے کیمپ مین فخریہ طور پر لے گئے۔ جن لوگون نے اس منظر کو دیکھا اُنکے افسوس اور نفرت کی کوئی انتہا نہین رہی لوگ ایسے اچھے حکمران کے اس بُرے انجام پر بہت تاسف کرتے تھے اور اسکی عمدہ طرز حکومت کے خاتمہ پر آنسو بہاتے تھے اس زمانے کی یاد سے سوائے اُس کے اور کوئی فائدہ نہ تھا کہ آنے والی مصیبتون کا احساس انکو اور زیادہ ہوتا۔

باب پنجم

محافظ سپاہ ڈائیڈیس جولین کے ہاتھ سلطنت فروخت کرتی ہے برطانیہ مین کلوڈیس البنس، سیریا مین پیسنس نائجر، اور پنونیا مین سپٹمس سویرس

پرٹینکس کے قاتلون کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہین، طوائف الملوکی اور اسکے تین حریفون سویرس کی فتح اور نئے اصول سلطنت

آبادی اور فوج مین کیا نسبت تھی

ہر بڑی سلطنت مین بہ نسبت معمولی ممالک کے مظالم کی موجودگی کا احساس زیادہ ہوتا ہے بڑے بڑے ماہرین سیاست نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر کوئی حکومت اپنی آبادی کے ایک سوین حصہ سے زیادہ کو فوج مین بھرتی کرکے تن آسانی کا سبق دیتی ہے تو سلطنت کا خزانہ جلد خالی ہوجاتا ہے۔ اگر یہ نسبت صحیح ہے تو یہی فوج کا اثر جو باقی سوحصہ پر پڑیگا وہ اُس طاقت کا نتیجہ ہوگا جو فوج مین موجود ہوگی۔ فوجی نظام اور اتحاد سے اسوقت تک کوئی فائدہ نہین ہوسکتا جبتک تمام سپاہیون مین ایک جسم کے مختلف اعضا کی شان اور ایک خاص روح نہ پیدا ہوجائے۔ تھوڑے سے آدمیون مین اگر یہ بات پیدا بھی ہوجائے تو اس سے کوئی نتیجہ نہین اور بہت آدمیون مین اگر یہ بات پیدا ہو بھی جائے تو اس کا قائم رہنا دشوار ہے سختی اور نرمی دونون طریقون سے نظام بیکار ہوجاتا ہے اس کی مثال یون سمجھو کہ انسانی طاقت قریب قریب تمام انسانون مین یکسان ہے اور مصنوعی ہتھیار جو ایک کے پاس ہین وہی دوسرے کے پاس بھی ہین اور ہتھیارون یا کسی فن حرب مین مہارت پیدا کرنے سے ایک فرد واحد سیکڑون انسانون پر ہرگز ہرگز حکومت نہین کرسکتا۔ ہر ظالم حاکم جو کسی ضلع یا شہر مین حکومت کرتا ہو بہت جلد اس بات کو محسوس کرنے لگے گا کہ مین اپنے سو مسلح سپاہیون سے دس ہزار کسانون اور شہریون کا مقابلہ نہین کرسکتا لیکن ایک لاکھ سپاہی جو قواعد وغیرہ کے پابند ہون اور مسلح ہون، آسانی سے دس لاکھ آدمیون کو قابو مین رکھ سکتے ہین۔ اس کے علاوہ دس پندرہ ہزار مسلح سپاہی، آسانی سے اُس گروہ کو مرعوب کرسکتے ہین جو کسی دارالحکومت کی سڑکون پر شورش کی نیت سے جمع ہوئے ہون۔

محافظ سپاہ

محافظ سپاہ کی تعداد جنکی نفس پرستی، سلطنت روم کے تنزل کا پہلا سبب تھی دس پندرہ ہزار سے زائد نہ تھی اس محکمہ کو اول اول آگسٹس نے قائم کیا تھا۔ یہ ہوشیار اور امکار تاجدار پوری طور پر واقف تھا کہ قوانین سلطنت کے رنگ و روب کے

اُن کا محکمہ

کام آسکتے ہین لیکن سپاہ کی بدولت اپنی حاصل کی ہوئی سلطنت کو مین قبضہ مین رکھ سکتا ہون۔ اس بنا پر اُس نے اس سپاہ کو ترتیب دیا تھا۔ یہ سپاہ ہمیشہ اسکی حفاظت اور مجلس ملکی کو خوفزدہ

کرتی رہتی تھی، اور بغاوت سے ملک کو محفوظ رکھتی تھی۔ آگسٹس نے اس سپاہ کے ہر شخص کی تنخواہ دگنی کر دی اور خاص رعایتیں اُنکے ساتھ کین لیکن اس خیال سے کہ انکو دیکھکر رومی رعایا بھڑک نہ اُٹھے، صرف تین پلٹنیں اُس نے دار الحکومت مین ٹھہرائین۔ بقیہ سپاہ، اٹلی کے دوسرے شہرون مین تقسیم کر دی گئی۔ لیکن جب پچاس برس امن و اطمینان سے گذر گئے تو طابیریس نے اس محکمہ کو خوب مضبوط و مستحکم بنا دیا اُسنے بظاہر اس خیال سے کہ مین اٹلی کے شہرون کو فوجی قیام گاہون کی وجہ سے زیر بار نہیں

اس سپاہ کا قیام گاہ

کرنا چاہتا ہون اور فوج کو پابندی اور قواعد کی سخت تعلیم دینا چاہتا ہون اس لئے پوری فوج کو روم کے قریب رکھون گا اور مستقل قیام گاہ مین وہ رہین گے یہ فوجی قیام گاہ جو روم کے قریب بنایا گیا تھا نہایت محفوظ تھا اور بلند مقام پر واقع تھا۔

اسکی طاقت اور خود اعتمادی

اکثر تاجدارون کو ایسے زبردست ملازمین کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن یہی لوگ کبھی کبھی شخصی حکومت کے لئے مضر بھی ثابت ہوتے ہین۔ شاہنشاہون نے اس فوج کے سپاہیون کو محلات اور مجلس ملکی سے روشناس کرکے انکو اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنی طاقت اور ملکی حکومت کی کمزورین کو سمجھنے لگین اس کے علاوہ انکو اس بات کا بھی موقع ملا کہ وہ اپنے تاجدارون کی برائیون کو دیکھکر انسے متنفر ہو جائین۔ حالانکہ ایسے مقامات پر جہان اصل طاقت مفقود ہوتی ہو اور طاقت کا اظہار مقصود ہوتا ہو۔ حاکم و محکوم کے درمیان علیحدگی ہی رہنا چاہیئے اس طرح محکوم لوگ، اپنے آقاؤن سے ڈرتے اور انکی عزت کرتے رہین گے۔ سپاہی ایک مالدار شہر مین رہتے اور تن آسانی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ ہماری طاقت ناقابل تسخیر ہو اُن مین غرور کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ ان سے یہ باتین بھی پوشیدہ نہین رہ سکتی تھین کہ بادشاہ کی حفاظت، مجلس ملکی کے اختیارات، خزانہ شاہی، اور دار الحکومت کی حفاظت سب کچھ ہم پر منحصر ہے۔ ان خیالات سے محافظ سپاہ کو الگ رکھنے، اور اسکی توجہ دوسری جانب پھیرنے کے لئے نہایت طاقتور، تاجدارون تک (؟) کو ان پر حکومت کرنے کے ساتھ انکی نازبرداری بھی کرنا پڑتی تھی۔ تاجدار اگر ایک طرف سزا دیتے تھے تو دوسری طرف انعامات بھی دیتے تھے۔ ہر بادشاہ ان کو خوش رکھنے، ان کی مسرتون مین حصہ لینے، ان کی لغزشون کو نظر انداز کرنے اور ان کی مشکوک وفاداری کو تحفہ تحائف کے ذریعہ سے حاصل کرنے پر مجبور تھا۔ کلاڈیوس کے تخت نشین ہونے کے وقت سے ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت یہ رقم اُس سے وصول کی جاتی تھی اور اس کا لینا قانوناً جائز خیال کیا جاتا تھا۔

اُنکے مطالبات جو بظاہر جائز معلوم ہوتے ہین

محافظ سپاہ کے نمایندے اس بات پر بحث کرنے اور اسکو دلائل سے ثابت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے کہ جو اختیارات ہمکو حاصل ہین بالکل جائز ہین اور جب کسی نئے تاجدار کا انتخاب ہو تو نظام حکومت کے اصولون کے مطابق ہماری رائے اور پسندیدگی کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ حکام اعلیٰ، سپاہ سالارون اور مجسٹریٹون کا انتخاب مجلس ملکی نے اپنے ہاتھ مین لے لیا حالانکہ فی الواقع ان لوگون کے انتخاب کا حق عوام کو تھا۔

لیکن رومی قوم کا وجود کہان تھا؟ وہ غلام اور پردیسی جو روم کے ہر گلی کوچے مین دکھائی دیتے تھے ہرگز رومی قوم نہین کہے جا سکتے تھے۔ یہ لوگ غلامی کے عادی تھے نہ اُن کے پاس دولت تھی اور نہ اُن مین ہمت و جوش ہی باقی رہ گیا تھا۔ ملک کی حفاظت کرنے والے، اٹلی کے نوجوان مین کچھ لوگ منتخب ہوئے تھے اور اُنکو فوجی اور اخلاقی تعلیم ملتی تھی۔ اور یہی لوگ ملک کے اصلی نمایندے تھے۔ انکو حق تھا کہ جمہور کے سب سے بڑے فوجی سردار اور تاجدار کا انتخاب کرین۔ یہ باتین بالکل غلط تھین لیکن جب محافظ سپاہ نے اُنکو تسلیم کر لیا اور اُنکی حمایت کرنے لگی تو کسی سے اُن کا جواب نہین بن پڑا۔

ان لوگون کا حکومت کو نیلام کرنا

محافظ سپاہ نے پرٹینکس کو قتل کر کے حکومت کی عظمت کو خاک مین ملا دیا۔ اس کے بعد اُنھون نے جو باتین کین اُس سے حکومت کی تحقیر کی۔ ان کے کیمپ مین اسوقت کوئی راہنما نہ تھا۔ کیونکہ لیٹس تک نے جسنے اُنکو بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ عوام کی ہدف ملامت بننے سے انکار کیا۔ کیونکہ اس فوج کے راہنما بننے کے معنی ہی یہ تھے کہ عوام اُس شخص سے نفرت کرنے لگے۔ اس بدنظمی کے زمانے مین شروع سے سلپی سیانس جو پرٹینیکس کا خسر بھی تھا کیمپ مین جا کر لوگون کو سمجھانے بجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ کچھ سپاہی پرٹینیکس کے سر کو نیزہ پر بلند کئے ہوئے لا رہے ہین۔ تو وہ خاموش ہو رہا۔ تاریخ نے ہمارے سامنے اس بات کی ہزارون مثالین پیش کی ہین کہ لوگ اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے ہر اصول اور ہر جذبہ کو قربان کر دیتے ہین لیکن اس کا ذرا مشکل ہی سے یقین ہوتا ہے کہ ایسے خوفناک موقع پر جب اُس کا فرشتہ صفت داماد مارا جا چکا تھا اور تخت سلطنت اُس کے خون سے آلودہ ہو رہا تھا سلپی سیانس کو یہ ہوس ہوئی ہوگی کہ مین تخت کا دعویدار بن بیٹھون۔ اس ضرورت سے اب اُس نے صرف اس دلیل کا استعمال اور شاہی سلطنت کا ذکر کرنا شروع کیا جو مفید ثابت ہو سکتی تھی۔ لیکن محافظ سپاہ مین جو لوگ زیادہ سمجھدار تھے اُنھون نے اس خیال سے کہ لین دین کے طریقہ پر معاملہ طے کر لینے سے شاید کچھ رقم ہاتھ آ جائے، باہر فصیل پر جا کر اس کا اعلان کر دیا کہ ہم سلطنت اُس شخص کے حوالہ کرینگے جو ہم کو سب سے زیادہ رقم دیگا۔

جولین سلطنت خریدتا ہے

اس طرح سلطنت کو فروخت کرنے اور فوجی طاقت کے اس بے جا اظہار سے روم میں ایک سرے سے لیکر دوسرے تک رنج و افسوس، شرم، اور نفرت کے علامات ظاہر ہوگئے۔ آخرکار یہ خبر ڈڈیئس جولیانس کو پہونچی جو ایک مجلس ملکی کا مالدار ممبر تھا اور جو ملکی مصائب سے بے پروا، اطمینان سے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اسکی بیوی، بیٹی، اسکے آزاد شدہ غلاموں اور اسکے خاص مفت خوروں نے اُسے اس بات کا یقین دلا دیا کہ آپ اس جگہ کے لئے بالکل موزوں ہیں۔ اور آپ کسی طرح اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ یہ معزز بڈھا جلدی سے کیمپ میں پہونچا۔ یہاں سلپی شیانس پہلے ہی سے موجود تھا اور معاملہ طے کر رہا تھا۔ جولیانس نے وہاں پہونچکر فصیل کے نیچے ہی سے اُس سے زیادہ رقم پیش کرنا شروع کی۔ یہ قابل نفرت معاملہ، قاصدوں کے ذریعہ سے طے ہوا، جو تخت کے دعویداروں کے پاس آتے جاتے رہے اور جو رقم ایک شخص پیش کرتا تھا اسکی اطلاع جاکر، وہ دوسرے کو کر دیتے تھے سلپی شیانس نے پہلے ہی سے پانچ ہزار ڈرکما کی رقم (یعنی قریب قریب ۲۰۰ پونڈ) ہر سپاہی کو دینے کا وعدہ کر دیا تھا لیکن جولین جو کسی نہ کسی طریقے سے تخت حاصل کرنا چاہتا تھا یہ کہہ دیا کہ میں ۶ ہزار دوسو پچاس ڈرکما (دوسو پونڈ سے زائد) ہر شخص کو دونگا۔ اس کہنے پر کیمپ کا پھاٹک کھول دیا گیا۔ اسکے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا گیا، اور تمام سپاہ نے وفاداری کی قسم کھائی۔ سپاہیوں میں ابھی اتنی انسانیت باقی تھی کہ اُنھوں نے نئے تاجدار سے کہا کہ اپنے مدمقابل سلپی شیانس کے مقابلہ کو بھول جائیے اور اسکی خطا سے درگذر کیجئے۔

جولین کو مجلس ملکی بھی بادشاہ تسلیم کرتی ہے

اب محافظ سپاہ کے لئے ضروری ہوا کہ جن شرائط پر انھوں نے تخت سلطنت فروخت کیا ہے ان کو پورا کریں اس نئے تاجدار کو جس کے وہ ملازم تھے اور جسکو وہ دل سے نفرت کرتے تھے، اُنھوں نے اپنے حلقہ میں لے لیا اور چاروں طرف سے اُسے اپنی سپروں سے محفوظ کر کے شہر کی ویران گلیوں میں سے ہوتے ہوئے چلے۔ مجلس ملکی کو حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ ان لوگوں کے لئے جو پرٹیناکس کے خاص دوست رہ چکے تھے اور جنکو جولین سے دشمنی تھی یہ لازمی بات قرار پائی کہ وہ اس بات کا اظہار کریں (معمولی سے زیادہ) اس انقلاب سے خوش ہیں۔ جب مجلس ملکی کے ایوان میں سپاہی جمع ہو گئے، تو جولین نے اپنے انتخاب کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا اپنی خوبیاں گنائیں اور ظاہر کیا کہ مجھکو مجلس ملکی کی وفاداری پر پورا بھروسہ ہے۔ اس فرمانبردار جماعت نے اپنی اور عوام کی اقبالمندی پر مبارکباد دی، وفاداری کا اطمینان دلایا اور شاہی اختیارات سب کے سب اس کے ہاتھ میں دیدیئے۔ مجلس ملکی کے ایوان سے نکل کر جولین فوجی سپاہیوں کے ساتھ محل شاہی کی طرف چلا کہ اس پر قبضہ کرے۔ وہاں پہونچکر پہلی چیزیں جو اس کی نظر سے گذریں وہ پرٹیناکس کا ایک بے سرا دھڑ اور اسکا معمولی کھانا تھا

محل پر قبضہ کرنا

جو اس کے لئے تیار کیا گیا تھا جس کی طرف اس نے کوئی توجہ نہین کی اور کھانے کو اس نے حقارت آمیز نگاہون سے دیکھا اس کے حکم سے ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا گیا، وہ بڑی رات تک جوا کھیلتا اور رقص یا تماشا کا ناچ دیکھتا رہا لیکن دیکھنے والون نے دیکھا کہ جب چاپلوس اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے اور وہ تاریکی مین اپنے پریشان خیالات لئے ہوئے تنہا رہ گیا تو رات بھر اسکو نیند نہ آئی شاید وہ اپنے ذہن مین اپنی حماقت پر افسوس کرتا ہو۔ یا پرٹینیکس کی تقدیر پر غور کرتا ہو۔ ممکن ہی کہ وہ اس وقت حکومت کے خطرناک قبضہ کے متعلق غور کر رہا ہو جس کو اس نے اپنی قابلیت سے نہین بلکہ دولت کے زور سے حاصل کیا تھا۔

رعایا کی برہمی

اسکے لئے خوف زدہ ہونے کے وجوہات بھی تھے گو تمام دنیا کا حاکم بن بیٹھا تھا لیکن نہ اس کا کوئی دوست تھا نہ پیرو خود محافظ سپاہ جس نے اسکو تخت پر بٹھایا تھا اپنے اس فعل سے شرمندہ تھی۔ کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو جولین کے تخت پر بیٹھنے کو حکومت کی سب سے بڑی توہین نہ خیال کرتا ہو۔ امرا نے جن کے لئے اپنے بلند مرتبہ اور اپنے مال و دولت کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ وہ نہایت ہوشیاری سے کام کرتے، اپنے اصلی جذبات کو پوشیدہ رکھا اور بادشاہ کے مصنوعی خلق و مدارات کے مقابلے مین اس سے نرمی سے پیش آئے اور بظاہر بہت تندہی سے اپنے فرض کو انجام دیتے رہے لیکن عام رعایا اپنی تعداد اور معمولی حالت کی وجہ سے اپنے خیالات کا عام طور پر اظہار کرتی تھی سڑکون پر اور ہر مقام پر ناراضی اور بے اطمینانی کی آوازین بلند ہوتی تھین۔ غصہ سے بھرا ہوا ایک مجمع جولین کے پاس پہونچا، بادشاہ کی فراخ دلی اور فیاضی سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر دیا، اور چونکہ انکو خود اپنی کمزوری کا احساس تھا۔ اس لئے انھون نے سرحدی افواج سے درخواست کی کہ تم سلطنت کے منتشر شیرازہ کو پھر درست کر دو۔

برطانیہ، سیریا، اور پینونیا کی فوجین جولین کے خلاف ہو جاتی ہین

عوام کی ناراضگی کا رخ بجائے مرکز کے، سلطنت کی سرحدون کی طرف بدل گیا۔ برطانیہ سیریا اور الیریکم کی فوجون کو پرٹینیکس کی موت پر بیحد رنج ہوا کیونکہ وہ اس کی ماتحتی مین یا کم از کم اس کی ہمراہی مین سیکڑون مرتبہ اکثر فتوحات حاصل کر چکی تھین۔ انھون نے اس خبر کو کہ محافظ فوج نے علانیہ طور پر تخت شاہی کو نیلام کیا ہی، تعجب، نفرت، اور رشک سے سنا اور سختی سے نئے تاجدار کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کر دیا انکا متحدہ طور پر اور یکبارگی، بلوہ کر دینا جولین کے لئے خطرناک ثابت ہوا۔ اور ملک میں امن و امان بھی قائم نہ رہ سکا۔ وجہ یہ تھی کہ ان افواج کے سردارون کلوڈیس البینس پیسینیس نائجر اور سیپٹیمیس سیویرس کو اپنی کامیابی کی ہوس تھی ان کا مقصد اول پرٹینیکس کا بدلہ لینا نہ تھا۔ مقابل افواج قریب قریب ایک دوسرے کے برابر تھین۔ ہر ایک مین تین تین گروہ تھے ان کے علاوہ مددگارون کی جماعتین علیحدہ تھین۔ اور اگرچہ

دونون فوجون مین کافی فرق تھا تاہم وہ سب تجربہ کار اور قابل اعتماد سپاہی تھے ۔

کلوڈیس البنیس برطانیہ مین

کلوڈیس البنیس جو برطانیہ کا صوبہ دار تھا شرافت نسبی مین اپنے دوسرے دونون حریفون پر سبقت رکھتا تھا ۔ اس کا خاندان قدیم جمہوری حکومت کے وقت سے مشہور تھا ۔ لیکن اس خاندان کی وہ شاخ جس کا وہ اپنے تئین ثمر بتاتا تھا معمولی اور ذلیل حالت مین پہونچ گئی تھی اور اسکی بود و باش ایک دور و دراز صوبہ مین تھی ۔ اس کے اخلاق وعادات کی بابت حکم لگانا بہت دشوار ہے ۔ اس کو لوگ اس بات کا الزام دیتے ہین کہ وہ اپنی فلسفیانہ مستقل مزاجی اور سختی کی آڑ مین بعض نہایت ذلیل عادتون کو چھپاتا تھا ۔ لیکن اس پر یہ الزامات ان مورخین کے ہین جو انتہا درجہ کے حریص اور زر پرست تھے اور جو سیویرس کی تعریف کرتے ، اور اسکے ناکام دشمن کی موت پر خوشیان مناتے تھے ۔ اور اس وجہ سے یہ لوگ بہت زیادہ قابل اعتماد نہین ہین ۔ عمدہ عادتون یا کم از کم اس خیال سے کہ اس مین یہ صفات ہین ، مارکس آبنیس کو پسند کرتا تھا اور اس پر بھروسہ رکھتا تھا ۔ لیکن چونکہ اسکو مارکس وسا اسکا بیٹا کموڈس دونون پسند کرتے تھے اسوجہ سے اندازہ کیا جا سکتا کہ وہ کس مزاج کا آدمی تھا وہ جیسا موقع دیکھتا تھا ویسا ہی کام کرتا تھا ۔ اگر کوئی ظالم تاجدار کسی شخص کی سرپرستی کرے تو اسکا یہ مطلب نہین کہ اس شخص مین کوئی مادہ نہین ہوتا ۔ ممکن ہے کہ وہ ایک قابل ورلائق شخص کی ، بلا ارادہ ہمت افزائی کرتا ہو ۔ یا یہ کہ وہ اُسے اپنے لئے مفید سمجھکر انعام واکرام عطا کرتا ہو تاریخ سے اس کا پتہ نہین چلتا آیا البنیس ، کموڈس کے ظلمون کا آلہ تھا یا یہ کہ وہ اس کی عیش پرستی مین حصہ لیتا تھا وہ سلطنت کے ایک دور دراز کے صوبے مین معزز عہدہ پر مامور تھا ۔ اسی عرصہ مین اسکو شاہنشاہ کا ایک خط ملا جس مین اُسے اطلاع دی گئی تھی کہ چونکہ بعض سرداران فوج ہمارے خلاف سازشین کر رہے ہین لہذا تم اپنے وارث تخت ہونے کا اعلان کردو اور سیزر کا خطاب فوراً اختیار کرلو ، برطانیہ کے اس صوبہ دار نے نہایت عقلمندی سے اس خوفناک رتبہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ۔ کیونکہ اس طرح دوسرے لوگ اس سے حسد کرنے لگتے اور وہ کموڈس کی تباہی کے چکر مین پڑ جاتا ۔ اس نے دوسرے عمدہ او شاطر طریقون سے زر و طاقت اپنے ہاتھ مین لے لی ۔ ابھی جبکہ اُسے بادشاہ کے مرنے کی پکی خبر نہ ملی تھی ، اس نے اپنی فوج کو جمع کیا ۔ اور ایک فصیح وبلیغ تقریر مین ناقابل علاج شخصی حکومت کی برائیون پر افسوس ظاہر کیا ۔ اس نے اس مسرت و چین کا ذکر کیا جو اسکے بزرگون کو جمہوری حکومت کے وقت حاصل تھی ۔ اور آخر مین یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین مجلس ملکی اور عوام کو ان کے جایز حقوق دلانا چاہتا ہون ۔ برطانیہ مین جو فوج تھی اُس نے اس تقریر پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور روم والون نے بھی چپکے ہی زبان سے اسکے ارادون پر مرحبا کہا ، اپنی چھوٹی سی حکومت کے تحفظ کی بنیاد پر اور اس فوج کی سرداری کی بدولت جو قواعد کے لئے تو بہت مشہور نہ تھی لیکن تعداد اور بہادری مین

بہت ممتاز تھی، البینس نے کوڈس کی دھمکیون کی کوئی پرواہ نہ کی پرٹینکس کے زمانے مین وہ ایک حد تک خودمختار رہا۔ لیکن جب جولین نے تخت سلطنت پر قبضہ کیا تو اُس نے اپنی خودمختاری کا صاف صاف اعلان کر دیا۔ دارالسلطنت روم مین جو جھگڑے و فساد برپا ہوئے انکی وجہ سے وہ اپنے خیالات یا جذبۂ وطن پرستی مین اور زیادہ مستحکم ہوگیا۔ وہ اپنے معاملات کو نہایت صاف ستھرا رکھنا چاہتا تھا اور اس لئے اُس نے اگسٹس اور شاہنشاہ کے معزز خطابون کو حاصل کرنا مناسب نہین سمجھا۔ اور اس موقع پر گالبا کی تقلید کی جس نے بھی ایسے ہی ایک زمانے مین اپنے تئین مجلس ملکی اور عوام کا طرفدار قرار دیا تھا۔

سیریا کا پسینیس نائجر

پسینیس نائجر ایک نہایت معمولی خاندان سے تھا لیکن اُس نے صرف اپنی ذاتی قابلیت کے سبب سیریا کی گورنری تک ترقی کی تھی۔ اور اس طرح وہ اس نفع بخش اور بڑے اختیارات کے عہدہ تک جا پہونچا جہان سے سلطنت پر قبضہ کرنا آسان تھا لیکن تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ وہ تاجداری سے زیادہ اسی عہدہ کے لئے موزون تھا وہ سیوآرس کے برابر کا حریف تھا۔ ممکن تھا کہ وہ سیوارس کے لئے ایک عمدہ ماتحت ثابت ہوتا کیونکہ سیوآرس نے بعد مین انتہا درجہ کی قابلیت کا اظہار کیا اور مغلوب دشمن کے طرز حکومت مین سے کئی باتون کو بدستور قائم رکھا۔ اسکی حکومت مین سپاہی نائجر کی بہت عزت کرتے تھے اور اسکے صوبہ دار اسکی حکومت سے خوش تھے۔ چونکہ وہ پابندی سے کام لیتا تھا اس وجہ سے سپاہیون مین بہادری اور وفاداری کے خیالات باقی تھے۔ لیکن نفس پرست باشندگان سیریا اسکی حکومت کی معمولی پابندیون سے ناخوش تھے وہ اسکی عادتون کو ناپسند کرتے، اور جس خوشی سے وہ اُنکے جشنون مین شریک ہوتا اس سے بھی وہ ناراض رہتے تھے۔ جب انٹیاک مین پرٹینکس کے وحشیانہ طریقہ پر قتل ہو جانے کی خبر پہونچی تو تمام ایشیا کی یہ خواہش ہوئی کہ وہ شاہنشاہی قبول کرکے مقتول تاجدار کا انتقام لے۔ مشرقی افواج نے اس کا ساتھ دیا، ایتھوپیا سے لیکر ہیلسپانٹ تک کے زرخیز اور امن پسند صوبون نے خوشی سے اُسکے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور ان حاکمون نے جو دریائے فرات اور دجلہ کے اُس پار حکومت کرتے تھے، اسکے انتخاب ہونے پر مبارکباد بھیجی اور اپنی امداد اور اطاعت کا اسکو یقین دلایا۔ لیکن نائجر اس فوری عروج کے حصول کا اہل نہ تھا وہ اس بات پر فخر کرنے لگا کہ میری تخت نشینی سے ملک مین فساد نہ ہوگا اور میرے مقابل کوئی دوسرا شخص تخت کا دعویدار نہین ہو سکتا۔ وہ انھین خیالات مین رہا لیکن فتوحات حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہین کی۔ اس نے مغرب کی اُس سپاہ سے خط و کتابت نہین کی۔ جس کی مخالفت سے اسکی امیدین بیکار ہو سکتی تھین یا کم از کم جس کی مخالفت سے اس کا ایک برابر کا حریف پیدا ہو سکتا تھا۔ اور نہ اُس نے اٹلی اور روم کی طرف قدم بڑھایا جہان اُس کی موجودگی کا لوگ بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ ان باتون کے بجائے، نائجر انٹیاک مین عیش و عشرت مین وقت گزارتا رہا۔ حالانکہ اس قیمتی وقت کو جفاکش سیویرس نے مفید باتون مین صرف کیا۔

پینونیا اور ڈلمیشیا

پینونیا اور ڈلمیشیا کا ملک دریائے ڈینوب اور ہیڈریاٹک کے درمیان واقع تھا رومیون نے اپنی آخری فتوحات میں اسی حصہ ملک پر قبضہ کیا۔ اپنے قومی وجود کو بچانے کے لئے ایک زمانہ مین دو لاکھ وحشی دشمنون کا مقابلہ کرنے میدان جنگ مین اُترے تھے۔ اور آگسٹس کو ضعیفی مین متردد کر دیا تھا۔ ان لوگون نے بھی جنگ مین اسی ہوشیاری سے کام کیا تھا جیسا ٹائبریس نے کیا تھا جو سلطنت روم کا سپہ سالار تھا۔ لیکن آخرمین پسر ڈیسیس کو رومی ہتھیارون اور انتظام کے آگے ہار ماننا پڑی۔ ابھی اُنکے مفتوح ہونے کو بہت تھوڑی مدت گذری تھی۔ وہ اپنے قدیم ہمسایون کے قریب رہتے تھے اور آزاد قبیلون کے ساتھ ملتے جلتے رہتے تھے، وہ اس آب و ہوا مین بسر کرتے تھے جس کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ وہان کی باشندون کا جسم و ڈیل ڈول تو مضبوط بڑا اور طاقتور ہوتا ہی لیکن سمجھ اور عقل ان سے کوسون دور ہین۔ ان وجوہات سے اُنکی جو خصوصیات قومی تھین وہ اُن مین قائم رہین۔ نرم مزاج قومی گذرزدن کے زیر حکومت رہنے کے باوجود ان لوگون کی قدرتی وحشت اور سختی کا اظہار ہوتا رہتا تھا۔ جو فوج دریائے ڈینوب کے کنارہ پر رہتی تھی اُس مین ہمیشہ انھین لوگون مین سے نئے سپاہی بھرتی کیے جاتے تھے اور چونکہ اس سپاہ کو ہمیشہ جرمنون اور سیرمیٹینس کے خلاف جنگ کرنا پڑتی تھی اسوجہ سے انکو جنگ کا بہت تجربہ ہوگیا تھا سلطنت کے دوسرے مقامات پر جو سپاہ رہتی تھی اُنسے ہمیشہ اس سپاہ کو برتری دیجاتی تھی۔ اور یہ بالکل انصاف کی بات تھی۔

سپٹیمس سویرس

پینونیا والی فوج کی سرداری پر اس وقت سپٹیمس سویرس مقرر تھا۔ یہ شخص افریقہ کا رہنے والا تھا اور اپنے اصل مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا تھا اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے مین عیش و عشرت مین پڑکر، اور خطرات سے ڈرکر اور ہمدردی کے اصول پر عمل کرکے رخنہ ڈالنا چاہتا تھا جب شروع شروع مین اسکو پرٹینکس کے قتل ہونے کی خبر ملی تو اس نے اپنی سپاہ کو جمع کیا اور اپنی طرف سے رنگ آمیزی کرکے، محافظ سپاہ کے ظلمون، کمزوریون، اور وحشیانہ افعال کو اُنکے سامنے بیان کیا اور اپنے سپاہیون کو انتقام لینے پر آمادہ کردیا۔ اسکی فوج لڑائی کے لئے بالکل تیار تھی اُس نے ہر سپاہی کو بشرط فتح ۴ سو پونڈ دینے کا وعدہ کیا یہ رقم اس رقم کی قریب قریب دوگنی تھی، جو جولین نے محافظ سپاہ کے سپاہیون کو رشوت مین دیکر سلطنت مول لی تھی۔ جب تمام سپاہ جمع ہوگئی۔ تو اُس نے سویرس کو آگسٹس بہ پرٹینکس اور شہنشاہ کے خطابون سے مخاطب کیا اور اس طریقہ

پینونیا کے سپاہی اسکو شہنشاہ بناتے ہین

سے اُسے وہ عہدہ نصیب ہوگیا جس کی اس مین اہلیت بھی تھی اور وہ جس کے متعلق فال لیتا رہتا تھا اور خواب دیکھا کرتا تھا۔ اسکو ہم یا تو اسکی ضعیف الاعتقادی اور یا اس کے عمدہ طرز حکومت کا نتیجہ کہہ سکتے ہین۔

تخت شاہی کے اس نئے امیدوار نے اپنے گرد و پیش کے حالات کو خوب سمجھ کر ان سے فائدہ اٹھایا۔ اسکی صوبہ کی حد جولین اسپس تک تھی جس کے ذریعہ وہ آسانی سے اٹلی مین داخل ہو سکتا تھا۔ اسکو اگسٹس کا وہ قول یاد تھا کہ ہر پینونین فوج ایک ہفتہ مین روم کے سامنے پہونچ سکتی ہے اس موقع پر جتنی تیزی اور پھرتی کی ضرورت تھی ...

اٹلی مین داخل ہونا

اسی تیزی سے پرٹینکس کے قتل کا انتقام لے سکتا تھا، جولین کو سزا دے سکتا تھا، اور جائز بادشاہ بنکر مجلس ملکی اور عوام کی وفاداری حاصل کر سکتا تھا۔ اور جب تک اسکے مدمقابل لوگون کو اطلاع ہوتی وہ اپنا کام کر چکتا کیونکہ دوسرے دعویدار ان تخت و تاج اٹلی سے بہت دور دراز کے مقامات پر تھے اور اُنکے اٹلی تک پہونچنے مین بہت عرصہ لگتا۔ اور اس عرصہ مین وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہو کر تخت نشین ہو جاتا۔ اس زمانہ مین نہ وہ چین سے سویا اور نہ اس نے پیٹ بھر کھانا کھایا اسکی مصروفیت کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر وقت پیدل زرہ بکتر پہنے ہوئے اپنی سپاہ کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ اسی طرح اس نے فوج مین پورا اعتماد پیدا کر لیا۔ اور تمام سپاہ اس پر جان دینے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس نے سپاہ سے بڑی محنت لی اور انمین ایک خاص جوش پیدا کر دیا، کیونکہ وہ ذلیل سے ذلیل سپاہی کی مدد کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر مین اپنے مقصد مین کامیاب ہو گیا، تو کسانا بڑا درجہ مجھکو ملے گا!

روم کی طرف پیشقدمی کرنا

بدقسمت جولین سمجھتا تھا کہ مین آسانی سے سیویرس کے صوبہ دار کو شکست دیدونگا لیکن ناقابل تسخیر پینونین افواج اس سرعت سے آگے بڑھیں کہ اس کے بنائے کچھ نہ بنا جس سرعت سے قاصد آتے جاتے تھے اس سے وہ اور خوفزدہ ہوا۔ اسکو کئی بار یہ اطلاع ملی کہ سیویرس کوہ الپس کو پار کر چکا ہے اور اٹلی کے تمام شہرون نے اسکی پیش قدمی کو اس لئے نہین روکا کہ وہ یا تو اس کا مقابلہ نہ کرنا چاہتے تھے اور یا مقابلہ کرنا بے سود سمجھتے تھے اس صورت مین انھون نے سیویرس کے آنے پر اظہار مسرت کیا۔ اسکو یہ بھی خبر ملی کہ بغیر کسی مقابلے کے ریونا کا ضروری مقام اور بیڑہ یا ملک کا جہازی بیڑہ، فاتح کے ہاتھ مین پہونچ گیا ہے اس وقت سیویرس اور روم کے درمیان صرف ڈھائی سو میل کا فاصلہ تھا اور ہر لمحہ جو گذرتا تھا وہ جولین کی زندگی اور اس کے زمانہ سلطنت کو کم کر رہا تھا۔

جولین کی مصیبت

اب جولین نے کوشش کی کہ آنے والی مصیبت سے مین بچ جاؤن یا کم از کم مصیبت جتنی دیر مین آئے اتنا ہی اچھا ہے۔ اس نے لالچی محافظ سپاہ سے مدد کی درخواست کی، شہر مین مقابلہ کا انتظام کیا جس کا کوئی نتیجہ نہوا اس نے چارون طرف حفاظت کا سامان کیا

اور محل شاہی کے اردگرد ہر طرف فصیلین تیار کرائین۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جب امیدا اور مددگارون کا خاتمہ ہوجائیگا تو مورچہ بندیان کامیاب سپہ سالار سے اسے محفوظ رکھین گی۔ محافظ سپاہ نے خوف و شرم کی وجہ سے اس کا ساتھ نہین چھوڑا۔ لیکن محافظ سپاہ کی حالت یہ تھی کہ وہ بیچون سپاہ اور اسکے کامیاب فاتح کا نام سنکر جو ڈینوب کے قرب وجوار کے وحشیون کو شکست دینے کا عادی تھا کانپنے لگتی تھی۔ انھون نے نہایت افسوس سے غسلخانون اور تھیٹرون کی عیش و آرام کی زندگی کو خیرباد کہا اور ان ہتھیارون کو پھر بدن پر سجایا جنکا استعمال وہ بھول گئے تھے اور جنکے بوجھ کے وہ متحمل نہ رہے تھے۔ ان ہاتھیون پر جنکو لڑائی کی مشق نہین رہی تھی۔ رومیون کو بہت بھروسہ تھا اور سمجھتے تھے کہ انکو دیکھکر شمالی حملہ آورون مین کھلبلی پڑجائے گی۔ لیکن جب معرکہ پڑا تو ہاتھیون نے اپنے ہی سوارون کو گرادیا۔ وہ بحری سپاہی جو میسینیم کے بیڑہ سے لئے گئے تھے جب نقل و حرکت کرتے تھے۔ تو انکو دیکھکر تمام لوگ ہنستے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر جولین کی کمزوری اور مصیبت کو دیکھکر باطن مین خوب خوش ہوتے تھے۔

اسکا فریب طریق عمل

جولین جو بات بھی کرتا۔ اس سے اس کے خوف کا اندازہ دوسرون کو ضرور ہوجاتا۔ اپنے اس بات پر زور دیا کہ مجلس ملکی سیویرس کو ملک و ملت کا دشمن قرار دے۔ پھر اسنے یہ تجویز پیش کی کہ پینوینیا سپہ سالار کو ملکی حکومت مین شریک کرلیا جائے۔ اس نے شاہی قاصدون کو جو دارالعوام کی حیثیت سے کام کرچکے تھے، اپنے دشمن کے پاس روانہ کیا کہ وہ شرائط طے کرین۔ اس کے بعد اس نے ذاتی طور پر بعض بدمعاشون کو مقرر کیا کہ تم سویرس کو قتل کردو۔ اس نے اس کا انتظام کیا کہ پاکدامن کنواریان اور دوسرے تمام پادری اپنے لباس پہنکر، ہاتھ لین رومن مذہب کے مقدس نشانون کو لیکر میدان مین افواج کا مقابلہ کرنے جائین۔ اس زمانے مین اس نے بعض فضول رسمین ادا کین اور ناجائز قربانیان کرکے یہ چاہا کہ کسی طرح دیوتاؤن کو راضی کرلے۔

محافظ سپاہ جولین کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے

سویرس نہ تو جولین کی فوجون سے ڈرتا تھا اور نہ اسکے جادو اور اسی قسم کی دوسری باتون سے لیکن خفیہ سازشون کے مقابلہ مین اس نے اپنی بڑی حفاظت کی۔ اسکے لئے وہ اپنے چھ سو منتخب وفادار سپاہی اپنے ساتھ رکھتا تھا یہ سپاہی ایک منٹ کے لئے کبھی اس سے جدا نہ ہوتے تھے اور ہر وقت زرہ بکتر پہنے رہتے تھے۔ سویرس استقلال سے تیزی کے ساتھ روم کی طرف بڑھتا رہا۔ وہ آسانی سے اپینائن پہاڑون کی قطارون سے گذر گیا۔ اس نے ان سب قاصدون اور سپاہیون کو جو اسکی رفتار روکنے کو بھیجے گئے اپنے ساتھ شامل کرلیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے انٹرامنیا پر جو روم سے ستر میل کے فاصلہ پر ٹھہر گیا۔ اس کی فتح یقینی تھی۔ لیکن اس خیال سے کہ کہین محافظ سپاہ، ناامیدی کی حالت مین مقابلہ کرکے سیکڑون ہزارون کا خون نہ کرادے اس نے ٹھہرنا مناسب خیال کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میسری

تخت نشینی سے ایک شخص کی بھی جان نہ جائے اُس نے اپنے قاصدون کو شہر مین بھیجا اور ان قاصدون نے محافظ سپاہ کو پورا یقین دلادیا کہ اگر تم لوگ اپنے نااہل بادشاہ اور پرٹینکس کے قاتلون سے کوئی سروکار نہ رکھو، تو سوریس پرٹینکس کے قتل کو تم سب لوگون کا متحدہ فعل نہ خیال کریگا۔ بے ایمان محافظ سپاہ نے، جو محض ضد کی وجہ سے جولین کا ساتھ دیرہی تھی، سوریس کے ایسے آسان شرائط دیکھکر فوراً ان کو ماننے کے لئے تیار ہوگئی۔ اونھون نے پرٹینکس کے قاتلون کو گرفتار کرلیا۔ اور مجلس ملکی پر ظاہر کردیا کہ ہم اب جولین کا ساتھ نہین دے سکتے اس مجلس نے بجبر قاسمٹ اعلیٰ کے کہنے سے سوریس کو بغیر اختلاف رائے کے بادشاہ تسلیم کرلیا۔ ایک قانون پاس ہوا کہ پرٹینکس کے ساتھ ادب و احترام برتا جائے اور بدقسمت جولین کو تخت سے اتار کر موت کی سزا دی جائے۔ جولین کو آفت و مصائب کے زمانہ مین زر کثیر صرف کرکے صرف

جولین تخت سے اُتار کر مجلس ملکی کے حکم سے قتل کیا جاتا ہے

دو ماہ چھ دن حکومت کرنا نصیب ہوئی اور وہ محل کے غسلخانہ مین ایک معمولی مجرم کی مثل قتل کردیا گیا۔ سوریس کی اس حیرت انگیز کارروائی پر مشکل سے یقین آتا ہے۔ کیونکہ اُس نے اتنے قلیل عرصہ مین کئی فوجین دریائے ڈینوب کے کنارے اکٹھا کین اور اونکو دریائے ٹائیبر کے کنارے پر لے گیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملک مین زراعت اور تجارت کی بدولت ہر قسم کی ضروریات بکثرت موجود تھین، سڑکین عمدہ تھین، فوجون کا انتظام معقول تھا اور تمام صوبون مین امن وامان تھا۔

محافظ سپاہ کی ذلت

سوریس نے سب سے پہلے دو باتون کا خیال کیا۔ پہلا اُسکے طرز عمل اور دوسرا صفائی کے متعلق تھا یا بالفاظ دیگر یہ کہ پرٹینکس کی موت کا انتقام کیونکر لیا جائے اور اسکی یادگار کیونکر قائم رکھی جائے۔ اس سے پہلے کہ نیا تاجدار، روم مین داخل ہو اس نے محافظ سپاہ کو حکم دیا کہ تم لوگ غیر مسلح ہو کر ایک بلند میدان مین میرے استقبال کو کھڑے ہو مگر تمھارا لباس وہی ہونا چاہیئے جسکو پہنکر تم بادشاہون کے حضور حاضر ہوتے تھے۔ محافظ سپاہ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بجا طور پر خوفزدہ تھے اسکے بعد الیرین فوج کے ایک منتخب حصہ نے جسکے ہاتھون مین برچھیان تھین اور برچھیون کا رخ محافظ سپاہ کی جانب تھا، انکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ راہ فرار مسدود تھی اور مقابلہ بے سود، اس لئے خاموشی سے یہ لوگ اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لئے انتظار کرنے لگے۔ سوریس، مسند عدالت پر جلوہ افروز ہوا، اُس نے محافظ سپاہ کو بزدلی اور نامردی کا الزام دیا اور ہمکو اس اعتبار کی جگہ سے جس کے وہ نااہل ثابت ہوچکے تھے، برطرف کردیا۔ اُنکے زیورات انسے چھین لئے گئے اور اونکو حکم دیا گیا کہ تم کو دارالسلطنت کے سو میل اس طرف آنے کی اجازت نہین۔ اگر تم اس حکم کی خلاف ورزی کروگے تو اس صورت مین تمکو موت کی سزا دی جائیگی اس وقت مین الیرین فوج کے ایک دوسرے حصہ کو حکم ملا کہ تم جاکر محافظ سپاہ کے ہتھیارون وغیرہ پر قبضہ کرلو، انکے کیمپ مین داخل

ہوجاؤ اور نا امیدی کی حالت مین اگر وہ فساد کرنا چاہین، تو اونکو اس سے باز رکھو۔

پرٹینیکس کا ماتم اور اسکا دیوتا بنایا جانا

اس کے بعد، پرٹینیکس کی تجہیز و تکفین اور اسکے دیوتا بنانے کی رسمین نہایت الم ناک اور شاندار طریقہ سے ادا کی گئین عجلس ملکی نے نہایت افسوس سے اس شاہزادہ کی موت کی رسمین ادا کین جسکو وہ دل سے چاہتی تھی اور جس کی موت پر دل سے رنجیدہ تھی سویرس سنے جو اُس کی موت پر رنج و الم کیا شاید وہ دل سے نہ تھا۔ وہ اسکی خوبیون کی قدر کرتا تھا لیکن شاید انھین خوبیون کی بدولت، اگر پرٹینیکس زندہ رہتا تو وہ کبھی تخت حکومت پر قابض نہ ہوسکتا تھا۔ سویرس نے تجہیز و تکفین کے موقع پر جو تقریر کی، وہ نہایت فصیح تھی اور وہ باطن مین پرٹینیکس کی موت پر خوش تھا لیکن اُس نے رنج و الم کا اظہار نہایت خوبی سے کیا۔ اور اس کی یادگار مین اپنی سچائی اور خلوص کا اس طریقہ پر اظہار کیا کہ سادہ لوح جماعت کو اس بات کا پورا یقین ہوگیا کہ سویرس سے بڑھکر تخت حکومت کا اہل اور کوئی دوسرا شخص نہین ہے وہ روم مین تخت نشینی کے بعد صرف ایک ماہ رہا۔ اُس کے بعد یہ خیال کر کے کہ مین رسوم کے بجائے فوجی طاقت کی بدولت سلطنت پر اپنا حق قائم رکھ سکتا ہون، اپنے حریفون سے مقابلہ کی تیاری مین مصروف ہوگیا۔ اس نے ایک منٹ کے لئے بھی آسانی سے ہاتھ آئے ہوئے تخت پر فخر و ناز نہین کیا۔

سویرس، نائجر اور البینس کے مقابلہ مین فتحیاب ہوتا ہے

اس مین کوئی شک نہین کہ سویرس اچھی قسمت لیکر آیا تھا اور غیر معمولی دل و دماغ کا آدمی تھا، اس وجہ سے ایک ممتاز مورخ نے اسکا سیزر اول سے جو اپنے خاندان کا سب سے بڑا ماجدار تھا تقابل کیا ہے یہ تقابل صحیح نہین ہے سویرس مین حکومت کرنے کی فطری قوت نہ تھی۔ وہ سیزر اول کی طرح، دوسرون کی خطائین، فراخ دلی سے معاف نکر سکتا تھا، اور نہ اسکی طبیعت مین وہ ہمہ گیری تھی جسکی بدولت سیزر اول عیش پرستی بھی کرتا تھا کسب علم بھی کرتا تھا اور ملکی فتوحات بھی کرتا تھا۔ وہ دونون ایک طریقہ سے کسی حد تک ایک دوسرے کے مشابہ تھے یعنی یہ کہ دونون کے مزاج مین عجلت بہت تھی اور دونون کو ملکی معاملات مین یکسان کامیابی ہوئی تھی۔ چار دن سے کم کے عرصہ مین سویرس نے مشرق کی دولتمند اور مغرب کی جنگجو آبادی کو مطیع کرلیا۔ اس نے اپنے دونون حریفون کو جو مشہور بھی تھے اور حکومت کے اہل بھی تھے، یکے بعد دیگرے نیچا دکھا دیا۔ اور اُن تمام افواج کو جنکے پاس اسلحہ بھی تھے اور جو قواعد کی پابند بھی تھین، آسانی سے شکست دیتا رہا حالانکہ ان فوجون مین ہر ایک کی تعداد آپکی فوج سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اُس زمانہ مین تمام رومی سپہ سالار قلعہ بندی کے فن اور فوجون کو نقل و حرکت دینے کے اصول سے پوری طور پر واقف تھے۔ سویرس کو جو فوقیت دوسرے سپہ سالارون پر حاصل تھی اسکی مثال اس کاریگر کی سی تھی جس کے پاس وہی آلات وغیرہ ہوتے ہین جو دوسرون کے پاس۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے آلات کو

حریفوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوشیاری اور صفائی سے استعمال کرکے، اُنسے گوئے سبقت لیجاتا ہے۔ ہم ان فوجی فتوحات کا ذکر اس مقام پر تفصیل سے نہ کرینگے۔ چونکہ نائجر اور البینس کی لڑائیوں کا طریقہ اور نتیجہ ایک ہی تھا اس لئے ہم ایک ساتھ ہی ان کے حالات جمع کرکے، فاتح کے عادات و اطوار اور حکومت کی حالت بیان کرینگے۔

دو خانہ جنگیوں کے حالات

جب ہم خانگی زندگی میں کسی شخص کو جھوٹا اور بے وفا، دیکھتے ہیں تو اسکو نالائق قرار دیتے ہیں۔ لیکن جب قومیت کا سوال درمیان میں ہوتا ہے تو یہ چیزیں ایسی بُری نہیں خیال کی جاتیں۔ گو یہ واقعی اتنی ہی خراب اس موقع پر بھی ہوتی ہیں، یقینی خانگی زندگی میں بے وفائی کے معنی یہ سمجھے جاتے ہیں کہ یہ لوگ نہایت درجہ بزدل ہیں، اور دروغ گوئی پر صرف یہ الزام آتا ہے کہ دروغ گو کمزور ہے۔ چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ ماہرین سیاست کے لئے اپنی ہی طاقت کے اصولوں پر چلنا اور دشمنوں کو زیر کرنا بغیر مکر ممکن نہیں ہے اس لئے دنیا نے انکو پالیسی کے ماتحت مختلف قسم کی مکاریاں اور فریب کرنے کی آزادی دے رکھی ہے۔

سویرس کی ترکیبیں

لیکن جو ترکیبوں کا استعمال سویرس نے لڑائی کے موقع پر کیا انکی نسبت کسی طرح یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انکو اس نے ملک وقت کی بہتری کے لئے استعمال کیا تھا۔ پہلے وہ ہر قسم کے وعدے کرلیتا لیکن بعد میں دوسروں کا راز فاش کردیتا۔ اپنا کام نکالنے کے لئے وہ چاپلوسی کرتا لیکن پھر انہی لوگوں کو تباہ کردیتا۔ جب کبھی وہ قسموں اور عہدناموں سے اپنے تئیں پابند پاتا تو وہ کبھی اُن پر قائم نہ رہتا۔ کیونکہ اس کا ضمیر، اسکے مقاصد کا ماتحت تھا۔

نائجر کے ساتھ اسکا برتاؤ

اگر اس کے دونوں حریف، اپنے خطرہ کا احساس کرکے، ایک دوسرے سے ملکر کام کرتے اور متفقہ طور پر فوراً حملہ کردیتے تو شاید سویرس کا بچنا مشکل پڑتا اور گو وہ علیحدہ علیحدہ بھی ایک ہی وقت میں اُس پر حملہ آور ہوتے، اور اُن کے مقاصد جدا جدا بھی ہوتے تو بھی لڑائی بہت عرصہ تک قائم رہتی اور نتیجہ خدا جانے کیا ہوتا۔ لیکن انھوں نے یکے بعد دیگرے سویرس سے جنگ کی اور ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے مکار حریف سویرس کے دام تزویر میں پھنس گئے۔ وہ ایک عرصہ تک اُسکے وعدوں کی بناء پر میٹھی نیند سوتے رہے اور یکبارگی اُس کی تیزی کی وجہ سے برباد و پامال ہو گئے۔ پہلے پہل وہ نائجر کی طرف بڑھا، کیونکہ اسکی طاقت اور شہرت سے وہ بہت خائف تھا۔ لیکن قریب پہنچکر اُس نے کوئی کارروائی نہیں کی اور کسی طرح مخالفت کا اظہار نہ ہونے دیا۔ مجلس ملکی اور عوام پر یہ ظاہر کیا کہ میں صرف مشرقی صوبوں کا ازسرنو انتظام کرنا چاہتا ہوں۔ جب کبھی وہ نائجر کا ذکر کرتا تو اُسے اپنا پرانا دوست اور اپنا جانشین

تھا۔ اور اسکی اس تجویز کی جس سے وہ پرٹینکس کا انتقام لینا چاہتا تھا، بہت تعریف کرتا تھا، اور کہتا تھا کہ تخت کے کمینہ غاصب کو سزا دینا، ہر رومی سپہ سالار کا فرض ہو۔ لیکن یہ بھی کہتا تھا کہ اگر کوئی سپہ سالار سرکشی پر آمادہ رہے اور حقدار تاجدار کے آگے جسکو مجلس ملکی بادشاہ مان چکی ہو، سر نہ خم کرے تو وہ ملزم ہے۔ دونوں صوبہ داروں کے لڑکوں میں اسکو، نائجر کے لڑکے بھی ہاتھ آگئے تھے، انکو اس نے روم میں روک رکھا تا کہ انکے ماں باپ جادۂ وفاداری سے قدم نہ ہٹا سکیں۔ تہ جبتک اُسے نائجر کی طرف سے اندیشہ باقی رہا۔ اس وقت تک اُسکے لڑکے روم میں خود سویرس کے لڑکوں کے ہمراہ نہایت محبت و شفقت کے ساتھ زیر تعلیم رہے لیکن وہ اپنے باپ کی تباہی میں شریک ہوئے، اور شروع میں عوام کی نظروں سے پوشیدہ شہر بدر کئے گئے اور بعد میں انکو سزائے موت دی گئی۔

البینس کے ساتھ اس کا برتاؤ

جب سویرس مشرق کی لڑائی میں مصروف تھا تو اس کو خوف ہوا کہ مبادا، برطانیہ کا صوبہ دار سمندر اور آلپس کو پار کر کے دارالحکومت پر قبضہ نہ کرے اور اس طرح مجلس ملکی کے اختیارات اور مغرب کی افواج کے زور پر اس کو شہر میں نہ داخل ہونے دے۔

البینس نے چونکہ شاہی خطاب نہیں اختیار کیا تھا اسوجہ سے مصالحت کی گنجایش تھی۔ چنانچہ خط و کتابت شروع ہو گئی۔ اپنے حب وطن کے قول، اور شاہی اختیارات کی بابت جو اسکو رشک تھا، بھولکر اس نے غیر جانبدار رہنے کا وعدہ کیا اور اس کے صلہ میں اسکو سیزر کا خطاب عنایت کیا گیا۔ پہلی مہم جبتک پیش نہیں آئی اس وقت تک، البینس کے ساتھ سویرس نے نہایت عزت اور حرمت سے برتاؤ کیا حالانکہ وہ طے کر چکا تھا کہ میں اسکی طاقت کو بالکل تباہ کردونگا۔ جس خط میں اسنے نائجر پر فتح پانے کا حال لکھا تھا اس میں البینس کو اسنے اپنا بھائی اور سلطنت کا حصہ دار قرار دیا تھا اسکو اپنی بیوی جولیا اور دوسروں کا بہت بہت سلام لکھا اور یہ التجا کی کہ تم اپنی فوجوں کو بدستور رہنے دو، جمہوری حکومت کی صورت برقرار رکھو، اور اپنے اور میرے زمانہ کا لحاظ رکھو۔ جن لوگوں کے ذریعہ سے یہ خط روانہ کیا گیا تھا، انکو فہمایش کی گئی تھی کہ تم البینس کو سیزر کے خطاب سے مخاطب کرنا ہر طرح ادب سے پیش آنا اور اس سے درخواست کرنا کہ ہم کو تنہائی میں شرف باریابی عطا کیا جائے جب تم اس تک پہونچنا تو اس کے سینے میں خنجر بھونک دینا۔ یہ راز فاش ہو گیا، اور سادہ لوح البینس بالآخر یورپ میں آکر اپنے حریف سے مقابلہ کا سامان کرنے لگا۔ یہ لڑائی برابر کی نہ تھی کیونکہ سویرس نے اپنی فاتح اور آزمودہ کار فوج لیکر اس پر یکبارگی حملہ کر دیا اور آسانی سے اُسے شکست دیدی۔

خانہ جنگی کا واقعہ

سویرس نے جو فوجی تیاریاں کیں، وہ ان ضروری فتوحات کے لئے جو اسے حاصل ہوئیں ناکافی تھیں کل دو مقابلے ہوئے۔ پہلا مقابلہ ہلسپانٹ پر ہوا اور دوسرا اسائی نبتیا

کے نلبکے کے قریب سے اُن دو مقابلوں ہی سے سیزر حریف کی قسمت کا فیصلہ ہوگیا۔ اور یوروپ کے سپاہیوں نے ایشیا کے نامرد سپاہیوں پر اپنی برتری ثابت کر دی۔ تیانس کی لڑائی بھی جس میں ڈیڑھ لاکھ ترکی شریک تھے اس کے لئے خطرناک ثابت ہوئی برطانیہ کی پلٹنوں نے البتہ الیریا کی تجربہ کار افواج کا خوب مقابلہ کیا اور آخر میں کوئی فیصلہ نہ ہو سکا کہ میدان جنگ کس کے ہاتھ رہا۔ لڑائی کے دوران میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سیزر کی شہرت اور خود اسکی ہستی کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے لیکن اُسنے اپنی شکستہ دل فوج کو پھر اکٹھا کیا اور خود اُنکے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوا۔ اور اسی یادگار دن پر لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

اس لڑائی کا فیصلہ صرف ایک دو مقابلوں پر ہوگیا

یوروپ میں جتنی خانہ جنگیاں ہوئیں۔ اُنکی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ نہایت خوفناک ہونے کے علاوہ لڑنے والے فریق ہمیشہ نہایت استقلال سے اُن میں حصہ لیتے رہے ان لڑائیوں کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اصول کے مطابق تھیں یا یہ کہ کم از کم یہ لڑائیاں مذہب، آزادی یا حکومت کی وفاداری کی حمایت میں لڑی گئیں ان کے رہنما نہایت خود مختار تھے اور باپ دادا کے وقت سے نہایت با اثر چلے آرہے تھے۔ جو لوگ ان لڑائیوں میں شریک ہوتے تھے، وہ خود جنگ میں دلچسپی لیتے تھے۔ اور چونکہ تمام آبادی میں فوجی روح اور سپاہیانہ جوش موجود تھا اس لئے اگر کوئی سردار شکست بھی کھاتا تھا، تو فوراً دوسرے لوگ اس کا ساتھ دینے کو تیار ہوجاتے اور اس کے لئے اپنا خون بہانے میں دریغ نہ کرتے لیکن جب جمہوریت کا خاتمہ ہوچکا اس وقت رومی لوگ صرف اپنے منتخب شدہ آقاؤں کی خاطر جنگ میں شرکت کرتے تھے، انکو خود جنگ کی فتح یا شکست سے نفع نہ پہونچ سکتا تھا۔ جو شخص حکومت کا امیدوار ہوتا، اسکے جھنڈے کے نیچے کچھ لوگ محبت سے، کچھ خوف سے، کچھ اپنے منافع کے خیال سے جنکی انھیں امید ہوتی جمع ہوجاتے تھے۔ لیکن کوئی شخص اس خیال سے شریک نہ ہوتا تھا کہ یہ میرا فرض ہے۔ سپاہ میں کوئی فرقہ بندی نہ تھی اور جب انکو انعام واکرام کا لالچ دیا گیا تو وہ ان خانہ جنگیوں میں شریک ہوگئے۔ اگر سردار کو کسی طرح مجبور ہوکر شکست اٹھانا پڑتی تو اسکی کرایہ پر آئی ہوئی سپاہ اسکا ساتھ نہ دیتی، بلکہ انکو اسکی حالت پر چھوڑ دیتی کہ جس طرح چاہو، اپنی حفاظت کا سامان کرو۔ ہم سے تم سے اب کوئی تعلق نہیں جن صوبوں کے لئے یہ لڑائیاں ہوتی تھیں ان پر شکست یا فتح کا کوئی اثر نہ ہوتا نہ انھیں اسکی پرواہ تھی کہ ہم پر اب کسی کی حکومت ہوگی صوبوں کو موجودہ طاقت کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا اور جب وہ طاقت مغلوب ہوجاتی، تو صوبوں کو نئے فاتح کے آگے جبین نیاز گھسنا پڑتی۔ اور یہ نیا فاتح چونکہ ایک طرح کا قرضدار ہوتا تھا، اس لئے وہ ان مقامات کو جہاں کے باشندے زیادہ قصوروار ہوتے تھے، اپنے سپاہیوں پر تقسیم کردیتا تھا اس وسیع سلطنت میں شاید ایک ہی آدھ شہر ایسا ہو جو ہر طرح سے محفوظ ہو اور جس میں ہزیمت یافتہ فوجیں قیام کرسکتیں۔ کوئی خاندان یا گروہ اس قابل نہ تھا کہ جو

حکومت کی امداد کے بغیر کسی طرح بھی شکست کھائی ہوئی جماعت کو سنبھال سکے۔

بائزنطیم کا محاصرہ

لیکن جو لڑائی نائجر اور سویرس کے درمیان ہوئی اُس میں کم از کم ایک شہر عام قاعدہ سے مستثنیٰ تھا۔ بائزنطیم وہ سب سے بڑا راستہ تھا جو یوروپ اور ایشیا کے درمیان تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک مضبوط دستہ فوج اسکی حفاظت کے لئے مقرر تھا۔ اور بندرگاہ مین پانچ سو جہاز اسی غرض سے تیار رہتے تھے۔ حفاظت کا یہ نہایت عمدہ سامان تھا۔ لیکن اُس سے سویرس نے اپنی تیزی کی وجہ سے کوئی فایدہ نہین اُٹھایا اُس نے بائزنطیم کا محاصرہ تو اپنے افسرون کے سپرد کیا اور خود ہلسپانٹ کے راستہ پر جہان حفاظت کا سامان کم تھا۔ حملہ کر دیا، اور نہایت بے صبری سے آگے بڑھا کہ کمزور دشمن سے مقابلہ کرے۔ بائزنطیم پر ایک بہت بڑی فوج نے جس مین ہر روز اضافہ ہوتا تھا، حملہ کیا۔ اسکے بعد سلطنت کا تمام بحری بیڑہ اسی مقام پر جمع ہوگیا۔ تین برس تک یہ مقام محصور رہا اور نائجر کے نام اور اسکی یادگار پر وفاداری سے ثابت قدم رہا۔ ہمکو خاص وجہ نہین معلوم لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ تمام آبادی کے لوگون مین مع سپاہیون کے انتہائی جوش پھیلا ہوا تھا۔ نائجر کے اُن افسرون نے جو ہمت ہار چکے تھے اور جو معافی نہ مانگنا چاہتے تھے، اس آخری موقع سے فائدہ اُٹھایا۔ روک کا سامان نہایت عمدہ تھا اور خیال کیا جاتا تھا کہ یہ مقام ناقابل تسخیر ہے۔ ایک انجنیر نے وہ تمام کاریگری اس موقع پر صرف کردی۔ جو زمانۂ قدیم مین لوگون کو معلوم تھی۔ بائزنطیم نے آخرکار قحط سے عاجز آکر ہتھیار ڈالدیئے۔ مجسٹریٹ اور سپاہی قتل کئے گئے دیوارین منہدم کردی گئین۔ جن لوگون کو بعض بعض فوائد حاصل تھے، وہ سب ان سے چھین لیئے گئے۔ اور مشرق کے اتنے عظیم الشان دار الحکومت کی حیثیت ایک معمولی اور غیر محفوظ گاؤن کی رہ گئی۔ یہ گاؤن پیرنتھس کے زیر حکومت کر دیا گیا۔ ڈایون نے جو ایک بہت بڑا مورخ تھا، اس مقام کو زرخیزی کی وجہ سے بہت پسند کیا تھا وہ اسکی حالت پر افسوس کرتا ہوا اور سویرس کو الزام دیتا ہے کہ اُس نے اپنے انتقام کے جوش مین اس مقام کو برباد کر دیا اور رومی لوگون کے اس پشت پناہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جو انکو پونٹس اور ایشیا کے وحشیون سے محفوظ رکھتا تھا۔ اس قول کی حقیقت اسوقت ثابت ہوگئی جب دوسری نسل مین گاتھک قوم کے جہازون سے تمام بحیرۂ اسود بھر گیا۔ اور یہ جہاز بحیرۂ باسفورس کے ذریعہ سے ہوکر بحر روم کے وسط مین پہونچ گئے۔

نائجر اور البینس کی موت

خانہ جنگیون کے خوفناک نتائج

البینس اور نائجر دونون میدان جنگ سے فرار ہوئے پکڑے گئے اور قتل کئے گئے۔ انکی موت پر نہ کسی کو تعجب ہوا اور نہ افسوس۔ اُنھون نے سلطنت کی قربانگاہ پر اپنی زندگی نذر کردی اور اگر قسمت نے تاج شہریاری اُنکے سر پر دھرا ہوتا، تو یقیناً وہ اپنے حریفون کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو انکو پیش آیا۔ سویرس نے اسکو بھی جائز نہین رکھا کہ یہ لوگ معمولی آدمیون کی طرح رہنے پائین وہ عفو کرنا جانتا ہی نہ تھا۔ اُس کے دل مین ہوس جاگزین تھی،

وہ انتقام لینا چاہتا تھا، حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ دشمن کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ سوئرس کے تخت سلطنت پر قدم رکھنے سے پیشتر بعض صوبوں میں جن متعدد لوگوں نے اپنے وقتی حاکم کے حکم کو مانا تھا اور جنکو سوئرس سے کسی قسم کا اختلاف نہ تھا انکو محض اسی قصور پر موت، جلاوطنی، اور خاصکر ضبطی جائداد کی سزائیں دی گئیں۔ مشرق کے اکثر شہروں کو زمانۂ قدیم سے خاص رعایتیں حاصل تھیں، وہ سب اُن سے واپس لی گئیں۔ اور وہ جو رقم نائجر کو اسکی خدمات کے صلہ میں، دیتے تھے اُس سے چوگنا محصول سوئرس کے خزانہ میں داخل کرنے پر مجبور کیے گئے۔

سوئرس مجلس ملکی کے خلاف ہو جاتا ہے

جب تک لڑائی کا فیصلہ نہیں ہو گیا، اُس وقت تک سوئرس ظلم و جور سے باز رہا اور مجلس ملکی کی بظاہر عزت و توقیر کرتا رہا۔ کیونکہ اس کو نہیں معلوم تھا کہ لڑائی میں کیا واقعہ پیش آئے اور فتح کا سہرا کس کے سر بندھے۔ جب لڑائی میں کامیابی نصیب ہو چکی اور اس نے آلبینس کا سر روم میں بھیجا تو اسی کے ساتھ ایک خط بھی روانہ کیا کہ میں اپنے حریفوں کے ہمدردوں میں سے ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اس کو یہ شبہ ہو گیا کہ مجلس ملکی دل سے میری حکومت پر خوش نہیں ہے۔ یہ شبہ ٹھیک تھا، اور یہی وجہ اسکی ناراضگی کی تھی۔ اپنی ناراضگی کو اس نے اس پردہ میں چھپایا کہ حال میں چند خطوط اس قسم کے پکڑے گئے ہیں جنمیں میرے خلاف سازش کی تحریک کی گئی ہے۔ مجلس ملکی کے اُن پینتیس ۳۵ ممبروں کی جن پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ آلبینس کے طرفدار ہیں۔ اُس نے خطا معاف کر دی اور اپنے بعد کے برتاؤ سے یہ بات ثابت کر دی کہ میں تمھاری خطاؤں کو بھول گیا ہوں، اور انکو معاف کر چکا ہوں۔ لیکن ان کے علاوہ اکتالیس ممبروں کو جنکے نام تاریخوں میں مذکور ہیں، اُس نے موت کی سزا دی۔ انکے اہل بچّے اور اسامیوں تک کو سزا ملی۔ اسپین اور گال کے صوبوں کے ممتاز ترین باشندے اس بلا میں مبتلا ہو گئے۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے، انصاف کی بنا پر کیا ہے۔ اس سخت انصاف کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ صرف یہی ذریعہ ہے جس سے لوگوں کو امن اور میری حکومت کو استقلال حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ افسوس کرتا تھا کہ بجائے نرمی دکھانے کے لئے ضرورتاً سختی کرنا پڑی ہے۔

اسکی عقلمندی اور انصاف

ہر خود مختار اور آزاد بادشاہ کو صرف اِن چیزوں سے فائدہ پہونچ سکتا ہے جن سے اسکی رعایا کو فائدہ پہونچے۔ رعایا کی آبادی، دولت کی فراوانی اور اُنکی حفاظت یہی وہ چیزیں ہیں جن پر حکومت کی شان و شوکت کا دار و مدار ہے۔ اگر تاجدار اچھا آدمی نہو تب بھی عقل اسکو یہی رستہ سمجھائے گی۔ سوئرس روم کی عظیم الشان سلطنت کو اپنا مال سمجھتا تھا اور اس لئے جب سلطنت کا استحکام ہو گیا تو اُس نے وہ طریقے اختیار کرنا شروع کئے جن سے وہ اُسے ترقی دے سکتا تھا۔ مفید عام قوانین اس سختی سے عمل کیا گیا کہ مارکس کے بعد سے جو

کمزوریان ملک کے ہر حصہ مین پھیل رہی تھین وہ خود بخود فنا ہوگئین۔ مقدمات کے موقع پر وہ توجہ سمجھ اور انصاف سے کام کرتا تھا اور جب فیصلہ کرتا تھا اور اگر وہ جادۂ انصاف سے ہٹتا تھا، تو ہمیشہ غریبون اور کمزورون کی اعانت کی وجہ سے اس رعایت کی وجہ شرمی نہ ہوتی تھی۔ بلکہ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ خودمختار اور آزاد تاجدارون کے مثل وہ بھی معزز لوگون کے غرور کو مٹینا اور تمام رعایا کو قریب قریب ایک سطح پر لاکر انکی امیدون کو حکومت کی ذات سے وابستہ کرنا چاہتا تھا۔ اسکو بڑی بڑی عالیشان عمارتین تعمیر کرانے، لوگون کو عمدہ عمدہ تماشے دکھلانے، اور ان مین غلہ اور اشیاء خوردنی کے تقسیم کرانے کا بہت شوق تھا گو اس طریقہ پر بہت خرچ ہوتا تھا لیکن یہ ایک ایسا ذریعہ تھا جسکی وجہ سے رومیون مین وہ ہمیشہ ہر دلعزیز بنا رہ سکتا تھا۔ خانہ جنگی کی مصیبتون کا کہین نام و نشان نہ تھا۔ امن کے برکات اور زرخیزی کے کامون کا صوبون مین

امن اور ملک کی زرخیزی

پھر ایک دفعہ دور ہوا۔ اکثر شہرون نے اسکی فیاضی کی بدولت اسکی نوآبادیون کو پھر اختیار کیا اور مینار وغیرہ تعمیر کرکے اپنی احسانمندی اور رفاہیت کا ثبوت دیا۔ اس کامیاب اور جنگجو تاجدار کی بدولت رومی سپاہ کی شہرت پھر قائم ہوئی وہ اکثر فخر کرتا اور بجا طور پر فخر کرتا کہ جب روم کی سلطنت میرے ہاتھ آئی تھی۔ اسوقت غیر ملکی لڑائیون کا زور تھا اور خانہ جنگیون سے سلطنت کمزور ہو رہی تھی لیکن مین اسکو بالکل امن و امان کی حالت مین چھوڑونگا اور ہر طرف رفاہیت کے آثار نمایان ہوگئے۔

سپاہ کی عیش پسندی

اگرچہ خانہ جنگیون کے زخم پوری طور پر مندمل ہوچکے تھے۔ پھر بھی اعضاء سلطنت مین اسکا خوفناک زہر ابھی موجود تھا۔ سویرس مین بڑی حد تک ہمت اور قابلیت پائی جاتی تھی لیکن سیزرادل کی بہادری، اور آگسٹس کی گہری سیاسی چالین، پورے طریقہ پر فتحیاب سپاہ کے زور کو نہ توڑ سکی تھین، احسانمندی، غلط طریقہ کار، اور بظاہر ضرورت کی بنا پر سویرس نے فوج کے نظام کو نرم کردیا۔ اسکے سپاہی سونے کی انگوٹھیان پہن پہن کر فخر کرتے تھے، انکو اس بات کی اجازت مل گئی کہ تم اپنی بیویون کے ہمراہ تن آسانی سے فوجی عمارتون مین زندگی بسر کرو۔ اس نے انکی تنخواہ اتنی زیادہ بڑھا دی جتنی کبھی نہ بڑھائی گئی تھی۔ اور انکو اس کی تعلیم دی کہ تم خطرون اور تہوارون کے موقعون پر بیش قیمت تحفون کی سلطنت سے درخواست کیا کرو۔ اسکے بعد سپاہ نے درخواست کرنا ترک کردیا اور انکو اپنا حق سمجھکر مانگنے لگے سپاہی اپنی فتح کے نشہ مین مست تھے عیش پسندی نے انکو پست حوصلہ بنا دیا تھا جو خوفناک رعایتین انکے ساتھ کی گئی تھین انسے وہ عام رعایا سے اپنے تئین ممتاز خیال کرتے تھے ان باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجی شقاوت انسے ظاہر ہوتی تھی۔ وہ ملک مین مظالم کرتے تھے اور اپنے افسرون کے تعمیل حکم مین انکو تامل نہ ہوتا تھا۔ انکے دفتر لشکر مرتبہ کا اظہار، زیادہ شان اور آرام طلبی

سے کرتے تھے۔ سویرس کا ایک خط آج تک دست برد زمانہ سے محفوظ ہے اس مین وہ اپنے ایک سپہ سالار سے اپنی فوج کی عیش پرستی پر افسوس ظاہر کرتا ہے اور اسکو فہمائش کرتا ہے کہ تم حکام فوجداری سے اصلاح شروع کرو۔ وہ نہایت عقلمندی سے بتاتا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کسی افسر کی اس کے ماتحت تعظیم کرنا ترک کر دیتے ہین، تو وہ پھر سپاہیون پر حکمرانی نہین کر سکتا۔ اگر شاہنشاہ نے ذرا غور سے کام لیا ہوتا۔ تو اس کو معلوم ہوتا کہ اس عام بدنظمی کا سبب عہد گذشتہ کی مثال نہین ہے بلکہ اصل سبب، سپہ سالار کی یعنی خود سویرس کی وہ چشم پوشی ہے جس سے وہ اکثر کام لیتا تھا۔

محافظ سپاہ کا پھر مقرر ہونا

اس محافظ سپاہ نے جس نے تاجدار کو قتل کر کے سلطنت کو فروخت کر ڈالا تھا، اپنے کردار کی سزا پائی لیکن سویرس نے اس خوفناک اور ضروری محکمہ کو از سر نو ترتیب دیا اور اس مرتبہ سپاہیون کی تعداد، پہلے کی بہ نسبت چوگنی تھی، پہلے یہ سپاہ، اٹلی مین بھرتی کی جاتی تھی۔ اور جیسے جیسے قریب کے صوبے روم کے مثل مہذب اور شائستہ ہوتے جاتے تھے ویسے ویسے فوج مقدونیا، نارِیکم، اور الیریکم مین مقرر کی جاتی تھی۔ ان مہذب سپاہیون کے رہنے کے کمرے ایسے ہوتے تھے، جنسے یہ معلوم ہوتا کہ انمین رہنے والی فوج کی زندگی بسر کرنے کے بجائے، دربار کی نمائش اور زینت کے لئے زیادہ موزون ہین۔ سویرس نے یہ حکم جاری کیا کہ ان سپاہیون مین سے جو محاذ جنگ پر رہتے ہین، ایسے لوگ منتخب کئے جائین جو طاقتور، بہادر، اور وفادار ہون۔ اور بطور انعام کے انکو ترقی دیکر محافظ سپاہ مین شامل کیا جائے۔ اس نئے محکمہ کے قائم ہونے سے اٹلی کے نوجوانون نے اسلحہ کا استعمال کرنا ترک کر دیا۔ اور دار الحکومت مین صرف وہ وحشی نظر آنے لگے جنکے رسم و رواج اور لباس وغیرہ عجیب و غریب طریقے کے ہوتے تھے۔ ان کی موجودگی سے تمام سب لوگون پر حکومت کا خوف غالب ہو گیا تھا۔ سویرس کا یہ خیال تھا کہ میری فوج اس منتخب شدہ محافظ سپاہ کو اپنا نمائندہ خیال کرے گی۔ اور یہ کہ پچاس ہزار سپاہیون کی جماعت جو اپنے مخالفون کے مقابلہ مین زیادہ معزز اور زیادہ تیز اسلحہ رکھتی ہے، ہر طرح کامیاب ہوگی اور اگر کوئی بغاوت کی گئی تو اسکو فرو کر کے سلطنت، میرے، اور میری اولاد کے لئے وقف کر دے گی۔

محافظ سپاہ کی سرداری

اس زبردست سپاہ کی سرداری جسکے ساتھ ہر طرح کی عنایتین کیجاتی تھین سلطنت کا سب سے بڑا عہدہ قرار پایا جب تنزل کر کے حکومت نے فوجی نظام کو اختیار کیا تو محافظ سپاہ کا سردار جو ابتدا مین ایک معمولی رتبہ کا افسر ہوتا تھا، نہ صرف فوج کا بلکہ محصول اور عدالتون کا بھی حاکم بنا دیا گیا۔ حکومت کے ہر شعبہ مین وہ تاجدار کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا اور اسکو وہی اختیارات حاصل تھے۔ جو بادشاہ کو۔ ایسا پہلا سردار جسکو نہایت زبردست اختیارات حاصل تھے۔ اور جس نے ان اختیارات کو بری طرح استعمال کیا، سویرس کا مقرب وزیر، پلاٹیانس تھا۔ وہ دس برس تک برسر اقتدار رہا اور جب اسکی لڑکی کی شادی بادشاہ کے بڑے لڑکے سے ہوئی تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ تمام عمر اس عہدہ پر برقرار رہے گا۔ لیکن اسکی

تباہی کی وجہ اسی میں پوشیدہ ہی۔ محل شاہی مین جو فساد ہوئے، انسے، پلاٹیانس کی امیدون کو صدمہ پہونچا اور اسکو
خوف پیدا ہوا کہ عنقریب ایک انقلاب ہونے والا ہی۔ اس حالت مین، اگرچہ سویرس، اب بھی پلاٹیانس کے ساتھ
رعایتین کرنا چاہتا، وہ اسکو موت کی سزا دینے پر مجبور ہو گیا۔ پلاٹیانس کے بعد ایک ممتاز اور مشہور وکیل جس کا نام
پپینین تھا، محافظ سپاہ کی سرداری کے عجیب الخلقت عہدہ پر مامور ہوا۔

مجلس ملکی کو فوجی طاقت دبا لیتی ہی

سویرس کے عہد حکومت تک، تمام تاجدار اپنی ذاتی خوبیون یا اپنے فوائد کا لحاظ کرکے، دراصل یا کم از کم بظاہر مجلس ملکی کا جسے آگسٹس نے ترتیب دیا تھا، احترام کرتے رہے۔ لیکن سویرس کا عہد شباب چونکہ فرمانبرداری میں اور بعد کی عمر فوجون پر حکومت کرنے مین بسر ہوئی تھی
وہ فطرتاً بہت مغرور تھا اور کسی کی بات نہ مانتا تھا۔ اس وجہ سے اسکو مرکزی حکومت اور فوج کے درمیان ایک درمکمہ
کے قائم رکھنے کا کوئی فائدہ نہ نظر آتا تھا یا کم از کم وہ اس بات کو نہ مانتا تھا۔ وہ اپنے تئین اس جماعت کا تابعدار نہین
مانتا تھا جو اس سے نفرت کرتی تھی اور اس سے بہت زیادہ ڈرتی تھی۔ جن مقامات پر وہ درخواست کرکے کام نکال سکتا
تھا وہان اُس نے احکام نافذ کئے۔ اس نے فاتح اور تاجدارون کے تمام طریقے اختیار کئے اور علانیہ طور پر خود ہی
حکومت کا کام انجام دیتا تھا اور خود ہی قوانین بناتا تھا۔

شاہی اختیارات کے نئے طریقے

مجلس ملکی پر فتح پانا آسان بات تھی۔ اس سے اسکی طاقت مین کسی قسم کا اضافہ نہین ہوا ہر شخص تاجدار وقت کی نظر کرم کا محتاج تھا کیونکہ حکومت کا خزانہ اور اسلحہ سب اُس کے اختیار مین تھے نہ تو مجلس ملکی کا انتخاب عوام کرتے تھے۔ نہ اسکی حفاظت فوج کے
متعلق تھی اور نہ وہ عوام کی طرفداری کرتی تھی۔ بتدریج اس کے اختیارات کم ہوتے جاتے تھے اور اسکے قیام کی بنیاد صرف یہ
ایک قدیم رسم پر تھی۔ اسکے ممبر کہتے تھے کہ ہماری جماعت کا قیام اس وجہ سے ضروری ہی کہ پرانے زمانے سے ایسا ہی
ہوتا آیا ہی۔ حکومت جمہور کو لوگ رفتہ رفتہ بھول گئے اور اسکی جگہ زیادہ فطری اور مضبوط خیالات جو شخصی حکومت کی
طرفداری مین ہوتے تھے، لوگون مین پھیلتے گئے۔ دارالسلطنت مین جتنی آزادی اور عزت لوگون کو نصیب تھی اسکی خبر
برابر صوبجات مین پہونچتی رہتی تھی اور چونکہ جمہوری حکومت کے زمانہ مین یا تو وہان لوگون کو نظام حکومت سے اطلاع نہ تھی
اور یا انکو اس طرز حکومت سے نقصان پہونچا تھا اس لئے جمہوری حکومت کا خیال لوگون کے دلون سے مٹتا جاتا تھا۔
اینٹونینس کے زمانہ مین جو یونانی مورخ گذرے ہین۔ وہ اپنی بد باطنی کی وجہ سے خوش ہو ہو کر لکھتے ہین کہ اگرچہ روم کا بادشاہ
لوگون کے خیالات کی وجہ سے بادشاہی کا دعویدار نہین ہی لیکن اسکو دراصل بادشاہی کے تمام اختیارات حاصل ہین۔
سویرس کے عہد حکومت مین مجلس ملکی مین وہ لوگ شریک تھے جو مشرقی صوبجات کے غلام تھے یہ لوگ نہایت مہذب
اور فصیح البیان تھے اور غلامی کے خیالی اصولون پر ذاتی چاپلوسی کو جائز قرار دیتے تھے۔ ان لوگون کی باتین شاہی

اختیارات کو اور ترقی دینا چاہیئے تھے اور آزادی کے نقایص کو بیان کرتے تھے درباری اور عوام سب نہایت خوشی سے سنتے اور جب وہ فرمانبرداری کی تعلیم دیتے تو صبر سے اس پر غور کرتے۔ وکلا اور مورخ متفقہ طور سے یہ کہتے تھے کہ بادشاہ کو صرف اس وجہ سے اختیارات حاصل ہیں کہ مجلس ملکی کے ممبر اپنے عہدون سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ بادشاہ خراب قوانین سے آزاد ہو چکا ہے اپنی رعایا کی جان و مال پر اسکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہے اور سلطنت وہ بالکل اسی طرح دوسرے کے حوالہ کر سکتا ہے جس طرح اپنی ذاتی جائداد۔ دیوانی کے بڑے بڑے مشہور وکلا اور خاصکر پیپینین، الپو، نوسن، الپین سویرس کے خاندان کے عہد حکومت میں بڑی ترقی کی۔ چونکہ رومن علم قانون بالکل شاہی حکومت سے متعلق تھا اس لئے یہ بیان کیا جاتا تھا کہ وہ اب انتہائی حد تک پہونچکر مکمل ہو چکا ہے۔

سویرس کے ہمعصرون نے اس کے عہد حکومت کے امن و چین کو دیکھکر اُن ظلمون کو فراموش کر دیا جنکے بعد سویرس ملک میں امن قائم کر سکا تھا۔ بعد میں آنے والی نسلین جنکو اسکے خیالات اور اسکے قاعدون سے نقصان پہونچا ہے اسکو سلطنت روم کے زوال کا بانی قرار دیتی ہیں۔

باب ششم

سیویرس کی موت، کیرکولا کے مظالم، بانیس کا زبردستی تخت سلطنت پر قبضہ، ایلاگابولس کی حماقتین، الگزنڈر سویرس کی عمدہ خصلتین، فوج کی عیش پرستیان، روم کی آمدنی و خرچ کی عام حالت

سویرس کی عظمت اور بے اطمینانی

عزت و بزرگی کے حصول سے، خواہ وہ کتنی ہی خطرناک کیون نہ ہون، یہ ممکن ہوتا ہے کہ انسان کے افعال میں ایک قسم کی تیزی و سرعت پیدا ہو جائے اور اس کو ان طاقتون کا احساس ہونے لگے۔ لیکن جو لوگ ترقی کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی تاج سلطانی پاکر مطمئن نہیں ہوسکتے۔ سویرس کو اس افسوسناک حقیقت کا احساس اور ساتھ ہی اقرار بھی تھا کہ مجھ میں اہلیت ہے اور قسمت یاوری پر ہے اور اسلئے میں اوس مقام پر پہونچا ہون جس سے زیادہ بلند ہونا ممکن ہی نہیں۔ اسنے خود ایک موقع پر کہا کہ میں سب کچھ ہوا اور یہ سب بالکل فضول ہے۔ اس کو حصول سلطنت کی فکر نہ تھی بلکہ اسپر قبضہ رکھنے کی فکر میں اسکی ہستی تھی۔ کمزوری صحت جسمانی غلبہ کی تھی حصول شہرت کی اسے بالکل تمنا نہ تھی اور اپنے تمام اختیارات سے وہ بالکل مطمئن تھا اور

اس لئے اب اس کے لئے کوئی مزید راہ ترقی سامنے نہ تھی۔ اس کے دل میں صرف ایک آرزو باقی تھی یعنی
یہ کہ میں کوئی ایسا کام کر جاؤں جس سے میری اولاد بھی قدر و منزلت کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔

ایمپرس جولیا اسکی بیوی

افریقہ کے اکثر باشندوں کی مثل سویرس کو جادو اور اسی قسم کی دوسری فضول
چیزوں کا بیحد شوق تھا۔ وہ خوابوں کی تعبیریں دیتا، فال کھلتا اور رمل و نجوم سے
بھی واقفیت رکھتا تھا۔ یہ چیزیں ہمیشہ سے سوائے زمانہ موجودہ کے بنی نوع انسان
کے دل و دماغ پر ایک خاص اثر کرتی رہی ہیں۔ وہ اپنی پہلی بیوی کو اسی وقت[1] سپرد خاک کر چکا تھا جب
لائیونیز گال کا صوبہ دار تھا۔ جب وہ دوسری شادی کرنے چلا تو اسے ایسی عورت کی تلاش ہوئی جو گھر سے مالدار
ہو۔ جبکہ سے ایک ایسی عورت کا پتہ چلا جو سیریا میں رہتی تھی اور جو کسی شاہی خاندان سے تھی تو اس نے پیغام
دیکر اسکے ساتھ شادی کر لی اس کا نام جولیا ڈومنا تھا یہ خاتون قسمت کی دھنی تھی اور اس میں ذاتی قابلیت بھی
تھی ضعیفی میں بھی وہ نہایت خوبصورت تھی۔ وہ طباع ذہین اور ساتھ ہی ساتھ مستقل مزاج بھی تھی جسکا اندازہ ہمیشہ
صحیح ہوتا تھا اور یہ وہ بات تھی جو عموماً عورتوں کے حصہ میں نہیں ہوتی لیکن اسکی خوشگوار خوبیوں سے
سویرس جو خود نہایت خراب مزاج کا تھا اور حسد جس کے حصہ میں پڑا تھا کبھی متاثر نہیں۔ لیکن جب اسکا
بیٹا سریر آرائے سلطنت ہوا تو امور سلطنت کو وہی انجام دیتی تھی اور ساخوبی سے کام کرتی تھی کہ شاہنشاہ
کے اختیارات مستحکم ہوتے جاتے تھے اور اس اعتدال سے چلتی تھی کہ جس سے بعض اوقات تو خود شاہنشاہ کی
بے اعتدالیوں کی اصلاح ہو جایا کرتی تھی جولیا زیادہ تر اپنا وقت ادبیات و فلسفہ کی نذر کرتی۔ اس سے کچھ تو اسے
فائدہ ہوتا تھا لیکن خاص بات یہ تھی کہ اس کی شہرت بہت ہو گئی تھی، وہ ہر صاحب فن کی مربی تھی اور ہر صاحب
کمال کو دوست رکھتی تھی۔ جولیا کے احسانوں کے عوض، اسکے زمانہ کے صاحبان کمال نے نہایت مبالغہ سے
اسکی تعریفیں کی ہیں۔ لیکن اگر ہم تاریخ قدیم کے الزامات صحیح مان لیں، تو امپرس جولیا کے دامن پر بے عصمتی کے
بدنما دھبے نظر آئینگے۔

اولادیں۔ کیرکالا اور گیٹا

اس شادی سے دو بیٹے کیرکالا اور گیٹا پیدا ہوئے اور یہی دونوں سلطنت کے
مالک تھے۔ باپ کی اور تمام رومی دنیا کی ایک ایک فرد کی جو امیدیں ان
نوجوانوں کے ساتھ وابستہ تھیں وہ سب فضول ثابت ہوئیں۔ کیونکہ ان دونوں کی طبیعتوں میں بالکل ویسی ہی
بے انسانی اور کاہلی تھی جیسی کہ شاہزادوں کی طبیعتوں میں ہوتی ہے جنکے یہاں شاہنشاہی اور حکومت نسلاً فنسلاً

---

[1] یعنی سنہ ۱۸۶ء میں تھا۔

چلی آتی ہو۔ انکو اپنی تقدیر پر پورا بھروسہ تھا کہ سلطنت ہمارے قدمون سے لگی رہیگی اور ہمین محنت و مشقت کی چندان ضرورت نہین اوصاف خوبیون۔ اور قابلیت مین مقابلہ کرنے کے بجاے

باہمی کدورت

صغر سنی ہی سے ان دونون کو ایک دوسرے سے محبت نہ تھی۔ عمر کے ساتھ ساتھ یہ باہمی کدورت بھی بڑھتی گئی۔ جو لوگ ان شاہزادون کی جناب مین باریاب تھے، وہ اپنے اپنے مصالح کو پیش نظر رکھکر بھائیون کو ایک دوسرے کی طرف سے اور بھڑکاتے رہے۔ پہلے تو اس باہمی دشمنی کو بچپن کی ناسمجھی کہکر ٹال دیتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ بہت بڑھ گئی نوبت یہانتک پہونچی کہ تھیٹر، سرکس، اور دربار کے تمام لوگ دو فریقون مین منقسم ہوگئے کچھ ایک شاہزادہ کے طرفدار تھے کچھ دوسرے کے۔ لوگ ان شاہزادون کا ساتھ اپنے اپنے مصالح کو پیش نظر رکھکر دیتے تھے مثلاً کسی کو ایک شہزادہ سے کچھ امیدین ہوتی تھین یا وہ دوسرے سے ڈرتا تھا۔ بڈھے سمجھدار شہنشاہ نے بہت سخت کوشش کی اور طرح طرح سے بیٹون کو نصیحت کی کہ آپس کی نزاع دور ہوجائے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بیٹون کی اس باہمی رقابت سے اسکی آیندہ تمام امیدون پر پانی پھیر گیا۔ اور اسے یہ خطرہ نظر آنے لگا کہ جو تخت اس نے اس محنت و جانفشانی سے حاصل کیا ہو جس کی بنیاد ہزارون کا خون بہاکے مضبوط کی ہو، اور جس کی تمام اسلحہ اور دولت سے حفاظت کی ہو اوس کی بربادی سامنے ہو۔ اوس نے کسی شہزادے کی بھی طرفداری نہین کی بلکہ دونون کو ایک نظر سے دیکھا، دونون کو آگسٹس کا خطاب دیا اور انٹونیو کے نام سے پکارا۔ اور روم کی تاریخ مین یہ پہلا موقع تھا کہ دو ان کو یا تین شخص بر سر حکومت تھے لیکن اس مساوات سے آپس کی نزاع اور بڑھتی گئی۔

تین شاہنشاہ

ایک امیدوار یعنی کیراکالا اپنی کبر سنی کی وجہ سے دعویدار تھا۔ اودھر گیٹا جو بہت خوش خلق تھا، اپنے برتاؤ سے عوام اور سپاہ کو اپنی طرف ملا رہا تھا جب سویرس کو اپنی کوششون مین ناکامی ہوئی تو اسے سخت صدمہ ہوا اور اوس سے پیشین گوئی کی کہ جو شاہزادہ کمزور ثابت ہوگا۔ وہ تاج و تخت کی نذر چڑھ جائیگا اور جو طاقتور رہیگا وہ سلطنت کا مالک ہوگا۔ اور تب خود اپنی بری عادتون کی وجہ سے تباہ ہوجائےگا۔

جنگ کلڈانی ۲۰۸ سنہ

عین اسی موقع پر جب برطانیہ کی جنگ اور شمال کے وحشیون کے حملہ کی خبر سویرس کو پہونچی تو اسے بہت خوشی ہوئی۔ یہ ممکن تھا کہ اسکے افسر اگر احتیاط سے کام کرتے تو دشمن پسپا ہوجاتے لیکن اوس نے اس موقع سے فائدہ اوٹھاکر بیٹون کو روم کی عیش پرستیون سے باز رکھنا چاہا۔ کیونکہ ان عیش پرستیون کی بدولت انکا دماغ کمزور، اور دلچسپیون مین انہاک زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ باپ نے خیال کیا انکو جنگ کی سختیون اور حکومت کی پابندیون کا عادی کرنے کا یہ بہت اچھا موقع ہو۔ بادشاہ

کیونکہ اس وقت ساٹھ سے اوپر تھی اور وہ گٹھیا کے مرض مین مبتلا تھا جس کی وجہ سے وہ صرف ڈولی مین بیٹھکر آجاسکتا تھا، لیکن اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور مع اپنے تمام درباریون، اور بیٹون کے ایک جرار فوج لیکر خود ان دور دور الے مقامات کو گیا۔ اور فوراً ہی ہیڈرین اور انٹونینو کی حدود سے گذر کر دشمنون کے ملک مین جا پہونچا۔ اور ارادہ یہ کیا کہ برطانیہ کی فتح کا سلسلہ جو عرصہ سے جاری ہے۔ اب اسکی تکمیل کرکے چھوڑونگا۔ وہ جزیرہ برطانیہ کے انتہائی شمالی حصے تک چلا گیا لیکن کوئی دشمن مقابلہ پر نہ آیا۔ کلدانیون کی کمین گاہون کی بدولت جو فوج کے دائین بائین لگے رہتے تھے اور موسم کی شدید سردی مین اسکاٹلینڈ کے پہاڑون اور دلدلون کے سفر کا نتیجہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ رومیون کے پچاس ہزار سے زیادہ سپاہی نذر اجل ہوگئے۔ آخر کلدانیون نے رومیون کے زبردست اور مستقل حملون سے عاجز آکر اطاعت قبول کی، اور صلح کی درخواست کی انھون نے اسلحہ اور اپنے ملک کا ایک حصہ رومیون کے حوالہ کیا۔ لیکن انکی یہ ظاہری اطاعت اتنی ہی دیر قائم رہی جتنی دیر خطرہ کا سامنا رہا۔ جب رومی افواج واپس آئین تو وہ پھر آزاد ہوگئے اور وہی اگلی سی شرارتین کرنے لگے۔ اس پر سویرس نے برہم ہوکر کلدانیا مین ایک نئی فوج بھیجی اور احکام صادر کئے کہ ان لوگون کو محض شکست دینا ہی کافی نہین ہے بلکہ ان سب کو غارت کردو لیکن کلدانیون کی قسمت مین یہ بربادی نہین لکھی تھی۔ کیونکہ موت کے فرشتہ نے سویرس کو زیادہ مہلت نہ دی۔

فنگال اور اسکے سورما

جنگ کلدان مین نہ تو کوئی زبردست لڑائیان ہی ہوئین اور نہ اسکے نتائج ہی اہم ہین اس لئے اس کو طول دینا فضول ہے۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے اور غالباً حقیقت بھی یہی ہے کہ سویرس کا حملہ اسوقت ہوا تھا۔ جو برطانیہ کی تاریخ یا افسانون کا زرین عہد ہے ہماری زبان مین حال کی ایک کتاب سے فنگال کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ فنگال خود بھی بہت مشہور ہے اور اسکے سورما اور بھاٹ بھی بہت مشہور ہین بیان کیا جاتا ہے کہ اسی شخص نے سویرس کے حملے کے موقع پر کلدانیون کی رہبری کی تھی۔ اسکو رومی افواج سے بچایا تھا اور دریاے کارون کے کنارے پر ایک زبردست فتح حاصل کی تھی جس مین "شاہنشاہ عالم کا بیٹا کیراکل اسکے ہاتھون سے بچ کر نکل بھاگا تھا۔ کوہستانی مقامات کی ان روایات قدیمہ پر ابھی تک پوری طور سے تاریخی روشنی نہین پڑی ہے اور نہ موجودہ . . . . زمانے

رومیون اور کلدانیون کا اختلاف

کی جرح و تنقید کے بعد بھی یہ روایات نظر انداز کرنے کے قابل ٹھہرتی ہین لیکن اگر ہم اس خیال کو بغیر کسی نقصان کے تسلیم بھی کرلین کہ فنگال فی الواقع کوئی سورما تھا اور اوشین ایک بھاٹ تھا تو بھی دو قومون کے آداب

وطریقون مین جو اجنبیت واختلاف کی شان پائی جاتی ہے اُس سے ایک فلسفی مزاج شخص کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اگر سوریس کے خوفناک انتقام کا فنگال کی عنایت سے مقابلہ کیا جائے، تو بھی اس سے شایستہ قوم کی کوئی فضیلت و بزرگی نہین ثابت ہوتی۔ اور اگر کیراکلا کے مظالم کا ہم اوسئین کی ہمدردی اور بہادری سے مقابلہ کرین، تب بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔ اُن سردار ذنگی جو رومی فوج مین تھے حالت یہ تھی کہ وہ یا تو معاوضہ کی وجہ سے یا اپنے ذاتی فائدہ اور خوف کی وجہ سے لڑتے تھے حالانکہ کلدانی لوگ شاہ مارون کی آواز سنتے ہی ہتھیار لے کر تیار ہو جاتے تھے اگر ہم مان لین کہ جاہل کلدانی فطرت کے عمدہ اخلاق سے آراستہ تھے اور رومیون سے اُنکے باپ دادا کے اوصاف زائل ہو چکے تھے اور اُن مین غلامیت اور دون کی زیادتی سے طرح طرح کے عیوب پیدا ہو گئے تھے تو بھی رومیون کے خلاف نتیجہ نکلتا ہے۔

کیراکالا کی طمع

سوریس کی صحت خراب ہو رہی تھی، اور وہ مرض الموت مین مبتلا تھا۔ اس وجہ سے کیراکلا کی خواہشات اور طمع نے زور کیا۔ اسکو انتظار کی طاقت نہ تھی کہ باپ کے مرنے پہ سلطنت کے تقسیم ہونے کا انتظار کرے وہ چاہتا تھا کہ باپ جلد سے جلد مر جائے۔ اس نے اس بات کی کوشش کی کہ فوج بغاوت کرے لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ بوڑھے شاہنشاہ نے اکثر مارکس کی ہمدردی پہ اظہار ناراضی کیا تھا جو اپنے ایک منصفانہ فعل سے رومیون کو اپنے نالائق بیٹے کے مظالم سے بچا سکتا تھا۔ چونکہ خود اسکی حالت بھی مارکس کی سی تھی۔ اسی لئے اس کو تجربہ ہوا کہ کتنی آسانی سے ایک جج کی سختی، پدرانہ شفقت مین تبدیل ہو جاتی ہے۔ وہ غور کرتا تھا اور بیٹون کو دھمکاتا تھا لیکن سزا نہ دیتا تھا۔ لہذا اسکی یہ آخری رحمدلی اور عنایت سلطنت کے حق مین ان تمام مظالم سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوئی جن کا عرصہ سے تجربہ ہو رہا تھا۔ اس کے دماغ

سوریس کی وفات اور دونون بھائیون کا ۴ فروری ۲۱۱ء مین تخت نشین ہونا

کو سکون نہ تھا اور اسوجہ سے اسکو جسمانی تکالیف بھی تھین۔ وہ بیتابی سے موت کا منتظر تھا۔ اس بیتابی کی بدولت موت بھی جلد ہی آگئی اس نے ۱۸ برس کامیابی و شوکت سے سلطنت کرکے پینسٹھ برس کی عمر مین مقام یارک مین انتقال کیا۔

مرتے وقت اُس نے بیٹون کو اتحاد کی وصیت کی اور فوج کو نصیحت کی کہ تم میرے بیٹون کا ساتھ دینا۔ اس مفید نصیحت کو گوش دل سے سننے کے بجائے خود رائے شہزادون نے اس پر ذرا توجہ نہ کی لیکن اس معاملہ مین فوج کے سپاہی زیادہ بہتر ثابت ہوئے۔ وہ وفاداری کی قسم کھا چکے تھے اس کا پاس کرکے انھون نے کیراکلا کے قول و قرار پر کوئی توجہ نہ کی بلکہ دونون بھائیون کے شاہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ان

دونون نے کلدانیون کو انکی حالت پر چھوڑا اور خود روم چلے آئے۔ وہان اُنھون نے باپ کی تجہیز و تکفین کی رسوم ادا کین۔ مدبران ملک کی مجلس عوام اور صوبجات نے خوشی خوشی دونون بھائیون کو روم کا شاہنشاہ تسلیم کیا۔ بڑے بھائی کا مرتبہ کچھ یونہی سا زیادہ تھا۔ لیکن وہ دونون انتظام ملک مین برابر کے شریک تھے۔ انکے اختیارات بھی برابر تھے اور وہ بالکل خودمختار تھے۔

باہمی حسد اور منافرت

اگر دو بھائیون مین نہایت درجہ میل و محبت بھی ہوتا تو بھی اس قسم کی طرز حکومت سے وہ میل و محبت باقی نہ رہتا۔ یہ غیر ممکن تھا کہ یہ حکومت دو نااہلون کے ہاتھون سرسبز ہوتی جو ایک دوسرے کے دشمن بھی تھے۔ اور جو نہ صفائی پسند کرتے تھے اور نہ جنکو آپس کی صفائی پر اعتبار ہوسکتا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ صرف ایک شخص حکومت کرسکے گا اور دوسرے کو ذلت و ناکامی کا صدمہ اُٹھانا پڑے گا۔ دونون بھائی ایک دوسرے کے ہتکھنڈون کا اپنی حرکتون سے اندازہ کرتے تھے اور وہ اپنی زندگی کو زہر اور تلوار کے وارون سے بچانے کی انتہائی کوشش کرتے تھے حالانکہ یہ وار اکثر ہوتے رہتے تھے۔ گال اور اٹلی مین تیزی سے گذرنے سے جس کے دوران مین ان دونون نے کبھی ایک دسترخوان پر نہ کھانا کھایا تھا اور نہ ایک مکان مین رات بسر کی، صوبجات کو یہ صاف نظر آنے لگا کہ دونون شہزادون کے دلون مین رقابت کی آگ سلگ رہی ہے۔ روم مین داخل ہوتے ہی اُنھون نے وسیع شاہی محل کے دو حصے کیئے اور الگ الگ رہنے لگے۔ انکے کمرون کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ تھا۔ دروازون اور راستون کی بہت حفاظت کی جاتی تھی۔ اور اُن پر پہرہ دار باری باری سے اس طرح موجود رہتے تھے جس طرح کسی محصور قلعہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ دونون بھائی صرف عوام کے سامنے اور اپنی مغموم و دلشکستہ ماں کے روبرو ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ لیکن اس موقع پر بھی مسلح سپاہی انکے ہمراہ ہوتے تھے۔ لیکن ان مواقع پر بھی درباریون کی ظاہرداری کے باوجود دلون کی کھوٹ ظاہر ہو ہی جاتی تھی

بھائیون کی سرکار خط و کتابت برائے تقسیم سلطنت

اس خفیہ لڑائی سے تمام سلطنت مین ابتری پھیلنا شروع ہوگئی تھی کہ ایک ایسی تجویز پیش کی گئی جو بظاہر دونون بھائیون کے فائدہ کی تھی۔ چونکہ آپس کا اتحاد بظاہر ناممکن تھا اس لئے یہ تجویز پیش ہوئی کہ وہ علیحدہ ہوجائین اور سلطنت تقسیم ہوجائے اس صلح نامہ کے شرائط بالکل ٹھیک تھے۔ طے یہ پایا کہ کیراکولا کے قبضہ مین جو بڑا بھائی تھا یورپ اور مغربی افریقہ رہے اور وہ ایشیا اور مصر سے دست بردار ہوجائے اور یہ ممالک گیٹا کو ملین اور گیٹا اپنا صدر مقام اسکندریہ یا انیٹاکش کو قرار دے۔ یہ شہر بھی تقریباً اتنے ہی بڑے مالدار تھے جتنا کہ روم۔ تھریشین باسفورس کے دونون جانب مسلح فوجین ہمیشہ تیار رہین اور دونون حکومتون کے حدود کی حفاظت کرتی

رہین۔ اور یورو پین مجلس ملکی کے ممبر شہنشاہ روم کی حکومت کو تسلیم کرین اور ایشیا کے رہنے والے مشرق کے تاجدار کے زیر فرمان رہین اس تقسیم کے خیال سے روم کے ہر شخص کو تعجب ہوا اور ساتھ ہی نفرت ہو گئی۔ اس صلحنامہ کی تکمیل کے متعلق جو خط و کتابت ہو رہی تھی وہ ایمپرس جولیا کی گریہ و زاری نے بند کر دی گئی۔ بڑے بڑے زبردست مفتوحہ ممالک مرور ایام اور بادشاہون کے اصول فرمانروائی کی بدولت اُسے منضبط ہو گئے تھے کہ انکو علیحدہ کرنے مین بڑے زور و جبر کی ضرورت تھی۔ رومیون کو اس بات کا بھی خوف تھا کہ تمام ممالک بغاوتون کی وجہ سے آخر کار ایک تاجدار کے زیر حکومت آجائین گے۔ لیکن اگر یہ تقسیم مستقل بن جاتی، تو اس سے وہ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی جو اب تک متحد رہی تھی۔

گیٹا کا قتل ۲۷ فروری سنہ ۲۱۲ عیسوی

اگر اس صلحنامہ کو فریقین منظور کر لیتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ یوروپ کا تاجدار کیر اکولا اپنے چھوٹے بھائی کی ایشیائی سلطنت پر حملہ کر کے اس پر پھر قابض ہو جاتا لیکن کیر اکولا ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہوا اور نہایت آسانی سے فریق ثانی پر غالب آگیا۔ وہ مکاری سے اپنی ماں کی درخواست کو سنا کیا اور اس پر آمادہ ہو گیا کہ ماں کے کمرہ مین اپنے چھوٹے بھائی سے ملاقات کرونگا اور وہان صلح اور اتحاد کے شرائط طے کرونگا۔ جب دونون بھائی ماں کے کمرہ مین گفتگو کر رہے تھے تو چند صوبہ دار جو کمرہ مین پوشیدہ تھے ننگی تلوارین لے کر نکل پڑے اور بیچارے گیٹا کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ افسردہ دل ماں نے بیٹے کو اپنے سینے سے لگا کر بچانا چاہا۔ لیکن اس کشمکش کی حالت مین اسکا ہاتھ بھی زخمی ہوا اور نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ وہ سر سے پیر تک اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کے خون مین نہا گئی۔ اور اُس نے دنیا کی حرص و طمع کا وہ منظر دیکھا کہ بڑا بھائی قاتلون کو جوش دلا کر چھوٹے بھائی کے قتل پر آمادہ کر رہا ہو۔ جب اس سے فراغت ہو گئی تو کیر اکولا خوفزدہ ہو کر اپنے محافظون کے کیمپ مین جلدی سے چلا گیا۔ کیونکہ اسی مقام کو وہ سب سے زیادہ محفوظ خیال کرتا تھا۔ اور محافظ دیوتاؤن کی مورتون کے روبرو سربسجود ہو گیا۔ سپاہیون نے اسکو اٹھانے اور اطمینان دلانے کی کوشش کی۔ اُس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین اُنسے کہا کہ مین اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ وہان سے زندہ سلامت نکل آیا۔ لیکن اب بھی مین بہت خطرہ مین ہون۔ اُس نے کنایۃً یہ بھی کہا مین نے اپنے دشمن کی ترکیبون کو کارگر نہین ہونے دیا اور بالاعلان کہا کہ مین اپنے سپاہیون کے ساتھ زندہ رہونگا اور انھین کے ساتھ مرونگا۔ گیٹا کے طرفدار فوج مین بہت سے تھے لیکن شکایت فضول اور انتقام خوفناک تھا اور علاوہ اس کے وہ سویرس جیسے شخص کے بیٹے کی عزت بھی کرتے تھے۔ فوج کے سپاہی کچھ چین بہ جبین ہوئے اور پھر خاموش ہو گئے۔ کیر اکولا نے اپنے فعل کو منصفانہ قرار دینے کے لئے خزانہ مین سے ایک کثیر رقم تقسیم کرا دی۔ اسکی حفاظت اور طاقت کے لئے سپاہ کے اصلی خیالات اور جذبات کا اسکے موافق ہونا بہت ضروری تھا جب سپاہ نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو مجلس ملکی

بھی کیراکولا طرفداری کی اور اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ موجودہ تاجدار کی وفادار رہی۔ یہ مجلس ہمیشہ سے اُس شخص کی خوشامد کرتی رہتی تھی، جسکا زمانہ عروج ہوتا تھا۔ لیکن چونکہ کیراکولا اپنی طرف سے عوام کے دلوں میں نفرت کے جذبات نہیں برانگیختہ کرنا چاہتا تھا اس لئے شروع میں گیٹا کا نام عزت سے لیا جاتا تھا۔ اور اسکی تجہیز و تکفین کا اہتمام اُسی طرح کیا گیا۔ جس طرح رومن شاہنشاہوں کا ہوتا تھا۔ بعد میں آنے والی نسلوں نے اسکی بدقسمتی پر افسوس کیا اور برائیوں پر پردہ ڈال دیا ہم سمجھتے ہیں کہ نوجوان شہزادہ بیگناہ اپنے بھائی کی حرص وطمع کا شکار ہوا۔ لیکن اس بات کو ہم نظر انداز کردیتے ہیں کہ وہ خود مکر و طبیعت کا تھا اور اس میں یہ صلاحیت نہ تھی کہ وہ خود انتقام اور قتل کی کوشش کرتا۔

کیراکولا کا افسوس اور اُسکے مظالم

کیراکولا کو اپنے گناہ کی سخت سزا ملی اس کا ضمیر ہمیشہ اسے ملامت کرتا رہتا تھا نہ امور سلطنت میں مشغولیت سے نہ عیش و عشرت میں وقت گذارنے سے اور نہ چاپلوسی کی باتوں سے اُسکے دل کو آرام ملتا تھا۔ اسکا دماغ ہمیشہ پریشان رہتا تھا اور اُس نے خود کہا کہ میں اپنی پریشان خیالی میں اکثر اپنے باپ اور بھائی کو دیکھتا ہوں کہ وہ زندہ ہوگئے ہیں اور مجھے ڈراتے دھمکاتے ہیں ممکن ہو کر اپنے گناہ کے احساس کی وجہ سے وہ اپنے عمدہ طرز حکومت سے دنیا کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ میں نے بھائی کا خون مجبوراً کیا ہے۔ لیکن کیراکولا نے اپنی شرمندگی کی وجہ سے ہر اُس چیز کو مٹا دینا چاہا جو اُسے اُسکے گناہ کا خیال دلاتی تھی اور جس سے مقتول بھائی کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔ جب وہ مجلس ملکی سے محل میں واپس آیا تو دیکھا کہ ماں دوسری شریف عورتوں کے ساتھ اپنے چھوٹے بیٹے کی بدقسمتی پر زار زار رو رہی ہے۔ شاہنشاہ نے اُنکو دھمکایا کہ تم لوگ رونا دھونا موقوف کرو ورنہ سب کو اسی وقت قتل کرا دونگا۔ اور اس نے فیڈلا کے قتل کا حکم بھی دیدیا۔ یہ عورت شاہنشاہ مارکس کی بیٹی اور اسکی آخری یادگار تھی۔ یہانتک کہ دل شکستہ جولیا بھی گریہ وزاری موقوف کرنے اور قاتل سے خوشی اور مسرت سے ملنے پر مجبور ہوگئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان تمام مردوں اور عورتوں کی جن کے متعلق یہ ذرا سا بھی شک تھا کہ وہ گیٹا کے دوست ہیں اور سب موت کے گھاٹ اُتارے گئے۔ مجموعی تعداد بیس ہزار ہے۔ گیٹا کے محافظ، آزاد شدہ لوگ، امور سلطنت کے وزراء، یا دوست، یہانتک کہ وہ لوگ بھی جو اسکی بدولت فوج یا صوبجات کے کسی عہدہ پر ممتاز ہوئے تھے اور وہ لوگ بھی جو اُنکے متعلقین تھے سب کے سب قتل کئے گئے۔ یہانتک کہ وہ لوگ بھی نہ بچ سکے جنھوں نے گیٹا سے کبھی خط و کتابت کی تھی یا جو اُس کی موت پر متاسف تھے یا جنکی زبان پر اس کا نام آجاتا تھا۔ ہلویس پرٹینیکس جس کے باپ کا بھی یہی نام تھا، ایک بے موقع مذاق کرنے سے قتل کیا گیا۔ تھریسیا پرسکس کا یہ جرم کافی خیال کیا گیا کہ وہ ایک ایسے خاندان سے ہے جس کے لوگوں میں پشتہا پشت سے آزاد پسندی پائی جاتی ہے۔ تہمت اور شکوک کی خاص خاص وجوہات آخرکار ختم ہوگئے۔ اور لوگ محض اس بنا پر اب قتل نہ ہوتے تھے لیکن اگر مجلس ملکی کے کسی فرد پر یہ جرم لگایا جاتا کہ وہ سلطنت کا باطنی دشمن ہے تو اسکے خلاف محض دولت مند اور اچھے اخلاق کا آدمی ہونا ہی کافی ثبوت

سمجھا جاتا تھا۔ اس اصول پر کرکیولا کو پورا یقین تھا اور اسی بنا پر اکثر آدمی تہ تیغ کیے جاتے تھے۔

پیپی نین کی وفات

بیگناہ بڑی تعداد مین قتل کیے جاتے تھے اور اُنکے عزیز و دوست چپکے چپکے اُنکی موت پر آنسو بہاتے تھے۔ جب پے پینین جو محافظ دستہ کا افسر تھا قتل کیا گیا تو عام طور پر اس کی صف ماتم بچھائی گئی۔ سویرس کے عہد حکومت کے آخری سات برسون مین یہ شخص سلطنت کے سب سے زیادہ اہم عہدہ پر قابض رہ چکا تھا۔ اور اپنے مفید اثر سے شہنشاہ کو ہمیشہ انصاف اور اعتدال کے رستہ پر چلنے کی ترغیب دیتا تھا۔ چونکہ سویرس کو اس شخص کے اخلاق حسنہ اور اسکی دماغی قابلیت کا پورا یقین تھا اسوجہ سے اُس نے مرتے دم پے پینین کو ہدایت کی تھی کہ دیکھو شاہی خاندان کو نا اتفاقی اور زوال کے صدمات سے بچائے رکھنا۔ کیراکولا اپنے باپ کے وزیر سے ابتدا ہی سے نفرت کرتا تھا اور اسکی محنت و کوشش کے عوض خوش ہونا تو درکنار اور اسکی طرف سے برابر بدظن ہوتا گیا۔ گیٹا کے قتل کے بعد پے پینین کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی تمام عقل و قوت گویائی کو خرچ کرکے ایک معذرت نامہ پیش کرے۔ حکیم سینکا نے بھی اس قسم کی ایک تحریر اگریپنا کے قاتل کے بیٹے کو لیئے تیار کرنا منظور کیا تھا۔ لیکن پے پینین نے اسکا جواب یہ دیا کہ عزیزون کو موت کے گھاٹ اُتار دینا۔ اس فعل کو قرین انصاف ثابت کردینے سے زیادہ آسان ہو۔ اس موقع پر پے پینین نے اپنی عزت کے مقابلہ مین اپنی جان کی پرواہ نہین کی۔ دربار کی سازشون مین رہنے مختلف کامون کے تجربون اور اپنے پیشہ کی کارث بھالنس مین رہنے کے بعد بھی اُس کے اخلاق مین کوئی فرق نہ آیا۔ پے پینین کی تصنیفات اور بحیثیت ایک وکیل۔ کے اسکی شہرت جو رومیون کے زمانہ مین برابر قائم رہی اور دیگر کام جو اُس نے انجام دیئے۔ سب سے اسکی شہرت کو کوئی خاص ترقی نہین ہوئی بلکہ اُس کے اخلاق ایسے تھے جنھون نے پے پینین کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے ہین۔

اسکے مظالم کے دایرہ کا تمام سلطنت پر محیط ہونا

رومیون کے یہان یہ خیال ایک عرصہ سے چلا آتا تھا کہ بُرے سے بُرے وقت مین بھی کم از کم ایک یہ بات اطمینان بخش ہوتی ہو کہ شاہنشاہ بھلائیان زیادہ اور برائیان کم کرتا ہو۔ آگسٹس، ٹراجن، ہیڈرین اور مارکس سب لوگون نے اپنے اپنے زمانے مین وسیع سلطنت کا خود معاینہ کیا تھا۔ اور جہان جہان وہ جاتے تھے وہان کوئی نہ کوئی ایسا کام ضرور کر جاتے۔ جس سے اُنکی فہم و فراست کا پتہ چلتا اور عوام کو فائدہ پہونچتا۔ جو جابر اشخاص ٹائبیریس، نیرو، اور ڈامیشین کے ظالم تھے اور روم یا اُس پاس کے دیہات مین رہتے تھے۔ اُنکے مظالم کے شکار صرف وہی لوگ ہوتے تھے۔ جو مجلس ملکی مین شریک ہوتے تھے یا جن کا تعلق اسپ خانہ سے ہوتا تھا۔ لیکن کیراکولا تو بنی نوع انسان کا دشمن تھا۔ گیٹا کے قتل کے ایک سال بعد وہ دارالحکومت سے روانہ ہوا اور اپنی زندگی مین پھر واپس نہ آیا۔ اس کا بقیہ عہد حکومت مختلف صوبجات خاصکر مشرقی ممالک مین بسر ہوا اور باری باری سے ہر صوبہ مین گیا۔ وہ صوبہ مظالم کا شکار ہوتا گیا۔ مجلس ملکی

کے ممبرون نے اسکی تلون مزاجی سے بچنے کی یہ تدبیر کی کہ بہت کچھ اخراجات کر کے وہ اسکی خوشنودی مزاج کیلئے زندگی کی دلچسپی کا سامان مہیا کرتے لیکن کیراکیولا حقارت سے اسے اپنے محافظ سپاہیون کے لئے چھوڑ دیتا۔ صرف اُسی کیلئے ہر شہر مین شاندار محل اور بارونق تھیٹرس تیار کئے گئے۔ لیکن اگر اُس نے وہان قدم نہ رکھا اور ایسا حکم دے دیا کہ وہ فوراً مسمار کر دیئے جائین۔ نہایت دولتمند خاندانون پر جرمانے ہوتے اور اُنکی جائدادین ضبط ہو جاتین۔ اس طرح اکثر خاندان تباہ ہو گئے رعایا کی یہ حالت تھی کہ وہ محصولون کی زیادتی کی بدولت پسی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اُن دامان کے زمانہ مین کسی ذرا سی بات پر بگڑ کر اس نے اسکندریہ مین قتل عام کا حکم نافذ کر دیا۔ سیراپس کے محفوظ مندر مین ٹھہر کر وہ کئی ہزار باشندون کے قتل کا تماشہ دیکھتا اور وہین سے احکام نافذ کرتا رہا۔ ان مصیبت زدون مین اکثر غیر مقامات کے بھی باشندے تھے۔ لیکن ان بدقسمتون کی تعداد اور مجرمون مین کوئی امتیاز نہین کیا گیا۔ اور شہنشاہ نے مجلس ملکی مین آکر نہایت اطمینان سے کہا کہ اسکندریہ کے تمام لوگ جو قتل کر دیئے گئے ہین اور جو بھاگ گئے ہین وہ سب کے سب مجرم تھے۔

انتظام مین خلل واقع ہونا

سویرس نے جو عقلمندانہ تعلیم دی تھی اس کا اثر مطلق کیراکیولا پر نہ پڑا۔ بیٹے مین تخیل اور فصاحت تھی لیکن قوت فیصلہ اور رحم اسے چھو بھی نہ گیا تھا۔ صرف ایک خوفناک مقولہ جو ایک ظالم کے شایان بھی تھا کیراکیولا کو یاد تھا اور اس کا اسنے بہت برا استعمال کیا تھا۔ وہ مقولہ یہ تھا کہ سپاہ کی ہر دلعزیزی حاصل ہے اور باقی تمام سلطنت کی کوئی حقیقت نہین۔ سویرس جو فیاضی کرتا تھا۔ وہ عقلمندی سے اور ہاتھ روک کر۔ اور وہ سپاہ کے ساتھ جو رعایت کرتا تھا وہ اپنا اختیارات اور مرتبہ کو قائم رکھتے ہوئے۔ بیٹے نے نہایت بے پروائی سے سخاوت شروع کی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت اور فوج دونو کی تباہی و بربادی مسلم ہو گئی سپاہیون کی بہادری جسکو کیمپ کے فوجی انتظام کی وجہ سے قائم رہنا چاہئے تھا شہرون کی عیش پرستیون کی نذر ہو گئی۔ اُنکی تنخواہون مین بڑے بڑے اضافون اور تحفہ تحائف کی وجہ سے سلطنت کا خزانہ خالی ہو گیا اور فوج کے افسر اور سپاہی امیر کبیر بن گئے۔ حالانکہ قابل وقعت افلاس ہی وہ چیز ہے جس سے صلح کے زمانہ مین فوجی لوگ سلیم الطبع رہ سکتے اور جنگ کے زمانہ مین کارآمد ثابت ہو سکتے ہین۔ کیراکولا کا انداز متکبرانہ تھا۔ لیکن وہ جب سپاہیون کے ساتھ ہوتا تو اپنی عزت و مرتبہ کو بھی بھول جاتا۔ اُنکو ہمت دلاتا کہ وہ غیر مہذب طریقہ سے میل جول بڑھائین اور ایک سپہ سالار کے ضروری فرائض کو بھول کر خود لباس اور طریق نشست و برخاست مین معمولی سپاہیون کی نقل کرتا۔

کیراکولا کا قتل ۸ مارچ ۲۱۷ء

کیراکولا کی سی طبیعت رکھنے والے اور اس کے سے افعال والے آدمی کی نہ کوئی قدر و منزلت کر سکتا ہے اور نہ اُس سے کسی کو محبت ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن جبتک اُس کی مذموم عادتون سے سپاہ کو فائدے ہوتے رہے، اسکو بغاوت کا خطرہ نہ پیش آیا۔ لیکن

خفیہ سازش جس کی بنا خود اُسکے حسد پر تھی، اسکے لئے خطرناک ثابت ہوئی۔ محافظ دستہ کی سرداری دو وزیرون مین منقسم تھی۔ فوجی صیغہ کا تعلق ایڈونٹس سے تھا اس شخص کو بہ نسبت قابلیت کے جنگ کا تجربہ زیادہ تھا۔ محکمۂ ملکی کے تمام کامون کو آپیلیس میکرینس انجام دیتا تھا۔ اس شخص نے اپنی محنت اور اپنے عمدہ اخلاق کی بدولت اس مرتبہ تک ترقی کی تھی۔ لیکن وہ جدھر شہنشاہ کا رخ دیکھتا ویسا ہی کام کرتا۔ کیونکہ ذرا سے شبہ پر یا نہایت معمولی واقعہ پر اسکی جان جا سکتی تھی۔ آفریقہ کے ایک شخص نے جو علم نجوم مین بہت مہارت رکھتا تھا۔ بدخواہی یا اپنے عقیدہ کی سختی کی وجہ سے پیشین گوئی کی میکرینس اور اور اس کا بیٹا، روم کے تاج و تخت کے مالک ہونگے۔ یہ خبر اس صوبہ مین پھیلی اور جب یہ شخص پابزنجیر روم مین لایا گیا تو وہ سردار شہر کے سامنے بھی اپنی پیشینگوئی پر سختی سے قائم رہا۔ اُس مجسٹریٹ نے جس کو حکم ملا تھا کہ تم جلد سے جلد شہنشاہ کے جانشین کے متعلق حالات دریافت کرکے اطلاع دو۔ افریقہ کے منجم سے سب باتین معلوم کین اور تب دربار کو پوری کیفیت سے اطلاع دی اس موقعہ پر شہنشاہ مع اپنے تمام درباریون کے شام مین مقیم تھا۔ حکومت کے قاصدون نے سخت کوشش کی کہ یہ خبر سب سے پہلے شہنشاہ کو پہونچے لیکن میکرینس کے ایک دوست نے کسی نہ کسی طرح اُسے اس خطرہ کی اطلاع پیشتر ہی سے کردی۔ شہنشاہ کو روم سے آیا ہوا خط اس وقت ملا جب وہ گاڑیون کی ایک دوڑ مین مصروف تھا۔ اُس نے وہ خط بغیر کھولے ہوئے محافظ دستہ کے افسر کے حوالہ کیا۔ اور حکم دیا کہ معمولی باتون کو تم خود انجام دینا اور اگر اس مین کوئی خاص بات ہو تو اُس کی اطلاع مجھے دینا۔ میکرینس نے اس خط مین اپنا نوشتہ تقدیر پڑھا اور تہیہ کر لیا کہ مین کسی نہ کسی طرح اس مصیبت سے بچون گا۔ اکثر سردار شہنشاہ سے بددل تھے۔ ان کو میکرینس نے اور اُبھارا اور مارشیالس کو جسے متصدی کا منصب نہ ملا تھا اور جو ایک خونناک سپاہی تھا، اس پر آمادہ کیا کہ وہ شاہنشاہ کا خاتمہ کردے۔ کیراکالا اپنے جوش عقیدت مین اس بات پر تیار ہوا کہ ایڈیسا سے مین چاند کے مشہور مندر واقع کرہی کی زیارت کی غرض سے روانہ ہون۔ شہنشاہ کے ساتھ چند سوار تھے لیکن یہ لوگ سر ملک پر کسی وجہ سے رُک گئے اور شہنشاہ کے ہمراہ اسکی عزت کے خیال سے دور دور چلتے رہے عین اسی موقع پر مارشیالس اس کے قریب گیا۔ اور اس طرح گیا۔ گویا کہ وہ کسی خدمت کو انجام دینا چاہتا تھا۔ قریب پہونچکر اس نے خنجر سے شہنشاہ کا کام تمام کردیا۔ لیکن فوراً ہی شاہی دستہ کے ایک سیتھین تیرانداز نے اس بہادر قاتل کو شہنشاہ کے برابر بستر مرگ پر لٹا دیا۔ کیراکالا کا جس کی زندگی انسانی فطرت کے لئے باعث شرم تھی، اس طرح خاتمہ ہوگیا۔ اس کے عہد حکومت مین رومیون کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا۔ وفادار سپاہی، اپنے شاہنشاہ کی برائیون کو بھول گئے۔ لیکن انکو اسکی فیاضی یاد رہی۔ انھون نے مجلس ملکی کو مجبور کیا کہ وہ اپنی عزت و حرمت کا خون کرکے اسکو دیوتاؤن کی صف مین جگہ دے۔ اپنی زندگی مین کیراکالا سکندر اعظم ہی کو ایسا بہادر سمجھتا تھا جو قابل وقعت تھا

سکندر اعظم کی پیروی کیراکالا نے اسکندر اعظم کا نام اور اُس کا نشان

اختیار کیا۔ مقدونیہ کے سپاہیوں کا ایک دستہ بنایا، اور ارسطو کے ماننے والوں کو خوب ستایا۔ اس نے پچھلوں اپنے کے ساتھ اپنی اس دلچسپی کا اظہار کیا جو اسے فتح سے باقی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ناروا کی لڑائی اور پولینڈ کی فتح کے بعد چارلس دوازدہم اس بات کا فخر کرسکتا تھا کہ میں سکندر اعظم کی طرح بہادر ہوں اور شان و شوکت میں کسی طرح اس سے کم نہیں ہوں حالانکہ چارلس دوازدہم میں وہ عمدہ باتیں نہ تھیں۔ جو فلپ کے بیٹے میں تھیں یہ سب تھا لیکن کیراکالا نے اپنی تمام زندگی میں کوئی کام بھی ایسا نہیں کیا جس میں اور سکندر اعظم کے کاموں میں ذرا بھی مناسبت ہوتی۔ ہاں اگر کوئی بات دونوں کے یہاں برابر کی نظر آتی ہو تو یہ کہ اس نے بھی سکندر کی طرح اپنے اور اپنے باپ کے سیکڑوں دوستوں اور بہی خواہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

میکرینس کا انتخاب اور اسکے عادات و اطوار

جب سویرس کے خاندان کا کوئی والی و وارث باقی نہ رہا۔ تو تین روز تک روم کا تخت خالی رہا۔ مجلس ملکی موقع پر موجود نہ تھی اور کمزوری کی وجہ سے کوئی اسکی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اب سارا دارومدار سپاہ کے فیصلہ پر تھا اور تین دن تک سپاہ نے کشمکش کی حالت میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ وجہ یہ تھی کہ کوئی شریف النسل شخص موجود نہ تھا جو اپنی خاندانی عزت اور ذاتی قابلیت سے انکی محبت کو حاصل کرسکتا اور انکے معاملات کو سلجھا سکتا۔ سب سے زیادہ محافظ دستہ کی رائے کی وقعت تھی اور اس وجہ سے انکے سرداروں ہی کو کچھ امید ہوئی۔ اور انکے وزرا اب اپنا اپنا قانونی حق تخت و تاج لئے جتانے لگے سب سے معزز سردار۔ ایڈونیٹس کو اپنی ضعیفی اور کمزوری کا احساس تھا۔ وہ جانتا تھا کہ میں نہ زیادہ مشہور ہوں اور نہ مجھ میں کوئی خاص قابلیت ہے، اس نے اس عہدہ کو قبول کرنا منظور نہ کیا۔ اب اس کے ساتھی میکرینس کی بن آئی۔ میکرینس نے بظاہر کیراکالا کے مرنے کا ایسا رنج کیا کہ کسی کو ذرا شبہ تک نہ ہوا کہ وہی اپنے آقا کی موت کا باعث ہے۔ سپاہ نہ اسکی عزت کرتی تھی نہ اس سے محبت۔ انھوں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کوئی دوسرا امیدوار اس کے مقابلہ میں پیش کریں لیکن جب کوئی شخص اس قابل نہ نظر آیا۔ اور میکرینس نے بڑی بڑی رقموں اور رعایتوں کا وعدہ کیا تو سپاہ بھی راضی ہو گئی۔ میکرینس کو تخت پر بیٹھے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ اس نے اپنے بیٹے ڈایاڈومی نیانس کو جسکی عمر صرف دس برس کی تھی شاہنشاہی کا خطاب عنایت کیا۔ میکرینس نے یہ خیال کیا کہ لڑکے کے حسن اور اس جشن کی خوشی میں میری فیاضی کی وجہ سے فوج بالکل راضی ہو جائے گی اور میرے خاندان کے لئے سلطنت بالکل محفوظ ہو جائیگی۔

مجلس ملکی کی ناراضی

جب تمام صوبجات اور مجلس ملکی نے خوشی خوشی نئے تاجدار کا خیر مقدم کیا تو اس کی طاقت بالکل مستحکم ہو گئی۔ لوگوں کو کیراکالا سے نجات پانے سے بڑی خوشی تھی اور انھوں نے اس خوشی میں اس کے جانشین کی عادات کا اندازہ کرنا فضول خیال کیا۔ لیکن جب خوشی و حیرت کا

جوش ذرا کم ہوا تو انھون نے میکرینس کے عادات کا سختی سے اندازہ لگانا اور سپاہ کی عجلت پر اظہار
ناپسندیدگی شروع کیا۔ اب تک نظام سلطنت کا کلیہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ شہنشاہ کا انتخاب مجلس ملکی کیا کرے اور
چونکہ شہنشاہ کی طاقت کل مجلس کو حاصل نہین ہوا اسلئے ایک شخص اس فرض کو انجام دے لیکن دقت یہ تھی
کہ میکرینس مجلس ملکی کا کارکن نہ تھا۔ محافظ فوج کے سردار کی یکبارگی اتنی ترقی ہوجانے سے لوگون کو صاف
نظر آنے لگا کہ ابتدا مین ان کا کیا مرتبہ تھا۔ ایک دوسری دقت یہ تھی کہ اب تک شہسوارون کو یہ مرتبہ حاصل تھا
اور لیکن مجلس ملکی کے افراد کی جان ومال پر پورا اختیار بحقاب ایک عام ناراضگی کی لہر پیدا ہوئی
کہ ایک ایسا شخص تخت وتاج پر قابض ہوگیا ہو جو نہ عالیخاندان ہو اور نہ جس نے کوئی کارنمایان کیا ہو۔ حالانکہ
مجلس ملکی کے کسی خاص شخص کو تخت ملنا چاہئے تھا جو ذاتی اور خاندانی دونون حیثیتون سے اس کا اہل بھی
ہو۔ جب برہمی کی ہوا چلی اور لوگون نے میکرینس کے اخلاق کی جانچ شروع کی تو اسمین بہت کمزوریان اور
خرابیان نظر آئین۔ یہی خرابیان اسکے انتخاب وزرا مین بھی پائی گئین۔ لوگون کو چونکہ اطمینان نہ تھا اس وجہ
سے اسکی نرمی وسختی دونون پر اعتراضات کی بوچھار ہونے لگی۔

فوج کی حالت

اپنی بے انتہا طمع کی بدولت میکرینس اس بلندی پر پہونچ گیا جہان اس کے قدم مشکل
سے جم سکتے تھے اور جہان سے سوائے بربادی کے کسی دوسری طرح ہٹنا ناممکن تھا۔ وہ
دربار کے طریقے خوب جانتا تھا اور ملکی معاملات مین اسے کافی دخل تھا۔ لیکن جب غیر مہذب اور غیر منتظم عوام سے
جن پر اب وہ حاکم ہوگیا تھا۔ اسے سابقہ پڑا تو اسے بہت خوف معلوم ہوا کہ لوگ میری فوجی قابلیت سے نفرت کرتے ہین
اور میری بہادری مین انھین شک ہے۔ ایک موقع پر کیمپ مین بہت دھیرے دھیرے لوگ ایک دوسرے سے باتین
کر رہے تھے۔ اس سے سب کو معلوم ہوگیا کہ متوفی شہنشاہ کیونکر قتل کیا گیا تھا۔ اور جس بنا پر کیرا کالا قتل ہوا تھا
اس سے جرم اور زیادہ سنگین سمجھا گیا۔ اور لوگون مین منافرت کے جذبات بھڑک اٹھے۔ سپاہ کو مخالف بنانے اور
اپنی تباہی بلانے مین صرف اتنی کسر تھی کہ میکرینس اصلاحات کا سلسلہ شروع کردے۔ قسمت کی خوبی کہ مجبوراً
میکرینس کو اصلاحات کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ کیرا کالا کی فضول خرچیون سے تمام انتظام درہم برہم ہورہا تھا۔
اور اگر اس مین سمجھنے کی ذرا بھی صلاحیت ہوتی تو فوراً اسے اپنے طرز عمل کی وجہ سے جو نتائج ہونیوالے تھے
انکا اور ان دقتون اور مصیبتون کا علم ہوجاتا جو اسکے جانشینون کو پیش آنے والی تھین۔ اور وہ اس
خیال سے خوش ہوسکتا تھا۔

میکرینس فوج کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے

میکرینس نے ضروری اصلاحون کی طرف نہایت عقلمندی
سے قدم بڑھایا اور یقیناً اس طریقہ سے بہت آسانی سے

اور بغیر فوری تبدیلیون کے رومی سپاہ کے دلون مین پھر اگلی سی شجاعت و بہادری کا دریا موجزن ہو جاتا۔ اسنے مجبوراً اُن سپاہیون کے ساتھ جو پیشتر سے ملازم تھی تمام رعایتون کو قائم رکھا جسکی ابتدا کیراکالا کے زمانے مین ہوئی تھی اور انکی تنخواہین بھی لمبی لمبی رہنے دین۔ لیکن اب جو سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے انکو نسبتاً کم لیکن سویرس کے وقت کی تنخواہ دی جاتی تھی۔ جو بہت کافی تھی۔ اس طرح یہ سپاہی رفتہ رفتہ فرمانبردار ہوتے گئے۔ لیکن اس مفید اور عقلمندانہ اصلاح کی تجویز مین اس سے ایک بڑی فاش غلطی ہوئی۔ وہ غلطی یہ تھی کہ اُس بڑی فوج کو جسے کیراکالا نے مشرق مین جمع کیا تھا، میکرینس نے فوراً مختلف صوبجات مین منقسم نہین کر دیا بلکہ تاجپوشی کے بعد فوج نے پورا موسم سرما ملک شام ہی مین گذرا۔ یہ سپاہی بیکار رہتے تھے اور عیش و عشرت کے مزے لیتے تھے انھون نے اپنی تعداد کا اندازہ کیا، اپنی شکایات کو پیش کیا اور اُن فوائد کا لحاظ کر کے جو انھین حاصل ہو سکتے تھے، ایک نئے انقلاب کا خواب دیکھنے لگے۔ یہ تجربہ کار سپاہی بجائے اسکے کہ شہنشاہ کی ابتدائی کارروائی سے اور اپنا مقابلہ نئے سپاہیون سے کر کے اور اپنی حالت کو اُنسے بہتر پا کر خوش ہوتے، بہت خوفزدہ ہوئے اور سمجھ گئے کہ آئندہ کیا پیش آنے والا ہے۔ نئے بھرتی ہونے والے سپاہی بھی ملازمت سے خوش نہ تھے۔ کیونکہ اُنکو محنت زیادہ کرنا پڑتی تھی اور تنخواہ کم ملتی تھی اور اسکی وجہ وہ یہ قرار دیتے تھے کہ تاجدار طامع ہے اور خود جنگجو نہین ہے۔ ابتدا مین تو فوج صرف بد دل ہی تھی لیکن اب سپاہیون کی باتون مین گستاخی کی شان پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ انقلاب کی آوازین سنائی دینے لگین مختلف مقامات پر بلوے ہوئے۔ جس سے صاف ظاہر تھا کہ لوگ حکومت سے نہ مطمئن ہین اور نہ اُسے پسند کرتے ہین اور یہ بھی پتہ چلتا تھا کہ وہ صرف موقع کے منتظر ہین اور جب یہ موقع ملجائیگا تو ہر طرف سے بغاوت کے شعلے بھڑکنے لگین گے معاملہ تیار تھا ہی، ایسا موقع بھی جلد آ گیا۔

شہنشاہ بیگم جولیا کی موت۔ الاگابس جسکا پہلا نام بسیانس وریلیٹونیو تھا، اسکی تعلیم، اسکی بناوٹ، اور آخری بغاوت

شہنشاہ بیگم جولیا دنیا کا نشیب و فراز دیکھ چکی تھی پہلے وہ ایک معمولی درجہ کی عورت تھی، پھر قدرت نے اُسے عزت کی مسند پر بٹھایا لیکن یہان بھی اُسے سوائے تکلیف کے اور کچھ حاصل نہ ہوا، فرق دونون حالتون مین یہ تھا کہ خوش حالی کے زمانے مین اسکو زیادہ مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی قسمت مین یہ لکھا تھا کہ وہ اپنے ایک بیٹے کی موت اور دوسرے کی زندگی پر آنسو بہائے۔ گو کیراکالا کے حالات سے اُسے پیشتر ہی معلوم ہو گیا ہوگا کہ نتیجہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن جب کیراکالا کی قسمت نے پلٹا کھایا تو اُس کے مادرانہ جذبات بیدار ہو گئے اور اسکو احساس ہونے لگا کہ مین کس درجہ کی عورت ہون اور گو میکرینس نے اُسکے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا لیکن پھر بھی اب وہ اسکی رعایا تھی۔ اس احساس کا اثر اسقدر زیادہ ہوا کہ اُس نے خودکشی کر لی اور میکرینس کی دست گیری سے آزاد ہو گئی۔ اس واقعہ کے بعد اُس کی بہن جولیا میزا کو حکم ملا کہ تم دربار سے

علیحدہ ہوجاؤ اور مقام انٹیاک سے باہر چلی جاؤ۔ وہ مقام امیسا پر اپنی تمام دولت جو بیس برس مین تاجدارون کے عطیات سے جمع ہوئی تھی، لے کر چلی گئی اور اپنے ساتھ اپنی دونون بیٹیون سومیاس اور میمیا کو بھی لے گئی۔ یہ دونون بیٹیان بیوہ تھین اور انکے ایک ایک اکلوتا لڑکا تھا بیسینانس کی بابت، جو سومیاس کا بیٹا تھا ابتدا سے یہ منت مانی گئی تھی کہ وہ سورج دیوتا کا سب سے بڑا پجاری بنایا جائے گا اس جگہ کو خواہ اُس نے عقلمندی سے قبول کیا یا اپنی ضعیف الاعتقادی سے بہرحال یہی وہ چیز تھی جسکی بدولت سیریا کا ایک نوجوان رومیون کی وسیع حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ امیسا مین ایک کثیر التعداد فوج پڑی ہوئی تھی۔ اور چونکہ میکرینس نے نظام کو قائم رکھنے کی غرض سے یہ احکام صادر کردیے تھے کہ تمام فوج سردی کا زمانہ کیمپ مین بسر کرے اس لئے وہ اپنی اس مصیبت کا اُس سے انتقام لینا چاہتے تھے وہ سپاہی جو سورج دیوتا کے مندر مین بغرض عبادت آتے تھے، نوجوان پوجاری کی صاف پوشاک اور اسکی شکل کو عزت و مسرت کی نظرون سے دیکھتے تھے۔ انکو اُسے دیکھکر کیرا کالا یاد آتا تھا یا کم از کم وہ کہتے تھے کہ ہمارے دلون مین اسکی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ چالاک میسا سپاہیون کی اس طرفداری کو غور سے دیکھتی اور اُس کے دل مین امیدون کا ایک طوفان برپا ہوجاتا۔ اُس نے بغیر کسی غور و فکر کے پوتے کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کی اُمید مین اپنی بیٹی کی پاکدامنی کی شہرت کو قربان کردیا اور اشارۃً یہ کہنا شروع کیا کہ ریسیانس، درحقیقت کیرا کالا کا بیٹا ہے اُس کے قاصدون نے خوب دل کھول کے فیاضی کی اور جن لوگون کو کسی قسم کا اعتراض وغیرہ تھا اُنکی زبانون پر سونے کی مہرین لگادین۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگون نے اگر اس بات کو تسلیم نہین کیا کہ ریسیانس کیرا کالا کا بیٹا ہے تو اتنا تو مان ہی لیا کہ وہ بالکل اُس کے مشابہ ہے۔ امیسا مین جو فوجین تھین اُنھون نے نوجوان ریسیانس کی حکومت کا اعلان کردیا۔ اور ریسیانس نے اپنا نام انٹونینوس رکھکر، اُس کی تحریر کی اُس کی طرفدار افواج نے دعویٰ کیا کہ موروثی حکومت جائز وارث کو ملی اور ساتھ ہی دوسری افواج سے درخواست کہ تم لوگ بھی ہمارے نوجوان اور فیاض شہزادہ کے علم کے نیچے آکر ہمارا ساتھ دو ہمارا شاہزادہ اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے بالکل آمادہ اور فوجی مظالم کو نیست و نابود کرنے کے لئے تیار ہے۔

میکرینس کی شکست اور موت

ادھر تو عورتون اور خواجہ سراؤن نے ایک عقلمندانہ سازش کی اور اُدھر میکرینس بجائے اس کے کہ ایک زبردست فوج لے کر کمزور دشمن کو کچل دیتا، بدحواس ہوگیا۔ وہ کبھی انتہائی خوفزدہ ہوجاتا تھا اور کبھی حفاظت کی تدابیر کرنے لگتا تھا۔ اس وجہ سے وہ انٹیاک سے باہر نہ نکل سکا۔ سیریا کی تمام چھاؤنیون مین بغاوت کی ایک عام ہوا چل گئی۔ یکے بعد دیگرے سپاہیون کے دستے اپنے اپنے افسرون کو قتل کرکے، باغیون سے جاملے اور اُنھون نے اپنی پچھلی تنخواہ اور

دیگر فوائد کے اعادہ کا ذمہ دار میکرینس کی کمزوری کو قرار دیا۔ آخر کار میکرینس اس ننھے دعویدار سلطنت سے مقابلہ کرنے کی نیت سے جسکی افواج مین روز افزون ترقی ہوتی جاتی تھی اینٹک سے باہر نکلا اور اپنے محبوس کیا کہ میرے سپاہی بد دلی اور بے اعتنائی سے میدان جنگ مین داخل ہو رہے ہین۔ لیکن جب مقابلہ ہوا تو محافظ دستہ کے سپاہیون نے بلا ارادہ اس جوش سے مقابلہ کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ انکی بہادری اور انکا انتظام دشمنون سے کہین بہتر ہی۔ باغیون کی صفین ٹوٹ گئین۔ لیکن عین اس موقع پر سیرین شاہزادے کی مان اور دادی مشرقی رسم کے موافق بند گاڑی مین میدان جنگ مین آئی ہوئی تھین۔ گاڑی سے نکل آئین اور سپاہیون کی دھیمی کے جذبات کو برانگیختہ کر کے انکی ہمت افزائی کرنے لگین۔ خود اینٹونینس نے جسنے اپنی تمام عمر کبھی داد شجاعت نہ دی تھی اپنی زندگی کے اس نازک موقع پر بہادر سورماؤن کا سا کام کیا۔ اسنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان سپاہیون کو جو ایک جگہ مجتمع ہو گئے تھے ساتھ لیا اور ہاتھ مین تلوار لیکر دشمنون کی ان صفون پر ٹوٹ پڑا جہان زور زیادہ تھا۔ قاعدہ ہی کہ جب قسمت ساتھ دیتی ہی تو خود بخود اس کے سامان بھی مہیا ہو جاتے ہین گنیستھیوس نے جو اب تک ایشیائی عیش پرستیون کا سامان اور عورتون کی خبر گیری کرتا تھا۔ وہ وہ جوہر دکھائے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس مین ایک تجربہ کار سپہ سالار کے صفات موجود ہین۔ ابھی لڑائی جاری تھی۔ اور فتح شکست کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تھا۔ اور ممکن تھا کہ میدان میکرینس کے ہاتھ رہتا۔ لیکن اس نے اپنے پیر مین آپ کلہاڑی ماری اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس بزدلی کی بدولت وہ صرف چند ہی روز اور دنیا کی ہوا کھا سکا۔ لیکن اس کی بدقسمتی پر بدنامی کی مہر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لگ گئی۔ یہ کہنا ضروری نہین ہی کہ اسکے بیٹے ڈایاڈومینیانس کی قسمت باپ کے ساتھ وابستہ تھی جیسے ہی محافظ دستہ کو یہ معلوم ہو گیا ہم ایک ایسے تاجدار کے لئے اپنا خون بہا رہے ہین جس نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہی تو انھون نے بھی فاتح کی اطاعت قبول کر لی۔ رزمی سپاہ کی دو مخالف جماعتین خوشی اور مسرت کے آنسو بہاتی ہوئی۔ کیراکلا کے فرضی بیٹے کے جھنڈے تلے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئین اور مشرقی ممالک نے نہایت خوشی سے ایک ایسے شاہزادہ کی اطاعت قبول کی جسکی رگون مین ایشیائی خون موجود تھا۔

ایلاگابلس کا مجلس ملکی کو ایک خط لکھنا

میکرینس کے خطوط سے مجلس ملکی کو پتہ چلا کہ ایک چھوٹے دعویدار کی وجہ سے سیریا مین کچھ فتنہ و فساد کے آثار نمایان ہو گئے ہین۔ اور یہ کہ اسکی نسبت یہ حکم صادر ہو چکا ہے کہ وہ اور اسکے اہل خاندان سب امن ملک کے دشمن ہین۔ انہی خطوط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ باغی افسر کے ان پیروون سے جنھون نے غلطی سے اس کا ساتھ دیا ہی یہ وعدہ کیا گیا ہی کہ اگر وہ فوراً اس کا ساتھ چھوڑ دین تو انکے قصور معاف کر دیئے جائینگے لیکن بیس دن کے قلیل عرصہ مین رومی دنیا کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ اور یہی وقفہ اعلان جنگ اور فتح کے درمیان گذرا تھا دار السلطنت اور دیگر صوبجات مین خاص

مشرق کے صوبوں میں لوگوں کے دلوں میں امید اور خوف کے جذبات سے ہیجان ہو رہا تھا۔ اِن مقامات پر فسادات ہوتے تھے اور بیگناہوں کا خون نضول بہایا جاتا تھا۔ اس وجہ سے سخت پریشانی اور سراسیمگی کی حالت تھی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ جانتے تھے کہ سیریا میں جو امیدوار بھی کامیاب ہوگا وہی پوری سلطنت کا مالک ہوگا۔ فرمانبردار مجلس ملکی کو اس نوجوان فاتح نے جو نگر آمیز خطوط لکھے انمیں اُس نے اپنی فتح کا حال تحریر کیا اور وعدہ کیا کہ مین نہایت اعتدال سے کام کرونگا اور اپنے افعال کو درست رکھونگا۔ مین اپنے طرز حکومت کی بنیاد مارکس اور آگسٹس کی شاندار مثالون پر رکھونگا اور بہت فخر کے ساتھ یہ تحریر کیا کہ دیکھو میری عمر اور میرے حالات بھی ویسے ہی ہین جیسے آگسٹس کے تھے اور آگسٹس نے بھی میری طرح ایک کامیاب جنگ سے اپنے باپ کے قتل کا انتقام لیا تھا۔ اینٹونینس کے بیٹے اور سویرس کے پوتے نے مارکس آریلیس انٹونینو کا طریقہ اختیار کیا اور اعلان کر دیا کہ سلطنت تو میرا موروثی حق ہے لیکن اس سے پیشتر کہ مجلس ملکی، حاکم فوجداری اور حاکم اعلیٰ کے اختیارات اُس کو عطا کرے، اُس نے اِن اختیارات کو برتنا شروع کر دیا اور اس طرح عوام کے جذبات کی کوئی پروا نہ کی۔ یہ بات مصلحت اور رومن نظام حکومت کے بالکل خلاف تھی۔ اور اسکا سبب یا تو اسکے سیریا والے درباریوں کی لاعلمی تھی اور یا اسکے فوجی سورماؤں کی وحشت آمیز لاپروائی۔

ایلاگابالس کی تصویر نئے شاہنشاہ کو اپنی ذرا ذرا سی دلچسپیوں کا بہت خیال رہتا تھا اور عیش پرستیوں کے انہماک کی بدولت اُسے سیریا سے اٹلی تک آتے آتے کئی مہینے لگ گئے۔ اسنے فتح کے بعد پہلا موسم سرما مقام نکومیڈیا پر گذارا۔ اور جبتک موسم گرما کا آغاز نہ ہو لیا، اسنے دار السلطنت مین داخلہ ملتوی رکھا۔ اُس کے حکم سے اُس کی ایک تصویر جو بالکل اس کی صورت سے مشابہ تھی دار السلطنت مین بھیجی گئی تاکہ وہ مجلس ملکی کے ایوان مین فتح کی قربانگاہ پر رکھی جائے۔ اور اس طرح رومیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارا آئندہ شہنشاہ کی صورت کیسی ہے اور اس کے عادات و اطوار کیسے ہونگے۔ حالانکہ یہ تصویر نہایت پست درجہ کی تھی تصویر میں وہ اپنا ریشمی اور سنہرا پادریوں والا لباس پہنے ہوئے تھا۔ میڈیا اور فونیشیا والوں کی طرح یہ لباس ڈھیلا ڈھالا تھا۔ اس کے سر پر ایک بلند ٹوپی تھی۔ اُس کے گلوبندوں اور کنگنوں پر نہایت قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اسکی بھوین کالی رنگی ہوئی تھیں اور اُنکے گالوں پر سُرخ و سفید غازہ ملا ہوا تھا۔ تصویر کو دیکھکر مجلس ملکی کے سنجیدہ اراکین نے ایک ٹھنڈی سانس بھری کہ روم کو ایک عرصہ تک اپنے ملک کے تاجداروں کے مظالم سہنے کے بعد اب ایک ایسے مشرقی مطلق العنان تاجدار کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا ہے، جو عورتوں کی طرح عیش و عشرت کا دلدادہ ہے۔

اسکی ضعیف الاعتقادی ایلاگابالس کے نام سے ایک مخروطی شکل کی پتھر کی صورت کی پرستش

ایمیا مین ہوتی تھی اور یہ مورت سورج دیوتا کی مانی جاتی تھی - عام اعتقاد یہ تھا کہ یہ مورت اس پاک مقام پر آسمان سے نازل ہوئی ہے - اینٹونینس اپنی فتح کا باعث اسی دیوتا کو قرار دیتا تھا اور اسکا یہ اعتقاد ایک حد تک قرین عقل معلوم ہوتا تھا - اسکے عہد حکومت مین صرف ایک خاص بات ہوئی اور وہ یہ تھی کہ وہ اپنی احسانمندی کا جسکی بنیاد ضعیف الاعتقادی پر تھی بہت زور وشور سے اعلان کرتا تھا - ایمیا کے دیوتا نے دنیا کے تمام حصون پر فتح پائی تھی اور یہ اسکے فخر ومباہات کا باعث تھا - اسکو ایلاگابالس کا نام بہ نسبت تمام شاہنشاہی خطابات کے زیادہ پسند تھا - وہ اپنے کو دیوتا کا منظور نظر اور اسکا پادری خیال کرتا تھا اور اسی وجہ سے اُس نے یہ نام اختیار کیا تھا - روم کی تمام گلیون مین ایک سنجیدہ جلوس نکلتے وقت سنہری راکھ بچھائی گئی - اور دیوتا کی مورت جواہرات سے مرصع کرکے ایک گاڑی پر رکھی گئی جسے چھ بالکل سفید گھوڑے گھسیٹتے تھے - اور اُن پر نہایت عمدہ جھولین پڑی ہوئی تھین مقدس شاہنشاہ گھوڑون کی باگ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے تھا - اُسے اسکے وزرا سنبھالے ہوئے تھے اور وہ اکثر پیچھے کی طرف ہٹ آتا تھا کہ مورت کا پاس سے نظارہ کرسکے - ایلاگابالس دیوتا پر جو چڑھاوے چڑھتے انکے لئے پلاٹائن پہاڑ پر ایک شاندار مندر بنایا گیا - اور وہان نہایت سنجیدگی سے اور بہت کچھ دولت خرچ کرکے قربانی چڑھانے کی رسم ادا کی جاتی تھی - عمدہ سے عمدہ شرابین، نہایت غیر معمولی صدقات کی چیزین، اور اعلیٰ سے اعلیٰ خوشبوئین اسکے قربانگاہ کے سامنے جلائی جاتین - اور اردگرد، سیرین لڑکیان کا ایک گروہ شہنیون کی موسیقی کی آواز پر مستانہ وار رقص کرتا تھا - ان مواقع پر بڑے سے بڑے ارکین سلطنت اور فوجی افسر تو تہبند باندھے کمر کسے ہوئے کے سے جلیے بنائے ہوئے کرتے پھرتے ذلیل سے ذلیل کام اپنے ہاتھون سے بظاہر نہایت شوق سے انجام دیتے تھے لیکن دل مین اسکے انھین بالکل نفرت تھی -

یہ مندر چونکہ عام عبادتخانہ تھا اس لئے متعصب شاہنشاہ نے چاہا کہ اینسیلیا[1] پیلیڈیم[2] اور آما کے مذہب کے تمام مقدس بتون وغیرہ کو اسی مقام پر منتقل کردے ایمیا کے دیوتا کے اردگرد معمولی دیوتاؤن کے بت اس طرح جمع کئے گویا وہ بڑے دیوتا کی مختلف خدمات انجام دیتے ہین لیکن یہ دربار اس وقت تک مکمل نہ خیال کیا جاتا جب تک کوئی معزز دیوی اسکے بستر پر موجود نہ ہوتی - سب سے پہلے اس صحبت کے لئے پیلاس منتخب کی گئی - لیکن خوف یہ تھا کہ اس کے جنگجویانہ مظالم سے سیرین دیوتا ڈر نہ جائے اسلئے چاند جسکی افریقہ کے لوگ ایسٹارٹے[3] کے نام سے پرستش کرتے ہین - سورج کے لئے ایک مناسب ساتھی خیال کیا گیا - اسکی مورت نہایت اہتمام سے کارتھیج سے منتقل کرکے روم لائی گئی اور ساتھ ہی ساتھ وہ تمام بیش قیمت چڑھاوے بطور جہیز کے آئے

---

[1] ایک ڈھال کا نام [2] ٹرائے کی ایک دیوی جسکو متعلق شہر کی حفاظت تھی - یہی نام رومی عقل کی دیوی کا بھی تھا [3] ہرنا مانہ

جو مندر مین جمع تھے۔ وہ تاریخ جب یہ مقدس شادی ہوئی تھی روم اور تمام سلطنت کے لئے عام خوشی اور مسرت کا ایک تہوار قرار پائی۔

اسکی زنانی عیش پرستیاں

جو لوگ عیش و عشرت کے بندے ہوتے ہین اور ذرا بھی عقل رکھتے ہین وہ ہمیشہ فطرت کے قوانین کی پابندی کرتے اور اعتدال کو مدنظر رکھتے ہین اور طبیعت کو لوگون سے میل جول محبت کے تعلقات، اور اپنے مذاق و نازک خیالی کی رنگ آمیزیون سے بھلائے رکھتے ہین۔ لیکن الاگابالس یعنی نیا تاجدار روم۔ جو اپنے شباب اپنے ملک اور اپنی خوش قسمتی سے ہاتھون بداخلاقی کے دلدل مین گر چکا تھا آزادی سے نہایت نو مسرتون سے لطف اندوز ہونے لگا اور اپنے غیض و غضب کی باگین ڈھیلی کر دین۔ لیکن ان مسرتون سے وہ بہت جلد آسودہ ہو جاتا تھا۔ اب اس کے لئے مصنوعی مسرتون کی ضرورت ہوئی اس کے لئے اب یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ عورتین اسکی خدمت مین حاضر ہوتین شراب کا دور چلتا اور عمدہ سے عمدہ کھانے موجود رہتے اسکے مزاج شناس مختلف طریقون سے اس کے روبرو کھانے پیش کرتے تھے اور نئی نئی چٹنیان اچار وغیرہ تیار رکھتے تھے اور اس طرح شہنشاہ کو کھانے کی رغبت ہوتی تھی۔ اس عہد حکومت کی صرف ایک بات یادگار ہے یعنی یہ کہ کھانے پینے کی قسم سے نئی نئی چیزین ایجاد ہوئین اور انکے نئے نئے نام رکھے گئے صرف انھین باتون کو ترقی تھی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ شاہنشاہ ان چیزون کی سرپرستی کرتا تھا۔ یہ تاجدار اپنی ان حرکات کی وجہ سے بہت بدنام ہوا۔ اس کا نہ مذاق درست تھا نہ اسکی طبیعت صفائی پسند تھی۔ وہ عیش و عشرت کا بندہ تھا اور جس وقت جو جاہتا تھا کرتا تھا۔ الاگابالس خزانہ کا روپیہ نہایت بے دردی سے خرچ کر رہا تھا۔ وہ خود سمجھتا تھا اور اسکے خوشامدی مصاحبین بھی یہی کہتے تھے کہ یہ شان و شوکت اور فیاضی گلے تاجدارون کو خواب مین بھی نہین نصیب ہوئی تھی۔ جس طرح کہ موسمون اور آب و ہوا کا نظام چل رہا تھا۔ اس سے سب بے پروائی کی گئی۔ وہ اپنی رعایا کے جذبات کو پامال کرتا تھا اور فطرت کا کوئی اصول ایسا نہ تھا جس کو اس نے اپنی عیش پرستی کے جوش مین نہ توڑا ہو۔ اس کے حرم مین بہت سی عورتین تھین اور یکے بعد دیگرے کئی عورتون سے اسنے شادی کی جن مین ایک ایسی دوشیزہ بھی تھی جس نے تمام عمر خدا کے نام پر کنوارے رہنے کی قسم کھائی تھی لیکن اسے زبردستی اگر شہنشاہ کی آتش ہوس کو بجھانا پڑا اسکے بہیمانہ جذبات کی اس پر بھی تشفی نہ ہوئی۔ رومیون کی وسیع دنیا کے تاجدار نے عورتون کا لباس پہنا، ہاتھ مین عصائے شاہی کے بجائے ریشم کی بنی ہوئی ایک ڈوری لی اور سلطنت کے بڑے بڑے عہدون کی اس طرح بے عزتی کی کہ انھین اپنے زمرہ عشاق کے افراد پر تقسیم کر دیا۔ ان لوگون مین ایک کو شہنشاہ بلکہ خود اس کے الفاظ مین شہنشاہ بیگم کے خاوند ہونے کا خطاب ملا اور اس کا عام جشن منایا گیا۔

اس رومی ظالم کی خصوصیت یہ تھی کہ صفائی کو ناپسند کرتا تھا

بظاہر یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ الاگابالس کی برائیون پر خیال آرائی اور تعصب سے رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ لیکن صرف ان

مناظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو روم مین عوام الناس کو دکھائے جاتے تھے اور جنکی شہادت اُس زمانہ کے سنجیدہ مورخین نے دی ہی یہی بہتر ہو کہ ان کا ذکر نہ کیا جائے مختصر یہ کہ اپنے اِن افعال کی بنا پر وہ بدکاری و بدنامی مین ہر زمانہ کے عیاشون سے گوئے سبقت لے گیا ہی۔ مشرقی تاجدار اپنی عیش پرستیون کی وجہ سے بدنام ہین لیکن اگر کوئی شخص الاگا باس کے اقابل گذر حرم کو دیکھ سکتا تو مشرقی بادشاہون کی عیش پرستیون کی اسکے سامنے کوئی وقعت نہ رہتی یورپ کے درباروں مین جو لوگ عیش پرستی کرتے بھی ہین وہ کبھی تہذیب اور سلیقہ کو ہاتھ سے نہین جانے دیتے۔ اور عوام کے خیالات کا پاس کرتے ہین لیکن روم کے بدکار اور دولت مند امرا ہر نہایت آزادی سے وہ سب بُری باتین اختیار کرتے تھے۔ جو غیر اقوام کے ایک دوسرے سے ملنے جلنے سے معلوم ہوتی تھین۔ انکو نہ سزا کا خوف تھا نہ عوام کے خیالات کی پرواہ تھی اور اس لئے نہایت آزادی سے وہ اپنے غلامون اور چاپلوسون کے درمیان زندگی بسر کرتے تھے شہنشاہ اپنی رعایا کے ہر طبقہ کو نفرت انگیز بے پروائی سے دیکھتا تھا اور چونکہ تاجدار تھا اسلئے کھلم کھلا عیش پرستی اور بدکاری کرتا تھا۔

فوج کی بے اطمینانی کی حالت

وہ لوگ جو خود کسی قابل نہین ہوتے، دوسرون کی اُن کمزوریون پر نفرت کا اظہار کرتے ہین جو خود اُنمین موجود ہوتی ہین۔ اور سپاہی فرق کے لئے وہ عمر عادات واخلاق، اور مرتبے وغیرہ کا فرق ڈھونڈھ لیتے ہین۔ وہ بدمنش سپاہی جنھون نے کیرا کالا کے بدکار بیٹے کو تخت سلطنت پر بٹھایا تھا۔ اُسکی حالت دیکھ کر اپنے انتخاب پر سخت پشیمان ہوئے اور اس ظالم سے خلاف ہو کر اُسکے چچازاد بھائی الگزنڈر کی جو میمیا کا لڑکا تھا اور نہایت عمدہ اخلاق کا آدمی تھا تعریفین کرنے لگے۔ مکار میسا کو اس بات کا احساس تھا کہ میرا پوتا اپنی بدکاری کی وجہ سے تباہ ہو جائے گا اور اس لئے اُس نے ایک زیادہ یقینی طریقہ اختیار کیا جس سے سلطنت اُسی کے خاندان مین رہے۔ ایک موقع پر جب نوجوان شہنشاہ اپنی محبت اور خلوص کا اظہار کر رہا تھا۔ تو میسا نے اُس سے کہا کہ اب تم الگزنڈر کو اپنا متبنی کر لو اور اوسکو سیزر کا خطاب

الگزنڈر سویرس کو ۲۲۱ء مین سیزر کا خطاب ملتا ہی

دو تاکہ تمھارے مذہبی کامون مین دنیوی معاملات کی وجہ سے خلل نہ پڑ سکے جب الگزنڈر کو سیزر کا خطاب مل چکا اور وہ سلطنت کا حقدار قرار دیدیا گیا تو وہ بہت جلد ہر دلعزیز ہو گیا لیکن اب وقت یہ پڑی کہ شہنشاہ کے دل مین اُس کی طرف سے میل آیا۔ اور اُس نے اس مدمقابل کا خاتمہ کر دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اس کے دو ہی طریقے تھے یا یہ کہ الگزنڈر کے بھی اطوار خراب ہو جائین اور یا اُسکا خاتمہ کر دیا جائے سب سے پہلے

مقصد کی حصول کے جو طریقے اختیار کئے گئے وہ بیکار ثابت ہوئے اور خود اسکی حماقت کی بدولت یہ طریقے ظاہر ہوجایا کرتے تھے اُن ایانذار اور وفادار نوکرون کی بدولت الاگابالس کا مقصد نہ حاصل ہونے پایا تھا جنکو میسیا نے دور اندیشی سے اپنے بیٹے کے لئے مقرر کیا تھا۔ ایکدن اپنے جذبہ سے متاثر ہوکر الاگابالس نے تہیہ کرلیا کہ اب مین اپنی طاقت سے وہ مقصد حاصل کرونگا جو عیاری سے نہین حاصل ہوسکا ہی۔ خود مختاری کی شان سے اُس نے اپنے چچازاد بھائی کو ذلیل کیا اور اُس سے سیزر کا خطاب واپس لے لیا۔ مجلس ملکی نے اس خبر کو خاموشی سے سنا لیکن جب یہی خبر فوج مین پہونچی تو سپاہیون کی آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ محافظ دستہ کی سپاہ نے قسم کھائی کہ ہم الگزنڈر کی حفاظت کرینگے اور الاگابالس نے جو تخت کو ذلیل کیا ہی اسکا انتقام لینگے۔ جب شہنشاہ نے یہ رنگ دیکھا تو اس نے وعدے وعید کرنا شروع کئے اور خوف کے مارے گریہ وزاری کرنے لگا۔ اب اس نے یہ درخواست کی کہ تم میری جان بخشی کرو اور مجھے میرے پیاری ہیراکلینز کے ساتھ زندگی بسر کرنے دو اس پر محافظ سپاہ کو اُس سے بالکل نفرت ہوگئی اور اُنھون نے فی الحال اس پر قناعت کی کہ اپنے سردار کو الگزنڈر کی حفاظت، اور شاہنشاہ کے افعال کی نگرانی کا پورا اختیار دیدیا۔

محافظ سپاہ کی بغاوت اور الاگابالس کا ۱۰ مارچ ۲۲۲ء مین قتل ہونا

اس قسم کی صلح کا قائم رہنا ناممکن تھا۔ یا یون کہنا چاہیئے کہ الاگابالس کا سا پست ہمت اور کمینہ شخص بھی ان ذلت آمیز شرائط پر سلطنت قبول نہ کرسکتا تھا۔ اسنے ایک خوفناک تجربہ سے سپاہیون کے جذبات کا امتحان کرنا چاہا۔ الگزنڈر کی موت کی جھوٹی خبر مشہور کی گئی۔ اور چونکہ شک یہ تھا کہ وہ قتل کیا گیا ہی اس لئے سپاہ کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہ آگ ہمت تک نہ بجھ سکتی تھی جب تک نوجوان ہردلعزیز شاہزادہ اُنکی آنکھون کے سامنے موجود نہ ہوتا۔ اپنے چچازاد بھائی سے سپاہیون کی اس محبت کو دیکھکر اور اس سے خفا ہوکر اُس نے بغاوت کے بعض رہنماؤن کو سزا دینا چاہی اُسکی یہ بےموقع سختی اسکے ملازمون اسکی ماں اور خود اسکے لئے بہت خطرناک ثابت ہوئی۔ محافظ سپاہ نے جوش مین آکر اُسے قتل کرڈالا۔ اسکی مجروح لاش کو شہر کی گلیون مین گھسیٹتے پھرے اور آخر مین دریائے ٹیبر مین پھینک دیا۔ مجلس ملکی نے اس کی یاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باعث ننگ قرار دیا اور آنے والی نسلون نے اسکے افعال پر ناپسندیدگی کی مہر کردی۔

الگزنڈر سویرس کی تخت نشینی

قدرت کا کھیل دیکھو کہ خاص الاگابالس کے کمرہ مین اُس کے چچازاد بھائی کے سر پر محافظ سپاہ نے تاج شاہی رکھا۔ سویرس کی خاندان

سے اُسے بھی وہی تعلق تھا جو الاگابالس کو تھا۔ اب اُس نے سویرس کا نام اختیار کیا۔ اپنی عمدہ عادتوں اور
اُس خطرہ کی وجہ سے جس میں وہ رہ چکا تھا، رومی اُس سے بہت محبت کرتے تھے۔ مجلس ملکی نے نہایت
فراخدلی سے ایک ہی دن میں بہت سے خطابات اور مختلف قسم کے اختیارات اُسکے سپرد کر دیئے لیکن
چونکہ الگزنڈر بہت منکسر مزاج تھا، اپنے فرائض کو سمجھتا تھا اور سب سے بڑھکر یہ کہ اُس کی عمر صرف سترہ برس
کی تھی اس وجہ سے سلطنت کی باگ دو عورتوں کے ہاتھوں میں تھی۔ ان میں ایک اسکی ماں ممیا اور دوسری
اسکی دادی میسا تھی لیکن الگزنڈر کی تخت نشینی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد میسا مرگئی۔ تب ممیا تنہا،
اپنے بیٹے اور سلطنت کی اتالیقی کرتی رہی۔

ممیا کے اختیارات

ہر زمانہ اور ہر ملک کا یہ دستور رہا ہے کہ مرد عورت میں سے جو زیادہ عقلمند ہوا
یا کم از کم جس کی طاقت زیادہ ہوئی اُس نے سلطنت کے اختیارات اپنے ہاتھ
میں رکھے اور دوسرے کو خانگی معاملات سپرد کرکے خانگی زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لئے چھوڑ دیا
ان شخصی حکومتوں میں جہاں باپ کے بعد بیٹا تخت کا مالک ہوتا ہے اور خاصکر موجودہ زمانہ میں یورپ میں
عزت و حرمت کے خیال سے اور قانون وراثت کی وجہ سے ہم ایک استثنائی صورت مان لیتے ہیں اور
اکثر یہ ہوتا ہے کہ بڑی بڑی خودمختار سلطنتوں کی وارث عورت قرار پاتی ہے۔ حالانکہ وہ ملکی اور فوجی کسی قسم
کا کوئی اختیار نہیں رکھتی۔ اس زمانہ میں چونکہ رومی شاہنشاہ فوج کے سپہ سالار اور جمہوریت کے حاکم خیال
کئے جاتے تھے۔ اور گو انکی بیویاں اور مائیں آگسٹا کے نام سے پکاری جاتی تھیں لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ
شاہنشاہ کو جو ذاتی خطابات ملیں ان میں عورتیں حصہ دار ہوئی ہوں اس خیال سے اگر کوئی عورت برسر
حکومت ہوتی تو بھی اُن ابتدائی رومیوں کی نظروں میں جو بغیر محبت کے شادی کرتے تھے اور اگر محبت
بھی کرتے تھے تو عورت کی نہ قدر کرتے تھے نہ عزت یہ ایک ایسی بات ہوتی جس کا کفارہ بھی ممکن نہ تھا
مغرور ممیا یعنی الگزنڈر کی ماں کو یہ امید تھی کہ تاجدار کی جو عزت و حرمت ہوتی ہے۔ اس میں میں بھی شریک
ہونگی، کیونکہ میں ہی نے اپنے بیٹے کو تخت سلطنت کا مالک بنایا ہے۔ لیکن اس امید کو ہر شہری جس کے دل میں
روم کی ذرا بھی قدر تھی نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا اور ہر شخص [illegible] اور یہ اُسی کے سبب سے۔ استقلال کی بدولت
اُس کی طرف سے ناامیدی ہوتی جاتی تھی۔ یکے بعد دیگرے تخت نشین ہونے والے شہزادے اپنی فہم و فراست
کی بدولت یا لاپروائی کی وجہ سے اپنی رعایا کے جذبات کو مشتعل کرنے سے باز رہے یہ بات بدکار الاگابالس
ہی کے لئے مخصوص تھی کہ وہ مجلس ملکی کے قوانین کو اپنی ماں سومیس کے نام سے نافذ کرتا تھا۔ سومیس کو حاکم
اعلیٰ کا مرتبہ دیا گیا اور مجلس واضعان قوانین میں وہ برابر حصہ لیتی تھی اسکی بہن ممیا زیادہ سمجھدار تھی اور

اُس نے اس فضول اور بیکار اختیار کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک قانون بنایا گیا جسکی رو سے عورتوں کے لئے مجلس ملکی مین شریک ہونا ممنوع قرار پایا۔ اور یہ طے ہوا کہ جو شخص اس قانون کے خلاف عمل کرے اس پر دیوتاؤن کا قہر نازل ہو۔ میمیا کی مردون کی سی خواہش یہ تھی کہ اصل مین اختیارات میرے ہاتھ مین رہین خواہ اُس کا اظہار ہو یا نہو اسے اپنے بیٹے کے دماغ پر مستقل قبضہ حاصل تھا۔ بیٹے کو ماں سے بہت محبت تھی۔ لیکن وہ کسی طرح اُسے گوارا نہین کر سکتی تھی کہ الگزینڈر کی محبت کا کوئی دوسرا شخص بھی حصہ دار ہو۔ اس کی اجازت سے الگزنڈر نے ایک امیر کی لڑکی سے شادی کی لیکن اپنے خسر کی وہ جتنی عزت کرتا تھا اور اپنی بیوی سے جتنی محبت کرتا تھا وہ اُس محبت کے مقابلہ مین بہت کم تھی جو اُسے میمیا کے ساتھ تھی۔ انتہا یہ کہ شاہنشاہ کے خسر پر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔ اور اُسکی بیوی حقارت کے ساتھ محل سے نکال دی گئی اور شہر بدر کرکے افریقہ بھیجدی گئی۔

عمدہ اور بہتر انتظام

اس ظلم جسکی بنا حسد پر تھی اور اسی قسم کی بعض دوسری حرکتون کے علاوہ جسکا الزام میمیا کو دیا جاتا ہے، اس کا انتظام ایسا تھا جو اسکے بیٹے اور سلطنت دونون کے لئے مفید تھا۔ مجلس ملکی کی اجازت سے اُس نے ممبرون مین سے سولہ شخص ایسے انتخاب کئے جو سب سے زیادہ عقلمند تھے اور جنکے عادات و اطوار عمدہ تھے یہ لوگ ہمیشہ کے لئے امور سلطنت مین رائے دینے والے قرار دئے گئے ان لوگون کے سامنے امور سلطنت بیان ہوتے اُن پر مباحثہ ہوتا اور فیصلہ کیا جاتا۔ مشہور الپین جو روم کے قوانین کو خوب جانتا تھا اور انکی قدر کرتا تھا۔ ان سب کا سرغنہ قرار دیا گیا۔ خواص کی اس مجلس کی فہم و فراست اور استقلال سے سلطنت کا سب انتظام درست ہو گیا۔ جب شہر سے غیر ملکی ضعیف الاعتقادیون اور عیش پرستیون کا وجود اور الاگابالس کے مظالم کا نشان مٹ گیا تب ان لوگون نے سلطنت کے تمام صیغون سے ان نااہل لوگون کو ہٹانا شروع کیا۔ جنکو الاگابالس نے مقرر کیا تھا اور انکی جگہ ایسے لوگون کو مقرر کیا جنکے عادات بھی اچھے تھے اور جو لیاقت بھی رکھتے تھے۔ قابلیت اور انصاف پسندی صرف یہ دو شرطین ایسی تھین جنکی بنا پر ملکی عہدے لوگون کو ملتے تھے۔ جو لوگ فوجی صیغہ مین جانا چاہتے تھے۔ انکے لئے بہادری اور قواعد کی پابندی ضروری شرائط قرار دئے گئے۔

الگزنڈر کی تعلیم اور اسکی عمدہ تربیت

لیکن میمیا اور صلاح کارون کا سب سے اہم کام یہ تھا کہ وہ نوجوان شاہنشاہ کی عمدہ طور پر تربیت کرین کیونکہ اسکی ذاتی خوبیون ہی پر

روحی دنیا کی مسرت اور تکلیف کا دار ومدار تھا۔ خوش قسمتی سے اس تربیت کا تخم ایسی سرزمین مین بویا گیا
جس مین خود بھی صلاحیت تھی۔ اسکی عقل نے الگزنڈر کو بتایا کہ عمدہ عادات و اطوار سے کیا فوائد ہوتے ہین۔ علم
سے کیا خوشی حاصل ہوتی ہے اور محنت کتنی ضروری چیز ہے۔ فطری نرمی اور اعتدال کی بنا پر وہ جذبات سے کبھی
مغلوب نہ ہوتا تھا نہ برائی کی طرف اسے رغبت ہوتی تھی۔ ماں کی محبت اور اتالیق کی وقعت کی وجہ سے ناتجربہ کار
نوجوان تاجدار چاپلوسی کے زہر سے ہمیشہ محفوظ رہا۔

اسکی روزانہ زندگی کا روزنامچہ

اس روزنامچہ سے جس مین اسکے تمام معمولی واقعات درج ہین معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک
نہایت عمدہ تاجدار تھا۔ اور بعض باتون کا لحاظ رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے
کہ وہ بالکل موجودہ زمانے کے شہزادون کی مثل تھا۔ وہ صبح سویرے بیدار ہوتا
اور دن کے ابتدائی حصہ مین مذہبی فرائض بجا لاتا۔ اس کے گھر مین جو گرجا تھا اس مین ان تمام اشخاص کی
تصاویر لگی ہوئی تھین جنھون نے بنی نوع انسان کی کسی نہ کسی طرح اصلاح کی تھی یا اسے ترقی دی تھی اور جسے
بعد مین آنے والی نسلون نے انکو شہرت کا تاج پہنا کر اپنی احسانمندی کا ثبوت دیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ خدمت
خلق کو خدمت خالق سمجھتا تھا۔ اسلئے صبح کا اکثر حصہ کونسل مین صرف ہوتا تھا اور وہان وہ سلطنت کے مسائل
پر بحث کرتا تھا۔ مقدمات کے فیصلے کرتا تھا اور یہ سب کام اس خوبی سے انجام دیتا تھا جسکی ناتجربہ کاری
و خردسالی کو دیکھتے ہوئے کبھی توقع نہین کی جا سکتی تھی۔ جب ان کامون سے وہ پریشان ہوتا تو طبیعت کو
ادب اور ادبی کتابون سے بہلاتا۔ اسکے وقت کا ایک حصہ محض ادبی، تاریخی، اور فلسفہ کی کتابین پڑھنے کے
لئے وقف تھا، وہ خاص طور سے ورجل اور ہوریس کی کتابین پڑھتا اور فلاطون اور سسرو کی جو اسے
دل سے پسند تھین۔ ان کتابون سے اس کا مذاق پاکیزہ ہو گیا عقل و فراست بڑھ گئی۔ اور وہ سمجھنے لگا کہ
عمدہ سے عمدہ آدمی کیسے ہوتے ہین اور بہترین حکومت کونسی ہو سکتی ہے۔ دماغی محنت کے بعد وہ جسمانی ریاضت
کرتا اور چونکہ وہ لمبے قد کا چھریرا اور طاقتور تھا اس وجہ سے وہ جسمانی ورزشون مین اکثر اپنے برابر والون سے
سبقت لیجاتا تھا۔ اس کے بعد وہ غسل کرتا اور تھوڑا سا ناشتہ کرتا۔ اور پھر اپنے کام مین مشغول ہو جاتا۔ اور
پھر شام کو کھانے کے وقت تک جو رومیون کا خاص کھانا تھا اسی برابر سیکریٹری لوگ گھیرے رہتے۔ ان لوگون کی
موجودگی مین وہ ان ہزارون خطوط، عرضیون اور درخواستون کو پڑھتا اور انکے جواب دیتا جو دنیا کے
تاجدار کے پاس فطرتاً آنا چاہیئے تھے۔ اسکی میز پر نہایت سادہ غذا ہوتی تھی۔ اور جب وہ اپنی حسب مرضی
کام کرنا چاہتا تو اسکے ساتھ صرف چند منتخب دوست ہوتے۔ یہ سب نہایت عمدہ اخلاق اور قابلیت کے لوگ
ہوتے تھے اور ان مین اتالیق ہمیشہ اور ضرور بلایا جاتا تھا۔ انکی گفتگو ہمیشہ بے تکلفانہ اور عاقلانہ ہوتی تھی۔

اور جب گفتگو کے درمیان کچھ وقفہ ملجاتا تو کوئی نظم وغیرہ پڑھی جاتی۔ اور یہ چیزین، بھانڈون، نقالون اور پہلوانون کی جگہ تھین کیونکہ ان کا شوقین مزاج اور مالدار رومیون مین بہت رواج تھا۔ الگزنڈر کا لباس بھی سادہ اور معمولی ہوتا تھا۔ اور وہ ہر شخص سے بہت نرمی و محبت سے ملتا تھا۔ کچھ خاص اوقات مقرر تھے جن مین ہر شخص کو اسکے محل مین داخل ہونے کی اجازت تھی اور ان مواقع پر ایک نقیب پکارتا جاتا تھا کہ کوئی شخص جسکے دل مین شرارت اور بدمعاشی کا خیال ہو۔ اس متبرک مکان کے اندر داخل نہو۔ اس قسم کی زندگی جس مین بدمعاشی و بدکاری کے لئے کوئی وقعت نہ تھا، اسکی عقلمندی اور انصاف پسندی کا بنسبت

رومی دنیا کی خوشحالی

لیمپریڈیس کی تحریرون کے کہین بہتر ثبوت ہے۔ لموڈس کے زمانے سے لیکر چالیس برس تک رومی دنیا کو چار مختلف ظالمون اور انکے مظالم کا تجربہ ہوا تھا۔ لیکن الاگابالس کی وفات کے بعد تیرہ برس نہایت امن وامان رہا۔ سوداگرون کو ان بھاری بھاری محصولون سے نجات ملگئی جو کیراکالا اور اسکے فرضی لڑکے نے جاری کئے تھے اب ہر طرف امن اور خوشحالی کے آثار نمایان تھے ہر جگہ مجسٹریٹ موجود تھے اور انصاف کا ڈنکا بجتا تھا۔ حکام کو تجربہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ ہر دلعزیزی ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے بادشاہ کچھ رعایت کر سکتا ہے۔ رومیون کی عیش وعشرت کی چیزون پر ایک معمولی محصول لگا یا گیا ساتھ ہی خوراک اور غلہ کی قیمت مین الگزنڈر کی وجہ سے بہت کمی ہوگئی۔ اس کے علاوہ الگزنڈر نے اس عقلمندی سے سخاوت کی کہ محنتی لوگون کو کسی قسم کی تکلیف دیئے بغیر عوام کی ضروریات پوری ہوتی تھین مجلس ملکی کو پھر عزت، آزادی اور اختیارات حاصل ہوگئے اور اس جماعت کا ہر فرد بغیر کسی خوف کے شہنشاہ کے قریب آجا سکتا تھا۔

الگزنڈر، انٹونیو کا نام نہین اختیار کرتا

انٹونیو کے نام کو جیسے پیس اور مارکس کے عمدہ اطوار کی بدولت چار چاند لگ گئے تھے۔ بداطوار ویرس اور ظالم کموڈس نے اپنے اپنے نام کے ساتھ استعمال کیا تھا یہی نام سویرس کے بیٹون کے نام کا جزو بنا۔ پھر نوجوان ڈایاڈومی نیانس نے اسے اختیار کیا اور آخر کار ایسا کے پادری نے اسے نہایت خراب کیا مجلس ملکی کے ممبرون نے خاص طور سے اصرار کیا اور شاید سچے دل سے اصرار کیا کہ آپ بھی اس نام کو استعمال کیجئے۔ لیکن اسنے نہایت فراخ حوصلگی سے انکار کردیا۔ حالانکہ وہ تمام عمر اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ سلطنت کو وہی عروج حاصل ہو جائے جو پہلی انیٹونیس کے زمانہ مین حاصل تھا۔

فوج کی اصلاح کے بارے مین اسکی کوششین

اپنے ملکی انتظام مین الگزنڈر نے زبردستی عمدہ عمدہ باتون کو رواج دیا

اور عوام نے اس کا احساس کر کے اپنی محبت اور احسان مندی کا اظہار کیا۔ لیکن ابھی ایک بڑا کام جو
اس سے ضروری اور اس سے زیادہ مشکل تھا باقی تھا۔ یہ کام فوج کی اصلاح تھا۔ یہ لوگ
عرصہ سے آزاد رہتے چلے آئے تھے اور جس بات مین اپنا فائدہ دیکھتے تھے اُسے اختیار کرتے تھے اور انتظام
اور قواعد کی پابندی سے گھبراتے تھے اور ملک مین امن قائم رکھنے کی طرف سے بالکل بے پروا تھے۔ اپنے
مقصد کو حاصل کرنے کے لیے شہنشاہ نے اپنی محبت کا اظہار شروع کیا اور اپنے خوف کو چھپاتا رہا۔ سلطنت
کے دیگر صیغون مین انتہائی کفایت سے کام لیکر جو روپیہ بچتا تھا اُس سے سپاہیون کی تنخواہین اور بعض اوقات
انکو بڑے بڑے انعامات وغیرہ دیئے جاتے تھے۔ پہلے سے یہ حکم چلا آتا تھا کہ ہر سپاہی کو حالت سفر مین سترہ
دن کی خوراک خود لیجانا ہوگی، اس حکم کو الگزنڈر نے بہت کچھ تبدیل کر دیا۔ سڑکون کے کنارے بڑے
بڑے گودام بنائے گئے اور جب سپاہی، دشمن کے ملک مین داخل ہوتے تو خچرون۔ اور اونٹون کے ذریعہ
سے غلہ روانہ کیا جاتا۔ الگزنڈر کو اپنے سپاہیون کی اصلاح کی طرف سے ناامیدی ہوگئی تھی اور
اس لیے اُس نے کوشش کی کہ کم از کم وہ نہایت شان و شوکت سے رہین۔ ان کا ساز و سامان درست
رہے اور گھوڑے وغیرہ اچھی حالت مین رہین اس نے کوشش کی کہ انکی زرہین عمدہ ہون، اور ڈھالون
پر چاندی سونے کا کام بنا ہو۔ اسنے جو محنت کے کام وہ لیتا اس مین خود بھی شریک ہوتا۔ اگر سپاہیون مین
سے کچھ لوگ زخمی یا بیمار ہوتے تو وہ بنفس نفیس انھین دیکھنے جاتا۔ اسنے ایک جسٹر تیار کرایا جسمین
انکی خدمات اور اپنی احسانمندی کا حال تحریر کرایا۔ وہ ہر موقعہ پر اظہار کرتا کہ مین ان لوگون کی خیریت کا
بے انتہا خیال رکھتا ہون جنکی خیریت پر سلطنت کی بقا کا دارو مدار ہے۔ اُس نے بہت آہستہ آہستہ
کوشش کر کے ان لوگون مین یہ خیال پیدا کیا کہ اپنے فرض کو سمجھین اور اگر فوجی قواعد کی پوری پابندی
نہ کرین جنکی بدولت رومیون نے لینے سے زبردست قومون پر فتح پائی تھی تو کم از کم اسکا دھندلا
سا خاکہ تو ضرور انکے دماغ مین آجائے۔ لیکن یہ احتیاط فضول تھی۔ اسکی ذاتی بہادری اسی کے لئے
خطرناک تھی۔ اور جن باتون کی اس نے اصلاح کرنے کی کوشش کی وہی اور زیادہ بڑھ گئین۔

محافظ سپاہ کی سازش اور البین کا قتل

محافظ سپاہ کے لوگ الگزنڈر کو اس کی کم عمری کے باعث پسند کرتے
تھے وہ اُس سے ویسی ہی محبت کرتے تھے جیسی ایک نازک بچے
سے کرتے ہین انکو خیال تھا کہ اسے ہم نے ایک ظالم کے پنجے سے نجات
دلا کر تخت سلطنت پر بٹھایا ہے۔ خود شاہزادہ کو بھی اس احسان کا احساس تھا۔ لیکن چونکہ اُس کی احسانمندی
عقلمندی اور انصاف کے حدود کے اندر ہوتی تھی، اس لئے وہ الگزنڈر کی عمدہ صفات سے اُس سے

بہت پہلے ناراض ہو گئے تھے کہ وہ اِلاگابالس کی برائیون کی وجہ سے ہوئے تھے اور انکا سردار الپین تھا جو قانون اور رعایا دونون کو دوست رکھتا تھا۔ اُسے سپاہی اپنا دشمن خیال کرنے لگے اور تمام اصلاحون کو جو عمل مین آتی تھین وہ اُسی کی جانب منسوب کرتے تھے کسی معمولی بات سے وہ خفا ہو کر بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور روم مین تین دن تک سخت خانہ جنگی ہوتی رہی۔ عوام چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح عقلمند وزیر کی جان بچ جائے۔ اور اسی لئے وہ اسکا ساتھ دے رہے تھے لیکن جب اُنھون نے چند گھرون کو جلتے دیکھا اور سپاہیون نے دھمکی دی کہ ہم تمام شہر مین آگ لگا دینگے تو لوگون نے افسوس کے ساتھ انکی بات مان لی اور عقلمند مگر بدقسمت الپین کو اسکی قسمت پر چھوڑ دیا۔ سپاہیون نے شاہی محل مین اسکا تعاقب کیا اور جب وہ اپنے آقا کے قدمون پر سر جھکائے ہوئے تھا۔ اُسے قتل کر دیا۔ تاجدار نے کوشش کی کہ اُس پر ارغوانی رنگ کا کپڑا ڈال کر اُسے سپاہیون سے معافی دلوا دے لیکن سب بیکار ثابت ہوا۔ حکومت کی بنیاد ایسی کمزور تھی کہ وہ اپنے مقتول دوست اور اپنی بے حرمتی کا اس وقت تک انتقام تک نہ لے سکا۔ جب تک کہ سے موقع نہ ملا۔ اپاگاتھس جو کہ سازش کا سرغنہ تھا روم سے مصر کا سردار بنا کر بھیج دیا گیا۔ اور پھر اس مقتدر تبے سے وہ کریٹ کی حکومت پر بھیجا گیا۔ اور جب مدت گذرنے اور روم سے عدم موجودگی کی وجہ سے اسکی ہر دلعزیزی جاتی رہی تو الگزنڈر نے اسے اسکے جرائم کی سزا دینے کی ہمت کی۔ اُس منصف بادشاہ کے عہد حکومت مین فوج کی یہ حالت تھی کہ وہ اسکے وفادار وزرا کو جنپر ذرا بھی شک ہو تا کہ وہ فوج کی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہین دھمکاتے تھے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تمھین فوراً موت کے گھاٹ اُتار دینگے۔ ڈایَن کیسیس نے جو مورخ بھی تھا پرانے قواعد کی پابندی کے ساتھ پنونیا کی فوج کی سپہ سالاری کی تھی۔ روم کے سپاہیون نے فوجی قواعد کی پابندی سے آزادی

ڈاین کیسیس کا خطرہ

حاصل کرنے کے لئے اُس کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن الگزنڈر نے بجائے اس کے کہ اِن لوگون کی خواہش پر عمل کرتا اسکی خدمات اور اسکی قابلیت کا اندازہ کر کے اُسے کونسل مقرر کیا۔ اور اسکے خزانے سے خود اسکے اخراجات ادا کئے لیکن چونکہ خیال یہ تھا کہ اگر سپاہی اسکو اس مرتبے پر دیکھین گے تو اِسے اپنی ذلت سمجھ کر اُس کے خون کے پیاسے ہو جائینگے۔ اسلئے سلطنت کے حاکم اعلیٰ یعنی شاہنشاہ کی صلاح سے وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گیا اور روم سے باہر چلا گیا۔ اپنے عہدہ کا زیادہ وقت کیمپینیا کے باغات مین جو اسکی ملک تھے صرف کیا۔

فوج کا بگڑنا

شاہنشاہ کی رعایت سے سپاہی اور بھی گستاخ ہو گئے اور انھون نے محافظ دستہ کی نقل کرنا شروع کی۔ معمولی سپاہی بھی فوجی پابندیون سے آزاد ہوتے جاتے تھے

اور سختی سے اپنی مسند پر قائم تھے۔ الگزنڈر کے تمام عہد حکومت میں اسکے زمانہ میں جو برائیاں تھیں انکو استیصال کی
فضول کوشش ہوئی ہی۔ اکبر یکیم، مارٹینیا، آرمینیا، میسوپوٹامیا اور جرمنی میں اب مستقل طور سے بغاوتیں ہونا
شروع ہوئین۔ اسکے افسر قتل کئے جانے لگے۔ اور اسکے احکام کی لوگ بے وقعتی کرنے لگے۔ آخر کار فوج
کی بد دلی سے نتیجہ یہ ہوا کہ الگزنڈر اکی زندگی حکومت کی نذر ہوگئی۔ ایک خاص بات کا جس سے سپاہ کی حالت
کا اندازہ ہوتا ہی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ اپنے فرائض کو سمجھ کر اداء اور احکام کو بجالاتے
تھے، اظہار ضروری ہے۔ فارس کے حملے کے موقع پر جب شاہنشاہ کے ڈیرہ خیمہ مقام
اینٹیک پر پڑا ہوا تھا، تو کچھ سپاہیون پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ لوگ عورتون

شاہنشاہ کا استقلال

کے غسلخانون میں پائے گئے ہین۔ شاہنشاہ نے انھیں سزا دینا چاہی اسپر
اس دستہ میں جسکے وہ سپاہی تھے سازش شروع ہوئی جسکا حال آگے بھی بیان کرینگے الگزنڈر
نے جب یہ دیکھا تو مسند عدالت پر بیٹھکر مسلح سپاہیون کو خطاب کر کے کہنے لگا کہ یہ نہایت ضروری ہی کہ میں ان تمام
خرابیون کی اصلاح کرون جو بد طینت الاگابالس کے زمانہ میں پیدا ہوگئی ہین۔ اور میں نے مصمم ارادہ کرلیا
ہو کہ میں اصلاح ضرور کرون گا۔ اگر میں تم لوگون کو ان قواعد کی پابندی سے آزاد کردون۔ جو تم پر بحیثیت
سپاہی ہونے کے عاید ہوتی ہین تو نہ صرف سلطنت، بلکہ روم کا نام بھی دنیا سے مٹ جائے گا۔
لوگون نے اپنے غصہ کا اظہار شروع کیا۔ اور اسکو اپنی گفتگو جاری رکھنے سے مانع ہوئے۔
شہنشاہ نے جواب میں کہا کہ تم لوگ اس وقت تک یونہین چلاتے رہو جب تک فارسیون جرمنون
اور سیرمٹینس سے تمھارا مقابلہ نہو۔ میں تمھین حکم دیتا ہون کہ تم اپنے شہنشاہ کے سامنے جو تمھین لباس غلہ اور
روپیہ دیتا ہے جسے وہ صوبجات سے وصول کرتا ہے، خاموش رہو۔ خاموش رہو ورنہ میں تمھین بجائے
سپاہی کہنے کے شہری کہون گا حالانکہ شاید وہ لوگ جو روم کے قوانین کے آگے سر تسلیم خم نہین کرتے۔ بدترین
مخلوق ہونے کے بھی قابل نہین۔ ان دھمکیون سے سپاہیون کا غصہ بڑھ گیا۔ اور وہ اپنے اسلحہ کو حرکت
دینے اور اس پر حملے کرنے کا ارادہ کرنے لگے دلیر الگزنڈر نے کہا کہ تمھاری بہادری کا امتحان تو میدان
جنگ میں ہوسکتا ہی۔ ممکن ہی کہ تم میرا خاتمہ کردو۔ لیکن میں ڈر نہین سکتا۔ اسکے بعد نتیجہ یہ ہوگا کہ جمہور انصاف
کی بنا پر تم سے سخت انتقام لےگی اور تمھین اسکی سزا دے گی۔ سپاہی اب بھی غصہ کا اظہار کر رہے تھے کہ الگزنڈر
نے بلند آواز سے کہا "شہریو" اپنے ہتھیار ڈالدو اور اپنے اپنے مقامون کو خاموش چلے جاؤ۔ طوفان فوراً
رک گیا۔ سپاہیون پر غم و افسردگی کی حالت طاری ہوئی۔ انھون نے اس سزا کے منصفانہ ہونے کا اعتراف
کیا۔ فوجی قواعد کی پابندی کی ضرورت تسلیم کی۔ جو ہتھیار اور فوجی نشان رکھ دیئے اور بے ترتیبی کی حالت

بجائے لشکرگاہ کو شہر کی مختلف سرایون مین چلے گئے ایک مہینہ تک وہ اپنے کردار پر پشیمان ہوتے رہے۔ اور شہنشاہ اپنے دل مین خوش ہوتا رہا۔ اُس نے سپاہیون کو اس وقت تک ہتھیار اُٹھانے کی اجازت نہین دی جب تک اُن لوگون کو سزا ئے موت نہین دے لی جنکی چشم پوشی سے بغاوت ہوئی تھی۔ یہ دستہ تمام عمر نہایت وفاداری سے شہنشاہ کی فرمانبرداری کرتا رہا اور جب وہ مر گیا تو اُسی نے تو اسکی موت کا انتقام لیا۔

اسکی انتظام کی اور اسکی ذاتی کمزوریان جماعات کے ارادے دیرپا نہین ہوتے جس طرح جذبات سے متاثر ہوکر سپاہیون نے اپنے ہتھیار شہنشاہ کے سامنے رکھ دیئے اسی طرح یہ بھی ممکن تھا کہ وہ انھین اسکے سینہ مین بھونک دیتے۔ اگر کوئی فلسفی دقیق اور نکتہ رس نگاہ سے اس واقعہ کی توجیہ کرتا تو ممکن تھا کہ وہ وجوہات معلوم ہوتے جنکی بنا پر شہنشاہ کی دلیری سے اسکا بھرم قائم رہا۔ اور سپاہ نے اسکی فرمانبرداری اختیار کی۔ اور اگر کوئی عقلمند مورخ اس واقعہ کو تحریر کرتا تو شاید ہمین معلوم ہوتا کہ یہ کارنامہ سیزر کے سے نامور تاجدار کے لئے بھی باعث فخر ہوتا یہی واقعہ اس وجہ سے کہ وہ الگزنڈر سویرس کو پیش آیا ہو ترین قیاس ہوگیا ہو۔ حالانکہ اسکی طبیعت کے سے انسان سے اسکا صادر ہونا کچھ غیر معمولی بات نہ تھی۔ جتنی اہلیت کہ اس تاجدار مین تھی، وہ ان حالات کے لحاظ سے جن کے درمیان وہ گھرا ہوا تھا، کافی نہ تھی۔ اُس کا استقلال نسبت اسکی راستی کے کہین زیادہ تھا۔ اسکی عمدہ خصلتون، اور الاگابالس کی بری عادتون۔ دونون مین قیام کی خوشگوار آب وہوا کی وجہ سے ایک قسم کی کمزوری کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہو۔ کیونکہ وہ اصل مین وہین کا باشندہ تھا۔ لیکن جب کبھی اسکا ذکر ہوتا کہ وہ در اصل روم کا باشندہ نہین ہو تو اسکے چہرہ پر شرم سے سرخی دوڑ جاتی لیکن جب کوئی یہ کہتا کہ اسکے باپ دادا قدیم رومی رؤسا کی اولاد سے ہین تو وہ نہایت اطمینان سے سنتا۔ اسکے نظام حکومت پر اسکی ماں کے غرور اور لالچ کے بد نما دھبے بھی موجود ہین۔ اور اس امید سے کہ بیٹا بڑے ہونے پر اور دنیا دیکھنے پر بھی اُسی طرح میری تابعداری کرے گا جس طرح وہ کمسنی کی حالت مین کرتا تھا اُس نے دنیا کو جتا دیا کہ خود اسکی اور اسکے بیٹے کی طبیعت کس قسم کی ہو۔ اور اس طرح اسنے لوگون کو ہنسنے اور مذاق اوڑانے کا موقع دیا جنگ فارس مین جو مصائب اُٹھانا پڑے اُس سے فوج مین بددلی پھیل گئی۔ اور جب ایک موقع پر شکست ہوئی تو شہنشاہ کی شہرت مین جو اُسے باعتبار ایک سپہ سالار کے حاصل تھی، فرق آگیا۔ اور لوگ اُسے ایک اچھا سپاہی تسلیم کرنے مین بھی پس و پیش کرنے لگے۔ سچ ہو جو قسمت کا لکھا ہو وہی ہوتا ہو۔ اب یہ حالت ہوگئی کہ ہر بات سے اور ہر صورت سے انقلاب کی تیاری ہونے لگی۔ اندرونی تباہیون کا ایک سلسلہ پیش آیا جس نے رفتہ رفتہ سلطنت کو تباہ کردیا۔

خزانہ پر دست درازی الگزنڈرس کی عیش پرستیون اسکے مظالم، اسکی موت پر خانہ جنگیون اور سلطنت کے

ان نئے نئے اصولون سے جنکو سرویس کے خاندان کے بادشاہون نے رواج دیا تھا، سپاہ کی اختیارات بہت بڑھ گئے اور انہی باتون سے رومیون کے دلون مین جو آزادی کا خیال اور قوانین کی وقعت تھی جاتی رہی۔ ان اندرونی تغیرات کو جسے سلطنت کی بنا کمزور ہوتی جاتی تھی، ہم نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہی۔ بادشاہون کے ذاتی اخلاق و عادات، انکی فتوحات، انکے بنائے ہوئے قوانین انکی غلطیان اور انکا انجام وغیرہ یہ سب چیزین ایسی ہین جنکو ہم صرف اسی حد تک بیان کرینگے جتنا اُن کا تعلق حکومت کے زوال اور اسکی بربادی سے ہی یہ مقصد ہر وقت ہمارے پیش نظر رہیگا اور اسی وجہ سے ہم انٹونینس کیراکالا کے اس حکم کو نظر انداز نہ کرینگے جسکی وجہ سلطنت کے ہر آزاد شخص کو شہری ہونے کا شرف بخشا گیا۔ اس دریا دلی کی وجہ یہ نہ تھی کہ اسکا دل بہت اچھا تھا بلکہ اس کی وجہ حرص تھی اور اس کی مثال زمانہ فتوحات سے لیکر الگزانڈر سرویس کے عہد حکومت تک کی سلطنت کے آمد و خرچ کے اندازہ سے مل سکتی ہی۔

بنیاد ٹسکنی مین ویائی کا محاصرہ وہ پہلا واقعہ تھا جس مین دس برس صرف ہوگئے اور جس مین رومیون کو نبرد آزمائی کا موقع ملا۔ اس طویل مدت کی وجہ یہ تھی کہ وہ مقام بذات خود بہت محفوظ تھا بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ رومیون کو تجربہ نہ تھا۔ یہ مقام وطن سے تقریباً ۲۰ میل دور تھا۔ وہان رہکر ان غیر معمولی صعوبات کو برداشت کرنے کے لئے جو موسم سرما مین حملون کے وقت پیش آتی تھین، ضروری تھا کہ غیر معمولی طور سے انکی بہت افزائی بھی کیجائے مجلس ملکی نے اس موقع پر لوگون کی نارضی کو اس طرح دور کیا کہ سپاہیون کی تنخواہ مقرر کر دی۔ اس کے لئے ایک عام محصول مقرر کیا گیا جو ہر شہری کو اپنی جائداد کی نسبت سے دینا پڑتا تھا۔ ویائی کی فتح کے بعد تقریباً دو سو برس سے زائد کے عرصہ مین جمہور کی دولت مین کوئی اضافہ نہین ہوا مگر اسکی فوجی طاقت بہت بڑھ گئی۔ جو ریاستین اٹلی مین تھین وہ محصول کے بجائے فوجی خدمات پیش کرتی تھین۔ ان بحری و بری طاقتون کا جو پیونک وارس مین استعمال کی گئین، تمام خرچ رومیون نے خود برداشت کیا۔ اس بلند ہمت قوم نے اپنے جذبۂ حریت کی بنا پر نہایت زبردست محاصل ادا کرنا بخوشی منظور کیا۔ صرف یہی نہین بلکہ انھون نے اپنے اوپر تکلیف برداشت کرکے اپنی طرف سے بڑی بڑی رقوم پیش کین۔ انکو پورا بھروسہ تھا کہ یہ حالت تھوڑے ہی دن قائم رہیگی اور اسکے بعد ہمین اس کا عوض مل جائیگا۔ انکی امیدین پوری ہوئین۔ چند ہی سال کے عرصہ مین سائیراکیوز کارتھیج، مقدونیہ اور ایشیا کے خزانے لدلدکر روم مین آنے لگے۔ صرف ایک جگہ یعنی پرسیس کے خزانے کی تعداد ۲۰ لاکھ تھی اور رومی قوم کے افراد جو بہت سی اقوام کے مالک تھے، ہمیشہ کے لئے محصول ادا کرنے سے آزاد ہو گئے۔

رومیون کو محاصل سے آزادی صوبون سے جو رقمین آتی تھین۔ وہ حکومت اور افواج کے اخراجات کے لئے بالکل کافی ہوتی تھین اور جو سونا چاندی بچ رہتا تھا وہ دخل کے مندرین

جمع کر دیا جاتا تھا تا کہ اگر حکومت کو ضرورت ہو تو وہان سے نکال لیا جائے۔

صوبون کے محاصل

شاید تاریخ کو سب سے بڑا اور ناقابل تلافی نقصان جو پہونچا ہو وہ اس رجسٹر کے ضایع ہونے سے پہونچا ہی جو آگسٹس نے مجلس ملکی کے لئے چھوڑا تھا اور جسمین اس تجربکار تاجدار نے رومن حکومت کی آمدنی خرچ کا ٹھیک ٹھیک حساب لکھا تھا اس رجسٹر کی عدم موجودگی مین ہمین صرف ان اشارون پر بھروسہ کرنا پڑے گا۔ جو بعض بعض مورخین نے تاریخی واقعات کے دلچسپ سلسلہ کو چھوڑ کر کہین کہین کئے ہین اور اس طرح اپنی تاریخون کو زیادہ دلچسپ بنانے کے بجائے زیادہ مفید بنا دیا ہی۔ تاریخین بتاتی ہین کہ پانپی کی فتح کے بعد ایشیا سے جو رقم آتی تھی وہ پچاس کروڑ سے بڑھکر ایک رب ۳۵ کرور درہم[1] تک پہونچ گئی تھی سب سے آخری اور سب سے کاہل بادشاہ کے زمانہ مین مصر کے محصول کی تعداد ساڑھے بیس ہزار کے قریب

ایشیا کا محصول

بتائی جاتی ہے اور اسکی قیمت موجودہ سکون کے اعتبار سے ساڑھے

مصر کا محصول

بیس لاکھ سے زائد ہوتی ہی۔ بعد مین رومیون نے خوش سی کرکے اور ایتھیوپیا۔ اور ہندوستان کی تجارت کی ترقی دیکھکر اسے اور بڑھا دیا تھا۔ گال کے لوگ لوٹ مار کر کے ویسے ہی مالدار ہو گئے جیسے مصر کے لوگ تجارت سے اور ان دونون صوبون سے جو آمدنی ہوتی تھی۔ وہ تقریباً برابر تھی۔ بربادشدہ کارتھیج کو مجبور کیا گیا تھا کہ وہ دس ہزار ٹیلنٹس[2] جسکی قیمت قریب قریب چالیس لاکھ پونڈ کے برابر ہوتی ہی پچاس برس کے عرصہ مین داخل کرے۔ اور ہمیشہ یہ رقم ایک معمولی رقم تھی۔ جو روم کی برتری قائم کرنے کے لئے لی گئی تھی اور اس رقم کو اس محصول سے کوئی نسبت نہین جو زرخیز ساحل

افریقہ کا محصول

افریقہ مین ایک صوبہ قرار پانے کے وقت رعایا اور اسکی جائداد پر لگایا گیا۔

اسپین کا محصول

بدقسمتی سے اسپین کی حالت زمانہ قدیم مین وہی تھی جو آجکل پیرو اور میکسیکو کی ہی۔ بر اعظم کا مغربی زرخیز حصہ حال ہی مین دریافت ہوا تھا۔ اور جسے فونیشنس نے دریافت کیا تھا وہان کے جو اصل باشندے تھے اُنھین فاتحین کے فائدہ کے لئے کانون مین رہکر سخت محنت کرنا پڑتی تھی اسکی مثال ویسی ہی ہی جیسی امریکہ کے باشندون کو اسپین والون کے لئے زبردستی محنت کرنا پڑتی تھی۔ فونیشیا والے صرف اسپین کے سواحل سے واقف تھے۔ لالچ اور نام وری کے خیال سے کارتھیج اور روم کے سپاہی اسپین کے وسطی مقامات تک جا پہونچے اور دیکھا کہ ملک مین ہر جگہ غلہ افراط سے ہوتا ہی اور

---

[1] یہ ایک سکہ رومیون کے زمانہ کا تھا جسکا وزن پونے دو ماشے کے برابر ہوتا تھا۔

[2] یہ بھی ایک قسم کا پرانا سکہ تھا۔

سونا چاندی کثرت سے ملتا ہی۔ تاریخون سے کارتھیجینا کے قریب ایک کان کی موجودگی کا پتہ چلتا ہی جس سے روزانہ پچیس ہزار درہم کی یا سالانہ ۳۰ لاکھ پونڈ چاندی نکلتی تھی۔ آسٹریا، گیلیشیا اور لوسیتانیا کے صوبون سے تقریباً بیس ہزار پونڈ سونا ہر سال وصول کیا جاتا تھا۔

جزیرہ گیارس کا محصول

اگر ان تمام ممالک کے محاصل کا ہم اندازہ لگانا چاہین جو سلطنت روم مین شامل کر لئے گئے تھے تو اس کے لئے زیادہ وقت اور زیادہ تاریخی مواد کے فراہم کرنے کی ضرورت ہی۔ بہرحال اِن صوبجات کے محاصل کا کچھ اندازہ تو کیا ہی جا سکتا ہی جو یا تو قدرتی طور پر بہت زرخیز تھے اور یا جہان حضرت انسان نے کوشش کر کے اپنی حالت درست کر لی تھی۔ اس کا اندازہ اس وقت ہو سکتا ہی جب ہم پتہ لگائین کہ وہ کون سے اُجاڑ اور غیر آباد مقام تھے جہان جا جا کر لوگ آباد ہوئے تھے اور اُسے زرخیز بنالیا تھا۔ جزیرہ گیارس کے رہنے والون نے نہایت عاجزی سے آگسٹس کے حضور ایک درخواست دی تھی کہ ہم سے جو محصول لیا جاتا ہی اس کا ایک تہائی معاف کر دیا جائے۔ اور اُس محصول کی تعداد جو اُن سے وصول کیا جاتا تھا ۱۵۰ درہم یا ۵ پونڈ تھی۔ لیکن گیارس ایک بہت چھوٹا سا جزیرہ تھا یا یون کہنا چاہئے کہ ایجین سی کی ایک چٹان تھی جہان نہ تازہ پانی ملتا تھا اور نہ زندگی کی دوسری ضروریات وہان کی کل آبادی چند ماہی گیرون پر مشتمل تھی۔

تمام محاصل کی میزان

اس قسم کے تاریخی مواد سے جس پر نہ اعتبار کیا جا سکتا ہی اور نہ جو کسی ایک جگہ موجود ہی۔ چند نتیجے نکلتے ہین۔ اول یہ کہ زمانۂ گذشتہ و موجودہ مین جو فرق اور حالات مین جو تبدیلی ہو چکی ہی۔ اُس کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی، سلطنت روم کی مستقل آمدنی کبھی ۱۵ کرور پونڈ سے کم نہ ہوتی تھی۔ دوسری بات یہ ہی کہ اتنی زیادہ آمدنی اُس عظیم الشان سلطنت کے معمولی اخراجات کے لئے بالکل کافی ہوتی تھی جسے آگسٹس نے قایم کیا تھا۔ آگسٹس کے دربار کی حیثیت مجلس ملکی کے ایک معمولی ممبر کے خاندان سے کسی طرح بہتر نہ تھی اسکی افواج صرف حدود سلطنت کی حفاظت کے لئے تھین نہ اُسے جدید فتوحات کی تمنا تھی اور نہ کسی دشمن کا خطرہ تھا۔

آگسٹس کا رومیون پر محصول مقرر کرنا

اگر اس بات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ ہم نے جو نتائج نکالے ہین وہ قرین قیاس ہین تو بھی آگسٹس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم دوسرے نتیجہ کو تسلیم نہ کرتا تھا اس بات کا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ اس موقع پر آگسٹس کا رویہ یہی تھا جیسا رعایا کی بہبودی چاہنے والے بادشاہ کا ہونا چاہئے تھا یا یہ کہ اُس کے طرز حکومت مین وہ شان موجود تھی کردہ رکون کے جائز حقوق کو ضبط کرنا چاہتا تھا۔ یہ بھی نہین معلوم کہ وہ صوبجات پر سے محاصل کا بوجھ ہلکا کرنا

چاہتا تھا، یا مجلس ملکی اور سواروں کے رسالے کو مفلس کر دینا چاہتا تھا لیکن جب اس نے زمام حکومت ہاتھ میں لی تو فوراً کہنا شروع کیا کہ یہ آمدنی بالکل ناکافی ہے اور اس میں اضافہ یوں ہی ممکن ہے کہ اٹلی اور روم پر بھی محصول لگایا جائے۔ اس بات کو جس سے لوگ اس کے خلاف ہوتے جاتے تھے اس نے نہایت آہستہ آہستہ اور بہت ہوشیاری کے ساتھ رائج کیا۔ جب چنگی کا محکمہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو لیا تب اس نے محصول لگایا۔ اور اس کی تجویز اس وقت پوری ہوئی جب اس نے نہایت تدبر سے رومیوں کی ذاتی جائداد اور ان کے مال اسباب پہ محصول قائم کر دیا۔ حالانکہ قریب قریب ڈیڑھ سو برس سے یہ لوگ کسی قسم کا کوئی محصول حکومت کو نہ دیتے تھے۔

چنگی

(۱) روم کی سی عظیم الشان سلطنت میں یقیناً یہ ہوا ہوگا کہ آمدنی و خرچ کا حساب برابر رہتا ہوگا ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ جیسے جیسے صوبجات کے خزانے فتوحات اور تصرف کی وجہ سے دار السلطنت میں پہونچتے جاتے تھے ویسے ہی ویسے یہ رقمیں تجارت اور بنیوں کی بدولت ان صوبوں میں منتقل ہو جاتی تھیں جہاں کے لوگ محنت و مشقت کے عادی تھے آگسٹس اور اسکے جانشینوں کے عہد حکومت میں ہر قسم کے تجارتی مال پر محصول مقرر کیا گیا اور اس طرح پھر روپیہ بڑی بڑی رقموں کی صورت میں دار السلطنت میں واپس آنے لگا۔ قانون کے الفاظ کچھ ہوں، واقعہ یہ ہے کہ تمام محاصل صوبجات کے سوداگروں کو نہیں بلکہ رومی خریدار کو دینا پڑتے تھے۔ جو چنگی لی جاتی تھی وہ مختلف مقامات کے اعتبار سے ہوتی تھی۔ بعض مقامات پر وہ کل مال کی قیمت کے آٹھویں حصہ اور کہیں چالیسویں حصہ کے برابر ہوتی۔ اس اختلاف کی بنا پر تاجدار کی پالیسی یہ ہوتی تھی۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ عیش و عشرت کے سامان پر زیادہ چنگی لی جاتی تھی اور جو چیزیں کہ ضروریات زندگی میں داخل تھیں ان پر کم چنگی لگائی جاتی تھی۔ اسکے علاوہ ایک بات یہ بھی تھی کہ جن چیزوں کو رومی رعایا خود بناتی تھی۔ یا پیدا کرتی تھی ان کے ساتھ بہ نسبت عرب اور ہندوستان سے آئی ہوئی چیزوں کے زیادہ رعایت کی جاتی تھی۔ اب تک ایک ایسی نامکمل فہرست ان شرقی مصنوعات کی موجود ہے جن پر الگزنڈر سویرس کے زمانے تک چنگی پڑا کرتی تھی۔ دارچینی کالی مرچ، ادرک، اور بہت طرح کی خوشبودار چیزیں ایسی تھیں جو مشرقی ممالک سے روم میں آتی تھیں لیکن ان سب پر محصول پڑتا تھا۔ ساتھ ساتھ مختلف قسم کے قیمتی ہیرے جواہرات بھی آتے تھے ہیرا اس زمانے میں بہت قیمتی خیال کیا جاتا تھا اور زمرد بہت خوبصورت سمجھا جاتا تھا۔ اسکے علاوہ پارتھیا اور ارض بابل سے چمڑا روئی کچا اور بنا ہوا ریشم، آبنوس، ہاتھی دانت اور خواجہ سرا بھیجے جاتے تھے جیسے جیسے سلطنت کے زوال کے اسباب مہیا ہوتے گئے ویسے ویسے خواجہ سراؤں کی ضرورت اور انکی قدر بڑھتی گئی۔

(۲) آگسٹس نے جو محصول لگایا تھا، وہ بہت کم لیکن عام تھا یہ محصول ایک فیصدی سے کبھی زیادہ نہیں بڑھا لیکن محصول ان سب چیزوں پر پڑتا تھا۔ جو بازار میں یا نیلام کے ذریعہ

سے فروخت ہوتی تھین۔ یہ مکانون اور گھوڑون کی خرید و فروخت سے لیکر معمولی چیزون تک پر پڑتا تھا۔ ان کا محصول صرف اس وجہ سے معتدبہ ہوجاتا تھا کہ یہ معمولی چیزین بڑی مقدار مین اور ہر روز استعمال کی جاتی تھین اس قسم کے محصول پر جس کا عام طور سے ہر شخص پر اثر ہوتا ہو ہمیشہ لوگ چین بر جبین ہوتے رہے ہین۔ تاجدار نے جو خود سلطنت کے ذرایع آمدنی اور اسکی ضروریات سے واقف تھا ایک حکم کے ذریعہ سے مجبوراً اعلان کردیا کہ فوج کے اخراجات زیادہ تر اسی محصول سے پورے ہوسکتے ہین۔

محصول وراثت

(۳) جب آگسٹس نے سلطنت کو باہری اور اندرونی دشمنون سے محفوظ رکھنے کو لئے ایک مستقل فوج کا محکمہ قائم کرنا چاہا تو اُس نے ایک خزانہ سپاہیون کو تنخواہین اور پنشن کو انعامات دینے اور جنگ کے غیر معمولی خراجات کی وجہ سے الگ قائم کیا۔ جو محصول وصول ہوتا تھا وہ بہت زیادہ تھا اور گو اسکا مصرف صرف یہی تھا لیکن پھر بھی یہ رقم کافی نہ تھی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے شاہنشاہ نے پانچ فیصدی کا ایک نیا محصول جائدادون اور ریاستون پر مقرر کیا۔ یعنی جب باپ کے بعد بیٹا جائداد کا وارث ہوتا تھا تو اُسے پانچ فیصدی کے حساب سے رقم خزانہ شاہی مین داخل کرنا ہوتی تھی۔ لیکن روم کے رؤسا کو اپنے حقوق کی اتنی پروانہ تھی جتنی روپیہ کی ان لوگون نے اپنی برہمی کا اظہار شروع کیا۔ لیکن آگسٹس نے اسے معمولی طور پر ٹال دیا۔ اُس نے معاملہ مجلس ملکی کے روبرو پیش کیا اور اُنسے کہا کہ آپ لوگ اس سے بہتر کوئی طریقہ بتائیے جس سے محصول وصول کیا جائے۔ اب مجلس ملکی مین اختلاف پیدا اور کوئی دوسرا طریقہ انکی سمجھ مین نہ آیا۔ اُس نے اشارةً کہا کہ اگر آپ لوگ مجھے اس طریقہ پر محصول لگانے سے باز رکھین گے تو مین مجبوراً ہر فرد پر اور اُس کے کھیتون پر محصول لگاؤن گا۔ آخر کار مجبور ہوکر انھون نے کہنا مان لیا۔ لیکن یہ نیا محصول جو جائداد اور ریاست پر لگایا گیا چند شرایط کے ساتھ تھا۔ لوگ اس وقت تک محصول دینے پر مجبور نہ ہوتے جب تک کہ جائداد کی قیمت پچاس یا سو اشرفیون سے زائد نہ ہوتی۔ اور نہ اُن وارثون کو محصول دینا پڑتا تھا جو باپ کی طرف سے بہت قریب کے رشتہ دار ہوتے تھے۔ جب ان فطری اور مفلسی کے حقوق کا تحفظ ہوگیا تو لوگون نے دیکھا کہ ایک ایسے وارث کے لئے جو متوفی کا رشتہ دار نہ ہو یا بہت دور کا رشتہ دار ہو اپنی غیر متوقع جائداد مین سے حکومت کو بیسوان حصہ دینا ہر طرح مطابق عقل ہو

یہ محصول قوانین اور عادات کے مطابق تھا

اس قسم کا محصول جسکی مقدار ایک خوشحال ملک مین بہت زیادہ ہوتی ہو رومیون کی حالت کے بالکل موزون تھا۔ رومیون کو پورا اختیار تھا کہ وہ اپنے کسی جذبہ سے متاثر ہوکر یا کسی سے خوش ہوجانے پر اپنی تمام جائداد دوسرون کو دے سکتے تھے اور اُن پر موجودہ زمانے کی سی شرایط وغیرہ کچھ عائد ہوسکتی تھین۔ مختلف قسم کے وجوہات مثلاً کسی کی پاسداری

یا عزیزون کی محبت وغیرہ جمہور کے سچے فدائیان وطن اور بدکار امرا اور روسا کے لئے بے کار ثابت ہوتے اور وہ جیسے چاہتے تھے وصیت کی رو سے اپنی تمام جائداد کا مالک بنا دیتے تھے اور اگر باپ اپنے بیٹے کو جائداد کا جو تھائی حصہ دیتا بھی تھا تو وہ ہر طرح سے مضبوطی کر لیتا تھا کہ وہ بعد مین قانونی چارہ جوئی نہ کر سکے لیکن اگر کوئی مالدار بڈھا لاولد رہتا تھا تو اسکی طاقت اور اسکے اختیارات، اسکی عمر اور کمزوریون کی نسبت سے بڑھتے جاتے تھے۔ اُس کے ساتھ ساتھ ایک جماعت رہتی تھی جسکے افراد کو وہ غلطی سے کونسلس یا حکام سمجھتا تھا اور یہ لوگ اس کی خوشنودی مزاج کی باتین کرتے۔ اسکی حرص کو اور بڑھاتے، اسکی بیوقوفیون کی تعریفین کرتے۔ اسکے جذبات کی غلامانہ اطاعت کرتے۔ اور نہایت بے صبری سے اسکی موت کے منتظر رہتے چاپلوسی اور مصاحبت ایک خاص فن قرار پا گیا تھا اور جو لوگ اس مین مہارت رکھتے تھے انکو کبھی کبھی اس سے بہت فائدہ بھی ہو جاتا تھا اور جو لوگ اسے بطور پیشہ کے اختیار کرتے تھے ان کا ایک خاص نام پڑ گیا تھا تمام شہر دو قسم کے لوگون پر منقسم تھا ایک جماعت ایسی تھی جو دوسرون کے مال پر دانت تیز کئے رہتی تھی۔ دوسری جماعت وہ تھی جس کے مال پر لوگون کی حرص آمیز نظرین پڑتی تھین۔ ایسی وصیتون کی تعداد بہت تھی جو غیر منصفانہ ہوتی تھین جنکو لوگ اپنی بیوقوفی اور دوسرون کی مکاری کی وجہ سے کرتے تھے لیکن ایسی وصیتین بہت کم ہوتی تھین جن مین کسی کے سچے احسان یا کسی کے عمدہ عادات اطوار کی بنا پر اُسے کوئی جائداد یا ریاست وغیرہ ملی ہو بوریسکو جس نے سیکڑون دفعہ اپنا ایے وطن کی جانین اور انکی جائدادون کو بچایا تھا، جو ترکہ ملا اسکی مجموعی قیمت ۱۷ لاکھ پونڈ تھی۔ یہی حالت نوجوان پلینی کی تھی جسے اپنی جادو بیانی کی بدولت قریب قریب اتنی ہی مالیت کی جائداد ملی تھی۔ وصیت کنندہ کا مقصد کچھ بھی ہوتا ہو۔ اس سے بحث نہ تھی، جب کوئی جائداد کسی غیر شخص کو وصیت کی رو سے ملتی تھی تو اس مین بلا کسی امتیاز کے حکومت بیسوین حصہ کی مالک قرار دی جاتی تھی۔ اور اس طرح یہ یقینی تھا کہ دو تین نسلون کے گذرنے پر رعایا کی اکثر جائدادون پر حکومت کا قبضہ ہو گیا ہوگا۔

شاہنشاہوں کے قواعد نیرو کے ابتدائی اور زرین زمانہ حکومت مین اُس نے ہر دلعزیزی کے خیال سے یا محض سخاوت کے جوش مین یہ خیال کیا کہ رعایا پر سے تجارتی محصول اور محصول وراثت دونون کا بار ہٹا لون مجلس ملکی کے بڑے بڑے عقلمند ممبرون نے اسکی بڑی تعریف کی لیکن اُس کو اس سے باز رکھا کیونکہ اگر تاجدار اس پر عمل کرتا تو جمہور کے ذرایع آمدنی مسدود ہو جاتے اور اسکی طاقت گھٹ جاتی اگر اس خواب کی کچھ بھی تعبیر ہوتی اور امکان ہوتا تو ٹراجن اور انٹونینس کے سے شاہزادے نہایت شوق سے ایسے موقع سے فائدہ اُٹھاتے اور محصول معاف کرکے ہمیشہ

کے لئے بنی نوع انسان کی شکرگذاری کے مستحق ہوجاتے۔ بہرحال اِن لوگون نے اس بوجھ کو کچھ ہلکا کردیا لیکن اس محصول کو موقوف کردینا اُن کے بس مین نہ تھا۔ انکے بنائے ہوئے قوانین مین اعتدال کی جھلک اور اصلیت کا رنگ تھا اور اسی وجہ سے یہ معلوم تھا کہ محصول کتنا اور کس حد تک لینا چاہیئے۔ اور اسی وجہ سے ہر مرتبے کے لوگون کی حفاظت ہوتی تھی لوگ فضول اور پرانے طریقے پر جائداد کے وارث ہونے کا دعویٰ نہ کرتے تھے اور محصول لینے والون سے بھی انکی حفاظت ہوتی تھی۔ یہ بات ذرا عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ کرودمیون کے بڑے بڑے عقلمند صوبہ دار بھی پُرانے طریقہ پر چنگی اور محصول وصول کرتے رہے۔

کیرا کالا کا حکم

کیرا کالا کے خیالات، جذبات اور حالات انٹونینس کے خیالات جذبات اور حالات سے بالکل مختلف تھے وہ رعایا کی بہبودی کی طرف سے بالکل بے پروا بلکہ اسکے خلاف تھا یعنی وہ نہین چاہتا تھا کہ رعایا خوشحال و سرسبز ہوسکے۔ اسکو صرف ایک فکر تھی اور وہ یہ کہ فوج کو لالچ کی عادت ہوگئی ہے۔ اسکی فرمایشات کو مین پورا کرتا رہون۔ آگسٹس نے جو مختلف محصول مقرر کئے تھے۔ ان مین سب سے زیادہ آمدنی محصول وراثت سے ہوتی تھی۔ اور یہی ایک ایسا محصول تھا جو بالکل عام تھا۔ چونکہ یہ قانون صرف روم اور اٹلی تک محدود نہ تھا سو جب سے جیسے جیسے رومی شہر کو وسعت ہوتی تھی، اُسی طرح اس محصول کی آمدنی بھی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ جو لوگ نئے نئے شہری ہوتے انکو وہ سب محصول ادا کرنا پڑتے تھے جن سے وہ محض رومی رعایا ہونے کی حالت مین بری تھے۔ لیکن اس کے عوض انکو وہ حقوق حاصل ہوجاتے تھے جو انکو عام رعایا سے بہت ممتاز بنا دیتے تھے۔ اور یہ ایک بہتر نعم البدل ہوتا تھا۔ شہری ہونے کے بعد انکو حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ بقدر ہمت دولت و عزت حاصل کرسکین۔

صوبجات کے رہنے والے سب اس بنا پر شہری قرار دیئے گئے کہ ان سے محصول وصول ہوسکے

لیکن وہ عزت جو انھین شہری ہونے پر نصیب ہوئی کیرا کالا کی فضول خرچیون کی وجہ سے بالکل بیکار ثابت ہوئی کیونکہ تمام صوبجات کے رہنے والون کو زبردستی شہری ہونے کا بیکار خطاب عنایت کیا گیا۔ یہ خطاب عوام کے لئے بالکل بیکار تھا لیکن حکومت کا فائدہ اس مین یہ تھا کہ تمام رعایا پر اب محصول ادا کرنا واجب ہوگیا۔ سویرس کے ظالم بیٹے نے اتنے کثیر محصول پر قناعت نہین کی۔ حالانکہ اس سے پیشتر کے تاجدار اسے بالکل کافی خیال کرتے تھے۔ اس نے محصول وراثت کا یہ قاعدہ بنایا کہ نئے وارث سے بجائے جائداد کے بیسوین حصہ کے دسوان حصہ حکومت ادا کرے۔ اس کے عہد حکومت مین سلطنت کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جسکو اسکے مظالم سے نقصان نہ پہونچا ہو۔ یہ ظالمانہ قانون اسکے بعد پھر توڑ دیا گیا۔

محصول کا عارضی طور پر کم ہوجانا

جب صوبجات کی تمام رعایا شہری قرار پاگئی تو معلوم ہوا کہ وہ اُسکا

خراج کے ادا کرنے سے جو اب تک بحیثیت باجگزار ہونے کے ادا کرتے تھے آزاد ہو گئے۔ کیرا کالا اور اسکے فرزند بیٹے نے حکومت کے اُن حصوں کو تسلیم نہیں کیا۔ اور صوبجات میں پرانے اور نئے تمام محصول جاری رکھے الگزنڈر نے جب تخت حکومت پر قدم رکھا تو رعایا کی اس ناقابل برداشت تکلیف کو بڑی حد تک دور کر دیا اور خراج کی رقم کو گھٹا کر اتنا کم کر دیا کہ وہ اُس کی تخت نشینی کے وقت سے ⅓ رہ گئی۔ یہ طے کرنا غیر ممکن ہے کہ اُس نے اس ظلم کو اس حد تک کیوں قائم رکھا یہی نازک پودا آگے چل کر برگ و بار لایا اور اسکے جانشینوں کے زمانے میں سلطنت روم پر بلائے ناگہانی کی طرح چھا گیا۔ تاریخی واقعات کے ضمن میں ہم اکثر زمینداری کے محصول انفرادی محصول اور غلہ، شراب، تیل و گوشت کا ذکر کرینگے جو صوبوں سے دربار، فوج اور شہر کے استعمال کے لئے لایا جاتا تھا۔

روم کی عام آزادی کے نتائج

جب تک روم اور اٹلی سلطنت کے مرکز تسلیم کئے جاتے تھے، اسوقت تک اصلی شہریوں میں قومیت کی روح باقی تھی اور جو لوگ شہری بنائے جاتے تھے وہ بھی بلا ارادہ اس رنگ میں رنگ جاتے تھے۔ فوج کے خاص خاص عہدوں پر تعلیم یافتہ لوگ مقرر ہوتے تھے اور یہ لوگ علم و ہنر کے قدردان ہوتے تھے وہ رفتہ رفتہ ترقی کر کے بڑے مرتبوں پر پہونچتے تھے ایک حد تک یا انہی لوگوں کے اثر اور انہی کی مثال کا نتیجہ تھا کہ فوج کے دستے شہنشاہی قائم ہونے کی ابتدائی صدیوں میں نہایت درجہ ادب و قاعدہ کا پابندی کرتے رہے۔

لیکن جب کیرا کالا نے حکومت کے نظام کے آخری پردے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تو صاف معلوم ہونے لگا کہ مختلف پیشوں کے علیحدہ کر دینے سے رفتہ رفتہ مختلف مراتب میں از خود فرق ہو جائیگا۔ صوبجات کے اندرونی حصوں کے لوگوں ہی کو جو زیادہ تربیت یافتہ ہوتے تھے وکالت کرنے کی اجازت تھی اور یہی لوگ عدالتوں میں حاکم ہوا کرتے تھے، فوج کی ملازمت صرف کسانوں اور سرحدی مقامات کے رہنے والے وحشیوں کے لئے مخصوص ہو گئی تھی اور انکو سوائے اپنے ڈیرے کے نہ کسی ملک کی اطلاع تھی اور نہ سوائے جنگ کے کسی رزم سے واقفیت۔ وہ ملکی قوانین سے ناآشنائے محض تھے اور بالکل نہ جانتے تھے کہ وہی پابندی قوانین کس چیز کا نام ہے۔ اپنے خون آلود ہاتھوں وحشیانہ اطوار اور مضبوط ارادوں سے وہ کبھی تو تاج و تخت کی حفاظت بھی کرتے تھے لیکن اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ سلطنت کا پانسہ پلٹ دیتے تھے۔

باب ہفتم

میکسی مین کی تخت نشینی، اور اس کے مظالم مجلس ملکی کے اشارہ سے افریقہ اور اٹلی مین بغاوت ہونا۔ خانہ جنگیان اور سازشین میکسی مین اُسکے بیٹے میکسی مس، بالبینس اور تین گورڈینس شہزادون کی موتین۔ فلپ کا سلطنت کو غصب کرنا اور اسکے کھیل تماشے

استبداد دنیا مین جتنی طرح کی بھی حکومتین قائم ہوئین ان سب مین وہ طرز حکومت جو نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتی رہتی ہے بظاہر سب سے زیادہ مضحکہ انگیز معلوم ہوتی ہے کیا اظہار نفرت کے بغیر یہ بیان کرنا ممکن ہے کہ باپ کے بعد اس کا شیرخوار بچہ تمام قوم کی جائداد کا اُسی طرح مالک ہو جاتا ہے جس طرح وہ مویشیون کے کسی گلہ پر قابض ہوتا ہے۔ حالانکہ دنیا کو نہین معلوم ہوتا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہوگا اور خود اُسے بھی اپنی طبیعت کا اندازہ نہین ہوتا۔ بڑے سے بڑے تجربہ کار آزمودہ سوار اور بڑے سے بڑے مدبرین جو واقعی سلطنت کا حق رکھتے ہین۔ اپنے حق کو پس پشت ڈالکر عاجزی اور مسکینی کی شان سے شاہی گہوارہ کے قریب آکر وفاداری کی قسمین کھاتے ہین۔ ممکن ہے کہ ہجو گو مقرّرون اور خیال آرائیون کی یہ باتین بہترین رنگ مین نظر آئین۔ لیکن جب ان پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائیگا۔ تو ایک ایسی کمزوری جس کی بنا پر حکومت نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اور جسکی بنیاد عوام کے جذبات اور خیالات سے زیادہ مستحکم ہوتی ہے مفید نظر آئیگی اور ہم خوشی سے اس طرز حکومت کو قبول کر لینگے۔ جس مین عوام سے اپنے لئے ایک فرمانروا اور تاجدار انتخاب کرنے کا حق چھین لیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ حق نہایت خوفناک ہوتا ہے اور عوام کا مقصد اس کا حصول ہوتا ہے۔

اسکے فوائد جب ہم اطمینان سے کسی تنہا مقام پر بیٹھے ہوں اس وقت نہایت آسانی سے ایسی حکومتون کے خیالی ڈھانچے تیار ہو سکتے ہین جن مین شاہی کا مستحق ہمیشہ وہ شخص قرار پائیگا جو ان کا سب سے زیادہ اہل ہو اور جسکو عوام اپنی رائے سے انتخاب کرین۔ تجربہ ان خیالی باتون

شخصی حکومتین کی تردید کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ بڑی بڑی جماعتون مین بھی سب سے زیادہ عقلمند شخص

تاج وتخت کا مالک نہین منتخب ہوتا ہی۔ اور نہ اُسے بڑی تعداد مین عوام کی رائین ہی حاصل ہوتی ہین۔ تمام جماعات مین صرف فوج ہی ایک ایسی جماعت ہوتی ہی۔ جسکے افراد کے جذبات ایک سے ہوتے ہین اور جسکے ہاتھون مین اتنی طاقت بھی ہوتی ہی کہ وہ دوسرون کو اپنے اشارون پر چلا سکتی ہی۔ لیکن چونکہ فوج کے سپاہیون مین ایک قسم کی وحشت ہوتی ہی اور وہ غلامی کے عادی ہوتے ہین اسلئے وہ قوانین اور ملکی نظم ونسق کو قائم رکھنے کے لئے بالکل ناموزون ہوتے ہین۔ چونکہ وہ خود انصاف پسندی، انسانیت اور سیاسی تدبر کی صفات سے معرا ہوتے ہین اسلئے جن لوگون مین یہ صفات موجود ہوتے ہین، ان کو بھی وہ پسندیدہ نظر سے نہین دیکھتے۔ اگر کسی شخص مین بہادری کا جوہر موجود ہی تو وہ اُنکی عزت و توقیر کا مستحق ٹھہرتا ہے اور اگر کسی مین سخاوت کی صفت ہی تو وہ اُنکی رائین خرید سکتا ہی لیکن مصیبت یہ ہی کہ بہادری کی صفت عام طور اُن لوگون مین پائی جاتی ہی جو خود نہایت درجہ وحشی ہوتے ہین۔ اور سخاوت کرنے والے قوم کو نقصان پہونچا کر سخاوت کرسکتے ہین۔ اور ان ہر دو ذرایع کو اختیار کرنے سے ممکن ہی کہ بعض طماع اور باہمت لوگ تاجدار وقت کا مقابلہ کر بیٹھین۔

چونکہ رومیون کے یہان اس بات کا لحاظ تھا اسلئے بہت نقصانات ہوئے

جب ایک دفعہ کسی تاجدار کا بیٹا تخت حکومت کا مستحق قرار دے دیا جاتا ہی اور اوسے حکومت کرتے عرصہ ہوگیا ہے تو یہ ایک ایسی عزت و بزرگی ہوتی ہے جو نہایت مستحکم ہوتی ہی اور جسکے خلاف سر اُٹھانے کی کسی کو ذرا مشکل سے جرأت ہوتی ہی ایک شخص کا مسلمہ حق، باغیون کی تمام امیدون پر پانی پھیر دیتا ہی۔ اور تخت کا خیال تاجدار کو مظالم کرنے سے باز رکھتا ہی۔ اس خیال کی بنا پر یورپ کی شخصی حکومتون مین بغیر کسی جھگڑے فساد کے یکے بعد دیگرے۔ بادشاہ تخت سلطنت پر قابض ہوتے ہین اور انتظام ملک مین کسی طرح کا خلل نہین واقع ہوتا۔ لیکن اس خرابی کی بدولت خانہ جنگیان ہوتی ہین اور انہی خانہ جنگیون کے انسداد کے لئے ایشیائی ممالک مین خود مختار تاجدار موروثی تخت پر قابض ہوجاتے ہین۔ لیکن مشرق مین بھی جھگڑے فساد کے وجوہات بہت محدود ہوتے ہین۔ یعنی اکثر یہ ہوتا ہی کہ صرف خاندان شاہی کے شہزادون ہی مین تلوار چلتی ہی۔ اور جب ایک خوش قسمت امیدوار دوسرون کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیتا ہی تو اسے اپنی تاج و تخت رعایا سے پرخاش کا کوئی سبب نہین باقی رہتا۔ لیکن روم کی عظیم الشان سلطنت کی حالت، مجالس ملکی کے اختیارات ختم ہونے پر یہ تھی کہ کسی بات کا انتظام ٹھیک نہ تھا اور ہر جگہ بدنظمی کا دور دورہ تھا۔ عرصہ ہوچکا تھا کہ صوبجات کے رئیسون اور تاجدارون کے خاندان جمہوری حکومت کے آگے تسلیم خم

کرچکے تھے اور روم کے پرانے خاندان سیویرس کے مظالم کا شکار ہوگئے تھے۔ جمہور کی قیدیون اور سختیون سے شاہزادون پر سختیون کی زیادتی ہوتی جاتی تھی اور انکو اپنی خوشحالی کی طرف سے بالکل نا امیدی ہوتی جاتی تھی۔ اِن حالات مین ناممکن تھا کہ حق وراثت کا خیال بھی انکے ذہن مین آسکتا۔ وراثت کی بنا پر کوئی شخص تخت کا حقدار نہ ہوسکتا تھا، اس لئے وہ سب لوگ جن مین اہلیت ہوتی تھی۔ اُسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ طامع لوگون کی خواہشات مفید قرائین کے تحت سے آزاد ہوچکی تھین۔ ذلیل سے ذلیل شخص بھی یہ امید کرسکتا تھا کہ مین اپنی بہادری اور خوش قسمتی سے فوج مین عہدہ حاصل کرکے، اور ایک جرم کا مرتکب ہوکر، اپنے آقا اور تمام دنیا کے تاجدار کے کمزور ہاتھون سے عصائے شاہی لے سکتا ہون۔ الگزنڈر سویرس کے قتل اور میکسی مین کی تخت نشینی کے بعد کسی شاہنشاہ کو اطمینان نصیب نہین ہوا کیونکہ سرحدی مقامات کا ہر کسان وحشی تخت شاہی پر جو در اصل ایک نہایت خوفناک مقام تھا۔ بیٹھنے کی بجا طور پر امید کرسکتا تھا۔

میکسی مین کی پیدائش اور قسمت کے کھیل

اس واقعہ کے تینتیس برس قبل شاہنشاہ سویرس نے مشرق کی ایک مہم سے واپسی کے وقت تھریس مین قیام کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہان ٹھہر کر مین فوجی کھیل تماشون کے ساتھ اپنے چھوٹے بیٹے گیٹا کی سالگرہ کا جشن مناؤن گا آس پاس کے لوگ اپنے تاجدار کو دیکھنے کی غرض سے اُمنڈ آئے اور ایک دیوپیکر وحشی نے اپنی زبان مین اس بات کی درخواست کی کہ مجھے بھی کشتی لڑنے کی اجازت ملنا چاہیئے۔ اس خیال سے کہ رومی سپاہیون کو تھریس کا ایک دہقان نیچا نہ دکھا دے، اُس کے مقابلہ کے لئے نہایت طاقتور لوگ منتخب کئے گئے، لیکن اُس وحشی دہقان نے سولہ سپاہیون کو زیر کیا۔ اس فتح کا اُسے کچھ تھوڑا سا انعام دیا گیا اور اجازت ملی کہ وہ رومی فوج مین داخل ہوسکتا ہے۔ دوسرے دن خوش قسمت دہقان کے ساتھ بہ نسبت دیگر امیدوارون کے زیادہ رعایتین کیگئین۔ اور وہ اپنی ملک کی رسم کے مطابق ناچنے کودنے لگا۔ جب اُس نے دیکھا کہ بادشاہ میری طرف متوجہ ہے تو وہ دوڑکر اُسکے گھوڑے کے قریب آیا اور نہایت آسانی سے گھوڑے کے ہمراہ چلنے لگا۔ دہقان پیدل چل رہا تھا اور شاہ گھوڑے پر لیکن دہقان مطلق نہ تھکا اور برابر گھوڑے کے برابر تیزی سے چلتا رہا سویرس نے اس سے سوال کیا کہ کیا "تو میرے ہمراہ دوڑنے کے بعد بھی کشتی لڑسکتا ہے؟" اُسنے جواب دیا کہ مین بالکل تیار ہون نوجوان دہقان پر تھکاوٹ کا کوئی اثر نہ تھا اور اس بات کی بات مین سات نہایت طاقتور سپاہیون کو چت کردیا اُسکی بہادری اور تیزی کے صلہ مین اُسے سونے کا ایک قیمتی زیور دیا گیا اور اسیوقت حکم ملا کہ وہ اُن سوارون کے دستے مین شامل ہوجائے جو ہمیشہ شاہنشاہ کی ہمرکاب رہتے ہین

فوجی خدمات اور بلند مرتبون پر فائض ہونا

میکسی مین گو سلطنت کی سرحد پر پیدا ہوا تھا لیکن در اصل وہ وحشیون کی ایک مخلوط نسل سے تھا۔ اُس کا باپ قوم گاتھ سے تھا اور ماں الانی قوم سے تھی

وہ ہر موقع پر ایسی بہادری کا اظہار کرتا تھا۔ جو اسکی طاقت کے شایان شان تھی۔ جیسے جیسے اُس کی معلومات
مین اضافہ ہوتا گیا، ویسے ویسے اس کی وحشت کم ہوتی گئی سویرس اور اسکے بیٹے کے عہد حکومت مین
دونون تاجدارون کی عنایت سے وہ صوبہ داری کے عہدہ پر مقرر ہوا۔ سویرس فطری طور پر باکمال لوگون
کی قدردانی کرتا تھا اور اسکی دوربین نگاہ ہمیشہ باکمال لوگون کا انتخاب کر لیتی تھی۔ میکسی مِن کیرکالا کے
قاتل کی ملازمت کرنا کفران نعمت خیال کرتا تھا۔ اسکو اپنی عزت کا خود خیال تھا اور اس لئے اُس نے
الاگابالس کی ملازمت کرکے ذلت برداشت کرنا گوارا نہ کیا۔ لیکن جب الگزنڈر سریر آرائے تخت سلطنت
ہوا تو میکسی مِن پھر دربار مین آیا اور تاجدار نے اس کا تقرر ایک ایسی جگہہ کیا جہان اُسکی خدمات مفید
ثابت ہوئین اور جو جگہ درحقیقت اسکے لائق تھی وہ فوج کے چوتھے دستے کا افسر مقرر ہوا اور بہت جلد
اُس نے اس دستہ کی حالت ایسی درست کردی کہ وہ تمام فوج مین بہترین شمار کیا جانے لگا۔ سپاہی عام طور
پر اس سے بہت خوش تھے۔ اور اسکو اجاکس اور ہرکیولز کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اُسکا عہدہ برابر
بڑھتا جاتا تھا یہانتک کہ اسے انتہائی اور سب سے بڑا عہدہ عنایت کیا گیا۔ اور اگر اُس مین وحشت کے
آثار باقی نہ ہوتے تو شاہنشاہ اپنی سگی بہن کی شادی میکسی مِن کے بیٹے کے ساتھ کر دیتا۔

میکسی مِن کی سازش

بجائے اس کے کہ میکسی مِن اس بلند رتبہ پر پہونچ کر جادۂ وفا سے نہ ہٹتا
اُس کے دلمین حرص و طمع جاگزین ہوئی۔ وہ سمجھنے لگا کہ میرا موجودہ عروج قابل
میرے کمال کے برابر نہین ہو اور یہ حالت اس وقت تک رہیگی جب تک کسی شخص کے آگے بھی مجھے سر تسلیم خم
کرنا پڑے گا۔ اُس مین اصلی عقل و دانش کا کہین پتہ نہ تھا۔ لیکن خود غرضی اور مکاری کی صفتین موجود
تھین۔ اُس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ تاجدار کو فوج اور سپاہیون سے اب کوئی دلچسپی نہین رہی ہو اور وہ
اس خیال کی اشاعت کرکے سپاہ کو بد دل کرنے لگا، تاکہ اس بد دلی سے خود فائدہ اُٹھائے۔ مفسدین اور
تہمت لگانے والون کے لئے یہ بہت آسان ہو کہ وہ بہترین تاجدار کے نظام حکومت کو بدنام کر دین۔ اور تاجدار
کی عمدہ صفات کو نظر انداز کر کے اُس کو اُن برائیون کا ملزم قرار دین جو تاجدار سے زیادہ خود بدنام کرنیوالون
مین موجود ہوتی ہین۔ سپاہی اُسکے سفر کی باتین خوشی سے سنتے تھے اور اتنے عرصہ تک خاموش رہنے پر انکو
شرم آتی تھی کہ ہم لوگ تیرہ برس تک کیون اُن تمام قواعد و ضوابط کی پابندی کرتے رہے جو ایک زنانہ شاہی
تاجدار نے عاید کی تھین۔ اور کیون ہم تاجدار کی ماں اور مجلس ملکی کی غلامانہ اطاعت کرتے رہے۔ سپاہ علانیہ
اس بات کا اعلان کرنے لگی کہ ملکی طاقت کے اس خیالی ڈھانچہ کی کوئی ضرورت نہین ہو۔ اور اب ہم
اُس کی جگہ ایک ایسے شاہزادے اور سپہ سالار کا انتخاب کرینگے جو سچا سپاہی ہوگا۔ جسے جہاد و میدان

تعلیم ملی ہوگی اور جو جنگ کا پورا تجربہ رکھتا ہوگا۔ جو فتح کا نقارہ بجائے گا اور اپنے ساتھیوں پر ملکی خزانہ
کو فراخدلی سے تقسیم کرے گا۔ اس موقع پر دریائے رائین کے کنارے خود شاہنشاہ کے زیر حکم ایک فوج
ٹھیری ہوئی تھی۔ کیونکہ جنگ فارس کے بعد ہی جرمنی کے وحشیوں نے سر اٹھایا اور شہنشاہ کے لئے ان کا
مقابلہ کرنا ضروری تھا۔ سپاہ کو تعلیم دینے اور ان کا معاینہ کرنے کا کام میکسی مین کے سپرد ہوا۔ ایک دن جب
میکسی مین میدان میں داخل ہوا تو سپاہیوں نے فوری جذبات سے متاثر ہوکر یا سازش کی بنا پر اسکو شہنشاہ
تسلیم کرکے سلام کیا اول اول تو اس نے انکار کیا لیکن سپاہیوں کے شور و شغب میں اسکی آواز دب گئی۔
اور اب وہ اس بغاوت کی آگ کو پوری طور پر بھڑکانے کی کوشش کرنے لگا کہ الگزنڈر سیویرس کو قتل کرکے
خود تخت سلطنت پر قابض ہو جاؤں۔

الگزنڈر سیویرس کا قتل

الگزنڈر سیویرس کی موت کے حالات کو مورخین نے مختلف پیرایوں میں لکھا
جو لوگ اس کے مدعی ہیں کہ اسکو میکسی مین کی احسان فراموشی اور خودغرضی
کا علم نہ ہونے پایا تھا یہ کہتے ہیں کہ الگزنڈر نے فوج کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھایا اور سونے چلا گیا۔ سہ پہر کے
قریب محافظ سپاہیوں کا ایک گروہ شاہی خیمہ میں داخل ہوا۔ اور وہاں اس نیک شہزادہ کو جسے سپاہیوں
پر پورا اعتماد تھا، زخمی کرکے قتل کر ڈالا۔ لیکن اگر ہم دوسرے گروہ کے بیان کو جو زیادہ قرین قیاس ہے
صحیح تسلیم کرلیں تو یہ ماننا پڑیگا کہ میکسی مین کو ارغوانی رنگ کا شاہی نشان ان سپاہیوں نے چھاؤنی سے
کئی میل کے فاصلہ پر دیا تھا جو فوج سے الگ تھے وہ خوب جانتا تھا کہ بجائے فوج کے اعلانات کے انکے
دلی ارادوں پر میری کامیابی کا انحصار ہے۔ الگزنڈر کو اپنی فوج کے وفاداری کے جذبات کو بیدار کرنے
کا کافی موقعہ ملا۔ اور بعض سپاہیوں نے کسی نہ کسی طرح وفاداری کا اقرار بھی کیا۔ لیکن میکسی مین نے آتے ہی
اعلان کردیا کہ میں فوج کے انتظام اور ترتیب کا محافظ ہوں اور اسکے حقوق کی نگہبانی کرتا ہوں اس اعلان
کے ہوتے ہی تمام سپاہی برگشتہ ہوگئے اور میکسی مین کی تعریفیں کرنے لگے اور آخرکار انھوں نے بغیر کسی
اختلاف رائے کے اسے رومیوں کا تاجدار تسلیم کرلیا۔ ممیا کے بیٹے کا سب نے ساتھ چھوڑکر اس کا پردہ
فاش کردیا اور وہ اپنے خیمہ میں واپس آیا۔ وہ اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ کم از کم عوام کی ذلت
سے بچنے کے لئے میں اس بات کو پوشیدہ رکھوں جو پیش آنے والی ہے۔ اس کے خیمہ میں داخل ہونے کے
بعد ہی ایک حاکم فوجدار مع چند عہدہ داروں کے موت کا فرشتہ بن کر خیمہ میں داخل ہوا۔ لیکن
بجائے اس کے کہ الگزنڈر مردانہ وار جان دیتا، اس نے ان لوگوں کی خوشامد کرنا شروع کی اور اسطرح
مرتے وقت اس نے خود اپنی ذلت کی۔ لوگوں کو اس کی بے گناہی اور بدقسمتی پر یقینی افسوس ہوتا۔ لیکن

اُس کی بزدلی سے سب متنفر ہوگئے اُس نے اپنی ماں مینیا کو اسکی حرص و طمع کی بنا پر ملزم قرار دیا اور ماں بیٹے دونوں کو سپاہیوں نے قتل کر ڈالا اُس کے وفادار دوستوں کو بھی سپاہیوں نے قتل کیا۔ اور جو لوگ الگزنڈر کے بھی خواہ تھے وہ غاصب سے انتقام کا مزہ چکھنے کے لئے زندہ رہے ان لوگوں میں سے جن کو بہت معمولی سزائیں دی گئیں وہ بھی اپنی ملازمتوں سے برطرف کر دیئے گئے اور ذلت کے ساتھ دربار اور فوج سے نکالدیئے گئے۔

میکسی مین کے مظالم

پرانے تاجداروں (کیلیگولا، نیرو، کموڈس، اور کیراکالا) جنھوں نے ظلم و جور کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا، سب کے سب عیش پرست ناتجربہ کار نوجوان تھے۔ ان سب نے سلطنت کے گہوارہ میں پرورش پائی تھی اور حکومت کے غرور نے قوم کی بدکاریوں اور مصاحبین کی چاپلوسیوں کی بدولت، انکے اخلاق خراب ہوگئے تھے۔ میکسی مین کے مظالم کا سبب دوسرا تھا یعنی اُسے ڈر تھا کہ کہیں لوگ مجھسے متنفر نہ ہو جائیں۔ اسکی حکومت کی بنیاد سپاہیوں کی وفاداری پر تھی جو اُسے محض اس وجہ سے پسند کرتے تھے کہ دونوں کے عادات و اطوار ایک ہی سے تھے پھر بھی اسکو اس بات کا احساس تھا کہ میں شریف النسل نہیں ہوں۔ نہ میری ظاہری شکل و صورت ہی اچھی ہے۔ علاوہ اس کے میں ملکی زندگی کے نشیب و فراز کو مطلق نہیں سمجھتا، حالانکہ یہ سب خوبیاں الگزنڈر میں موجود تھیں۔ اسکو یاد تھا کہ مفلسی کے زمانے میں مجھے اکثر مغرور روسا روم کے دروازوں پر منتظر رہنا پڑتا تھا اور اونکے غلام مجھے اندر جانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اسکو اس محدود جماعت کی مہربانی بھی یاد تھی جس نے اسکے افلاس کو دور کیا تھا، اور اسکی توقعات میں اسکے معین ہوئے تھے۔ لیکن وہ لوگ جنھوں نے میکسی مین کی مدد کی تھی اور وہ جنھوں نے اس سے نفرت کا اظہار کیا تھا، دونوں برابر کے ملزم تھے۔ کیونکہ یہ دونوں گروہ اسکی ابتدا سے واقف تھے محض اس بنا پر بہت لوگ قتل کئے گئے۔ اور میکسی مین نے اپنے محسنوں کو قتل کر کے تاریخ کے غیر فانی صفحات پر اپنی محسن کشی اور کمینہ پن کا حال خون کے حروف میں لکھدیا جو کبھی مٹائے نہیں مٹ سکتا۔

رعایا میں سے جو لوگ باعتبار حسب نسب کے یا باعتبار کمالات ذاتی کے کوئی ممتاز حیثیت رکھتے تھے انکو میکسی مین ہمیشہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھتا تھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ خود اس کا دل بے ایمان تھا۔ جب کبھی اُسے سازش کا خطرہ معلوم ہوتا، اُسکے مظالم کی کوئی حد و انتہا نہ رہتی۔ ایک دفعہ اسکی جان لینے کے لئے لوگوں نے سازش کی یا کم از کم اس کا شک ہوا کہ کچھ لوگ اسکی جان لینا چاہتے تھے اس سازش کا بانی میگنس جو حاکم اعلیٰ بھی تھا اور مجلس ملکی کا ممبر بھی تھا، قرار دیا گیا۔ میگنس پر نہ مقدمہ

چلا گیا۔ نہ گواہ طلب کیے گئے اور نہ اُسے اتنا موقع دیا گیا کہ وہ اپنی بے گناہی کے متعلق کچھ کہہ سکتا۔ بلکہ فوراً ہی وہ مع چار ہزار آدمیون کے جن کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ اسکے شریک ہین، قتل کر دیا گیا۔ اُنکی بلکہ تمام سلطنت مین جاسوس اور مخبر پھیلے ہوئے تھے جاسوسون کی اطلاع پر بڑے بڑے امرا جو صوبجات پر حکومت اور فوجون کی سپہ سالاری کر چکے تھے، جنکو حاکم اعلیٰ کے اختیارات حاصل تھے اور جنکو خدمات کے صلے مین انعامات مل چکے تھے، پا بہ زنجیر معمولی قیدیون کی گاڑیون مین بند کر کے شہنشاہ کے حضور پیش کیے جاتے تھے۔ اگر وہ ان کی جائداد اور مال و اسباب ضبط کر لیتا، یا انکو شہر بدر کر دیتا تھا یا انکو معمولی طور پر قتل کرا دیتا تو لوگ سمجھتے کہ شہنشاہ نے بہت رحم و کرم سے کام لیا ہے۔ بعض بدقسمت مظلومون کو اُسنے جانورون کی کھالون مین سلوا دیا، بعض کو درندون کے سامنے چھوڑ دیا اور بعض کے متعلق یہ حکم دیا کہ اُن پر اتنی لاٹھیان برسائی جائین کہ اُس سے وہ جانبر نہ ہو سکین۔ اپنے تین برس کے زمانہ حکومت مین وہ نہ کبھی روم گیا نہ اٹلی۔ وہ کبھی کبھی دریائے رہائین کے ساحل سے ہٹکر دریائے ڈینیوب کے ساحل پر خیمہ زن ہوتا تھا۔ وہ اپنے متعلقین کے ساتھ نہایت سختی سے برتاؤ کرتا تھا۔ نہ وہ کسی اصول کا پابند تھا نہ کسی قانون کا بلکہ تلوار کے بل پر حکومت کرتا تھا۔ کسی مُنس کسی باکمال اور کسی ماہر سیاست کو اسکے پاس آنے کی اجازت نہ تھی۔ اس پر وحشی تاجدار کے دربار کی حالت پھر وہی ہو گئی۔ جو کسی زمانہ مین غلامون کے سردارون اور پہلوانون کی تھی، جنکی وحشت آمیز طاقت کے نشانات برسون باقی رہے اور خوف اور نفرت کے جذبات برانگیختہ کرتے رہے۔

صوبجات مین اُس کے مظالم

جب تک میکسی مِن کے مظالم کا دایرہ مجلس ملکی کے ممبرون اور فوج کے اُن بہادرون تک محدود رہا جو قسمت کے بندے ہو رہتے ہین، اس وقت تک عوام بالکل بے پروا رہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عوام، شہنشاہ کے مظالم دیکھکر خوش ہوتے تھے۔ لیکن سپاہ کی لالچ و حرص کی بنا پر اب تاجدار نے حکومت کے محاصل پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ ہر شہر کے محاصل جدا جدا تھے اس رقم سے عوام کے لئے غلہ خریدا جاتا تھا۔ اور اسی مد سے کھیل تماشون اور دعوتون پر روپیہ خرچ کیا جاتا تھا۔ ایک حکم کی رو سے تمام محاصل ضبط کر لئے گئے تاکہ وہ شاہی خزانہ مین استعمال کیے جا سکین معابد مین سے سونے چاندی کے تمام چڑھاوے لے لئے گئے اور دیوتاؤن، شہنشاہون اور سورماؤن کے بت گلا دیے گئے تاکہ ان سے سکّے بنائے جائین۔ لیکن ان احکام کا نفاذ بغیر فتنہ و فساد و قتل و غارت کے نہ ہو سکتا تھا۔ لوگ اپنے شہرون کو امن کی حالت مین زمانہ جنگ کے سے فتنہ و فساد کا مرکز دیکھنے کے بجائے جان دیدینا زیادہ بہتر خیال کرتے تھے۔ خود اِن سپاہیون کو بھی جنھین مالی فائدہ پہونچتا تھا یہ رقم لیتے ہوئے شرم آتی تھی۔ اور گو مظالم کرتے کرتے انکے دل سخت ہو گئے تھے پھر بھی اپنے دوستون اور عزیزون

کے ظلم سننے کی طاقت نہیں نہ تھی۔ رومی دنیا کے ہر حصے میں لوگوں میں نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے اور وہ علانیہ اس کا اظہار کرنے لگے اور بنی نوع انسان کے دشمن یعنی تاجدار وقت سے انتقام لینے کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ آخر کار خفیہ مظالم کی بنا پر ایک صلح پسند صوبے کے غیر مسلح لوگوں نے مجبوراً علم بغاوت بلند کر دیا۔

افریقہ کی بغاوت

ایسے تاجدار کے لئے جو جبر اور ضبط کی ہوئی رقوم کو اپنے محاصل کا ایک عمدہ ذریعہ سمجھتا تھا۔ افریقہ کا حاکم بالکل موزوں تھا۔ افریقہ کے بعض دولتمند نوجوانوں کے خلاف ایک غیر منصفانہ حکم صادر ہوا جس کے نفاذ ہونے پر ان لوگوں کی جائداد کا بڑا حصہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتا۔ حالت ناامیدی میں ان سب نے ایک مستقل ارادہ کیا کہ یا تو ہم اس مصیبت سے بچ ہی جائینگے اور یا پورے برباد ہو جائینگے۔ ظالم خزانچی سے بمشکل تمام تین دن کی مہلت حاصل کی گئی۔ اور ان لوگوں نے اس عرصہ میں اپنے اپنے علاقہ پر سے غلاموں اور کسانوں کو بلا لیا یہ لوگ بلا چون وچرا اپنے اپنے آقاؤں کا حکم ماننے کے عادی تھے انکے پاس دیہاتی ہتھیار مثل لکڑیوں اور کلہاڑیوں کے تھے۔ بغاوت کے سرغنہ اپنے کپڑوں میں خنجر چھپائے ہوئے تھے اور جب وہ صوبہ دار کے حضور میں باریاب ہوئے تو انھوں نے یکبارگی اسکا کام تمام کر دیا۔ اور اپنے جنگجو ساتھیوں کی مدد سے شہر تھسڈرس پر قبضہ کرکے رومی سلطنت کے تاجدار کے خلاف بھی علم بغاوت بلند کر دیا۔ انکو اپنی کامیابی کی امید اس نفرت پر تھی جو لوگوں کو مکسیمین سے تھی۔ اسکے مقابل انھوں نے نہایت دانشمندی سے ایک ایسے شخص کو تخت پر بٹھانا چاہا جس سے اسکی عمدہ عادات کی وجہ سے عوام بہت محبت کرتے تھے اور جسکی ہر شخص عزت کرتا تھا۔ اس شخص کے تخت سلطنت پر بٹھانے سے یہ بھی ایک فائدہ مدنظر تھا کہ اس طرح بغاوت ایک مستقل اور قابل وقعت شکل اختیار کر لیگی گورڈئیس نے جو مدار المہام کی حیثیت سے کام کر رہا تھا اور جسے باغیوں نے تاجدار انتخاب کیا تھا، اس عہدہ کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور روتے ہوئے التجا درخواست کی کہ مجھے اس خوفناک عزت و مرتبہ سے علیحدہ رکھو اور اپنی عمر کو امن اور بے گناہی سے گزارنے دو۔ میں اس ضعیف العمری میں اپنے ہاتھ لوگوں کے خون سے رنگنا نہیں چاہتا۔ لیکن جب باغیوں نے اسکو دھمکانا شروع کیا تو اس نے مجبوراً شاہی لباس زیب تن کرنا منظور کیا۔ اور یہی ایک ذریعہ تھا جس سے وہ مکسیمین کے مظالم سے جنکی بنا حسد پر ہوتی تھی محفوظ رہ سکتا تھا۔ کیونکہ خونخوار تاجداروں کا قول تھا کہ وہ لوگ جو تخت سلطنت کے اہل سمجھے گئے مستحق قتل ہیں اور جنہوں نے اس کی کوشش کی وہ تو پیشتر ہی باغی ہو چکے

گورڈینس کی عادت اور انکا عروج

رومی مجلس ملکی کے ممبرون مین گورڈیانس کا خاندان سب سے ممتاز تھا۔ باپ کی طرف سے اس کا سلسلہ نسب گراکیائی کہک اور ماں کی طرف سے شاہنشاہ ٹریجن تک پہونچتا تھا۔ ایک بہت بڑی جائداد اس کے قبضہ مین تھی اور اس کی آمدنی سے وہ اپنی حیثیت کے مطابق شان و شوکت سے زندگی بسر کر سکتا تھا۔ اس کا مذاق ستھرا اور دل فیاض تھا روم کا وہ محل جو کسی زمانہ مین پامپئی اعظم کا دار الاقامہ رہ چکا تھا اب کئی پشتون سے گورڈینس خاندان کے قبضہ مین چلا آتا تھا۔ وہ فتح کے نشانات جو گذشتہ بحری لڑائیون مین حاصل ہوئے تھے، اسی خاندان کے قبضہ مین تھے اور ان پر فن مصوری کے اعتبار سے بہت عمدہ نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ پرنیسٹی جانے والی سڑک پر اس کا جو دیہات کا مکان تھا وہ اپنے خوبصورت اور وسیع غسلخانون مین نہایت شاندار کمرون جن کی لمبائی سو سو فیٹ تھی، اور اس قابل دید ایوان کے لئے مشہور تھا جس مین دو سو ستون تھے اور ہر ستون مین نہایت عجیب و غریب قیمتی چار ربار رنگ کے سنگ مرمر کے لگے ہوئے تھے۔ لوگ عام طور پر اس کے اخراجات سے تماشے دیکھتے تھے۔ اور ان تماشون مین سیکڑون درندے اور ان سے لڑنے والے پہلوان ہوتے تھے۔ اس کے پاس اتنی دولت تھی کہ رعایا مین سے تو کبھی پاس مشکل ہی سے ہوگی۔ دوسرے مجسٹریٹ تو روم مین دو ایک دفعہ دعوت کرنے پر ہی اکتفا کرتے تھے لیکن گورڈین ایڈل کے زمانہ مین ہر مہینہ دعوت کرتا اور حاکم اعلیٰ ہونے کے زمانے مین اٹلی کے دیگر شہرون مین بھی اس کا فیض جاری ہوتا تھا۔ اسکو دو مرتبہ حاکم اعلیٰ کے اختیارات ملے یعنی ایک مرتبہ کیراکالا کے زمانے مین اور دوسری دفعہ الگزنڈر کے زمانے مین اس مین ایک خاص ملکہ اس بات کا تھا کہ وہ تاجدارون کے حسد کے جذبات کو بھڑکائے بغیر اپنے مراتب ذیعزہ حاصل کر لیتا تھا۔ اس نے اپنی زندگی نہایت پاکیزگی سے ادب کے مطالعہ اور روم کے صلح کل مناصب حاصل کرنے مین صرف کی تھی۔ اور اس وقت تک جبتک کہ اسے مجلس ملکی کے اختیار اور الگزنڈر کی پسندیدگی سے افریقہ کے حاکم اعلیٰ کے اختیارات نہین دیئے گئے وہ نہایت دانشمندی سے فوجی مناصب اور صوبجات کی حکومت سے انکار کرتا رہا۔ جب تک یہ تاجدار زندہ رہا افریقہ مین اسکے دانشمند نائبین کی وجہ سے خوشحالی کا دور دورہ رہا۔ جب وحشی میکسی مین نے تخت سلطنت پر قبضہ کیا تو گورڈینس ان مصیبتون سے رعایا کو حتی الامکان بچاتا رہا جنسے وہ کسی طرح رعایا کو بالکل محفوظ نہ رکھ سکتا تھا۔ جب اس نے لباس شاہی قبول کیا تو اسکی عمر اسی سے کچھ اوپر تھی۔ اسکی ذات انیٹونینس کے عہد حکومت کی ایک عمدہ اور آخری یادگار تھی۔ گورڈینس نے خود اس تاجدار کے صفات اختیار کئے اور ایک نظم جو تیس حصون پر مشتمل تھی، اسکی

خوبیان بیان کین قابل احترام گورڈمینس کے ساتھ ساتھ اس کا بیٹا بھی جو باپ کے ہمراہ افریقہ ہی مین تھا شاہنشاہ قرار دیا گیا۔ اُس کے عادات و اطوار اتنے پاکیزہ نہ تھے جتنے گورڈمینس کے، مگر ہر دلعزیزی مین وہ اپنے باپ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اسکے حرم مین یقینی طور پر بائیس عورتین اور اُسکے کتب خانہ مین باسٹھ ہزار کتابین تھین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس کا مذاق کیسا تھا۔ اس نے جو کچھ اپنے بعد چھوڑا اُس سے پتہ چلتا ہی کہ یہ دونون چیزین نمایش کے لیئے نہین بلکہ ضرورت کے لئے تھین۔ رومی لوگ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ ہم نوگورڈمینس کے بیٹے مین وہی صفات دکھائی دیتی ہین۔ جو سیپیو افریکانس مین تھین۔ لوگون کو یہ بات یاد تھی اور اس پر وہ خوش بھی تھے کہ اسکی مان انٹونینس پئیس کی پر پوتی تھی۔ تمام رعایا کی امیدون کا ان عمدہ صفات پر انحصار تھا۔ جو پوشیدہ طور سے اسمین موجود تھین حالانکہ بظاہر وہ اب تک وہ نہایت عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا رہا تھا۔

اپنے اختیارات کو مستحکم کرنے کی استدعا

جب گورڈین خاندان والون نے ہر دلعزیزی کی بنا پر اپنے تاجدار کی انتخاب کرنے والون کا جوش کم کر دیا تو انھون نے اپنا دربار کارتیج کو منتقل کر لیا افریقہ کے لوگ تہہ دل سے انکی آمد پر خوشیان مناتے تھے اور انکی خوبیون کی عزت کرتے تھے۔ ان لوگون نے ہیڈرین کے سفر کے بعد کسی رومی شاہنشاہ کی شان و شوکت کا مرقع نہین دیکھا تھا لیکن ایسی ہر دلعزیزی سے نہ تو گورڈین تاجدارون کی سلطنت کو استحکام حاصل ہوا۔ اور نہ استقلال۔ اصول اور اپنی ضرورت کی بنا پر ان تاجدارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمین مجلس ملکی کی پسندیدگی حاصل کرنا چاہیئے۔ اس بنا پر صوبہ کے لوگون کا ایک گروہ نیابت کرنے کی غرض سے روم روانہ کیا گیا۔ تاکہ وہان جا کر وہ لوگ تمام حالات بیان کرین اور لوگون کو سمجھائین کہ ہمارے ہم وطنون نے جو کیا ہی ٹھیک کیا ہی اور ہم لوگ ایک عرصہ تک صبر کے ساتھ مظالم برداشت کرتے کرتے مجبوراً اپنی حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہین شاہزادون نے جو خطوط روم کو لکھے انکا لہجہ نرم تھا اور انھون نے نہایت عزت سے اُن لوگون کو خطاب کیا تھا۔ ساتھ ساتھ اُس ضرورت کا بھی ذکر تھا جس کی بنا پر انھون نے شاہنشاہی کا خطاب اختیار کر لیا تھا۔ اُنھون نے یہ بھی تحریر کیا کہ ہم اپنے انتخاب اور اپنی قسمت کا فیصلہ مجلس ملکی کی رائے پر چھوڑ دیتے ہین۔

مجلس ملکی بھی گورڈمینس کے منتخب ہونیکو پسند کرتی ہے

مجلس ملکی کے ممبران کو نہ کسی قسم کا شبہ تھا اور نہ ان کی رایون مین اختلاف تھا۔ گورڈین شہزادے اچھے خاندان سے تھے اور ان شادیون کی وجہ سے جو انھون نے کین وہ روم کے بڑے بڑے خاندانون

کے قریبی عزیزدار بن گئے تھے کئی ممبر اُنکی دولت کی بدولت مجلس ملکی کے رکن بنے ہوئے تھے اور اُنکی
ذاتی قابلیتون کی وجہ سے بہت لوگ اُنکی دوستی کا دم بھرتے تھے حکومت مین اُنکی روش معتدل تھی
اور اس سے اُمید ہوتی تھی کہ نہ صرف ملکی بلکہ جمہوری حکومت قائم ہوجائے گی۔ فوجی مظالم کے خوف سے
مجلس ملکی نے الگزنڈر کے قتل پر چشم پوشی کرکے ایک وحشی دیہاتی کے انتخاب کو منظور کر لیا تھا۔ اب انھین
موقع ملا اور اُنھون نے جوش و خروش سے آزادی اور انسانیت کے حقوق کا اعلان شروع کیا۔ میکسی مین
علانیہ طور سے مجلس ملکی کے ساتھ نفرت کا برتاؤ کرتا تھا۔ مجلس ملکی نے گو اُس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دیا
تھا لیکن اس سے بھی اجداد کا غصہ فرو نہین ہوا۔ اور دانشمندی کے ساتھ بیگناہ رہنے سے بھی اُس کا
شبہ دور نہ ہوتا تھا۔ اپنی حفاظت کے خیال سے مجلس ملکی کے ممبر اس بات پر آمادہ ہوئے کہ گورڈینیس
کا ساتھ دین۔ کیونکہ اگر گورڈینیس ناکام ہوتے تو بھی ممبران مجلس ملکی کی تباہی یقینی تھی مجسٹریٹون اور
حکام کی ایک کانفرنس مین اس قسم کے خیالات اور دیگر باتون پر پیشتر ہی بحث و مباحثہ ہو چکا تھا جب
ایک بات طے پا چکی تو ممبرون نے مجلس ملکی کے کل اراکین کو کاسٹر کے مندر مین مدعو کیا یہ ایک قدیم
رسم تھی جس سے معاملات پوشیدہ رہ سکتے تھے۔ وہان بلانے کا مقصد یہ تھا کہ ان لوگون کی توجہ معاملات
کی طرف مائل کی جائے اور آئندہ فیصلے پوشیدہ رکھے جائین سیلانس نے کھڑے ہو کر تقریر کی کہ "اے
با اختیار بزرگان ملک۔ گورڈینیس کے دو شہزادو نکو جن مین سے ایک تمھارا صوبہ دار اور دوسرا تمھاری
فوج کا لفٹننٹ ہے، افریقہ کے لوگون نے شاہنشاہ انتخاب کیا ہے آئیے مقتدرین کے نوجوان اور کارتھیج
والون کا شکریہ ادا کرین جنھون نے ہمکو خوفناک ظالم کے پنجہ سے رہائی بخشی ہے۔ آپ لوگ بزدلی اور
خموشی سے کیون بیٹھے ہین اور ایک دوسرے کی طرف خوفزدہ نگاہون سے کیون دیکھ رہے ہین یہ سوچ بچار
کا وقت نہین میکسی مین رعایا کا دشمن ہے۔ خدا کرے اسکی دشمنی کا اسکے ساتھ خاتمہ ہوجائے اور خدا کرے
ہم عرصہ تک بوڑھے گورڈین کی دانشمندی اور نیکی سے فائدہ اٹھائین اور اسکے بیٹے کی بہادری اور
استقلال سے بہرہ ور ہوسکین"۔ اس عالم گرجوش سے مجلس ملکی مین مردہ دلی کی بجائے ایک روح پیدا ہوئی سب نے گورڈینیس

میکسی مین دشمن ملک قرار دیا جاتا ہے

کے انتخاب پر پسندیدگی کا اظہار کیا میکسی مین اس کا بیٹا، اور اُس کے طرفدار
دشمنان ملک قرار دیئے گئے اور ایک بہت بڑا انعام اُس شخص کے لئے مقرر
کیا گیا جو خوش قسمتی سے اپنی ہمت سے اُنکو تباہ کردے۔

روم اور اٹلی پر قبضہ کرنا

شاہنشاہ کی عدم موجودگی مین محافظ فوج کا ایک دستہ روم مین شہر کی حفاظت کرنے
یا بالفاظ دیگر اس پر حکومت کرنے کی غرض سے موجود رہا۔ اس دستہ کا سردار

وانٹالیا آنس نے میکسی مین کے احکامات بجا لاکر اور اپنے سر تابی کرکے اپنی وفاداری کا کافی ثبوت دیا تھا۔ اسکی موت سے مجلس ملکی کا اختیار قائم ہو سکتا تھا اور زندگی محفوظ رہ سکتی تھی خطرہ سے بچنے کا یہی ذریعہ تھا اور اسی طرح وہ کوئی مستقل فیصلہ کر سکتے تھے۔ اس سے پیشتر کہ ان فیصلوں کا کوئی نتیجہ ظاہر ہوا ایک خزانچی اور کچھ حکام فوجداری مقرر کئے گئے کہ وہ اس کا خاتمہ کردیں۔ ان لوگوں نے نہایت کامیابی اور بہادری سے اپنا کام انجام دیا اور خون آلود خنجروں کو ہاتھوں میں لئے ہوئے شہر کی سڑکوں پر دوڑنے اور پکار پکار کر سپاہیوں اور عوام کو خوش آیند انقلاب کی اطلاع دینے لگے۔ دفور آزادی کے ساتھ ساتھ جلد اور دولت کی امید دلائی گئی میکسی مین کے بت گرا دیئے گئے اور دارالسلطنت نے گورڈینس اور مجلس ملکی کے حقوق کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد تمام اٹلی نے روم کی پیروی کی۔

خانہ جنگی کی تیاری

اب اسی مجلس ملکی میں جس نے اب تک نہایت صبر سے مظالم برداشت کئے تھے اور جس صبر کی بہ جبر و تشدد اور فوجی سختیوں سے ذلت کی گئی تھی۔ ایک نئی روح پیدا ہوئی مجلس ملکی نے حکومت کی باگ ہاتھ میں لی اور نہایت استقلال سے حریت و آزادی کا اسلحہ کے زور سے تحفظ شروع کیا۔ ان ممبروں میں سے جنکی ذاتی قابلیت اور خدمات کی بدولت شاہنشاہ الگزنڈر نے تعریف کی تھی اور جنگی حکام کے اختیارات بھی حاصل تھے لیے بیس شخصوں کا انتخاب مشکل نہ تھا جو فوج پر حکومت کرسکتے تھے اور جنگ کا کام انجام دے سکتے تھے۔ ان لوگوں کو اٹلی کی حفاظت سپرد کی گئی ہر شخص کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے صیغہ میں کام کرے اور اطالوی نوجوانوں کو فوجی تعلیم دے اور میکسی مین کے مقابلہ میں بندرگاہوں اور شاہراہوں کی حفاظت کرنے کے طریقے سکھلائے۔ ممبران مجلس ملکی سے کچھ ممتاز ممبر ڈپٹی مقرر کئے گئے ان کا کام یہ تھا کہ یہ لوگ صوبہ داروں کے پاس جاکر ان کو ملک کی مدد کرنے پر آمادہ کریں اور اقوام کو اس دوستی کی یاد دلائیں جو یہ مجلس ملکی اور روم کے لوگوں کے ساتھ دعویٰ رکھتی تھیں جس عزت و توقیر اور شوق سے ان ڈپٹیوں کا اٹلی اور دیگر صوبجات میں استقبال کیا گیا اور جس طریقے لوگوں نے مجلس ملکی کا ساتھ دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میکسی مین کی رعایا کی حالت اس حد کو پہنچ چکی تھی جب لوگوں کو مظالم سے بہ نسبت مخالفت کے نتائج کے زیادہ خوف ہوتا ہے اور اس قابل افسوس حقیقت کے احساس ہونے میں ایک مستقل جوش کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ یہ بات ان خانہ جنگیوں کو کبھی نصیب نہیں ہوتی جن میں مخالفین رنگ ہوتا ہے اور جو بعض جماعتوں کے فائدہ یا بعض رہنماؤں کے حصول مقاصد کے لئے ہوتی رہتی ہیں۔

گورڈینس باپ بیٹوں کی شکست اور موت

گورڈینس کی نہایت ہی ایک بہت جوش و خروش

کا اظہار کر رہے تھے۔ لیکن خود گورڈین خاندان والے اب خاموش تھے۔ کارتھیج والے۔ کیپالیانس کی تیزی
سے پیش قدمی کرنے سے سراسیمہ ہو گئے۔ کیپالیانس آرتیجانیا کا صوبہ دار تھا اور اُس کے ساتھ نہایت تجربہ کار
اور خوفناک وحشیوں کی ایک جماعت رہتی تھی۔ اُس نے اپنی قلیل جماعت کو ساتھ لیکر اس وفادار اور
پرامن صوبہ پر چڑھائی کی۔ کم عمر گورڈین اپنے چند محافظ سپاہیوں، اور کچھ اور ناتجربہ کار لوگوں کو ساتھ لیکر جنھیں
فوجی تعلیم بہت معمولی ملی تھی اُس کے مقابلہ کو نکلا۔ اس کی ذاتی بہادری بیکار ثابت ہوئی کیونکہ وہ میدان
جنگ میں عزت و نیکنامی کی موت مارا گیا۔ اسکے ضعیف باپ کو جسنے سلطنت کرتے صرف ایک مہینہ ہوا تھا
جب شکست کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے خودکشی کر لی۔ کارتھیج میں حفاظت کا کوئی سامان نہیں رہا اور شہر
کے دروازے کھول دیے گئے۔ اور افریقہ اب ایک غلام کے مظالم کا شکار بن گیا جو اپنے آقا کو بہت بڑا خزانہ
پیش کر کے اور خون بہا بہا کر خوش کرنے پر مجبور تھا۔

میکسی مس اور بالبینس کا انتخاب

گورڈینس کا جو انجام ہوا۔ اُس کا کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ لیکن اس
واقعہ کا جو خوفناک اثر روم پر ہونا چاہیئے تھا وہی ہوا۔ مجلس ملکی نے
کاپیٹول کے مندر میں جمع ہو کر روزانہ کے کام انجام دیئے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ممبر اپنے اور عوام کے خطرہ
سے بے انتہا پریشان ہیں۔ عرصہ تک لوگ خاموش بیٹھے اپنے خیالات میں غلطاں و پیچاں رہے۔ آخرکار
ایک ممبر نے جس کا نام ٹراجن تھا، اور جو ٹراجن کے خاندان سے بھی تھا، اٹھ کر اپنے ہمراہیوں کو عمل کی رغبت
دی۔ اُس نے بیان کیا کہ ہم لوگ عرصہ سے دانشمندانہ طریقے سے اپنے کام کو صورت نہیں دے سکے ہیں۔ اب میکسیمن
جو فطرتاً نہایت مستقل مزاج ہو اور جابر نقصانات کی وجہ سے بالکل ناامید ہو گیا ہو۔ تیزی سے اٹلی کی جانب
بڑھ رہا ہے اور اُس کے ساتھ سلطنت کی تمام افواج ہیں۔ اب اس موقع پر صرف دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک
یہ کہ ہم مردانہ وار اُس کا میدان جنگ میں مقابلہ کریں اور یا اُس ذلت کی موت مریں جو ہمیشہ ناکام باغیوں
کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اُس نے اپنی تقریر کو جاری رکھا اور بولا "ہم دو بیکس شاہزادوں کو ہاتھ سے کھو چکے ہیں
لیکن جب تک کہ ہم خود اپنی مدد کرنا نہ چھوڑ دیں اُس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ جمہور کی قسمت گورڈینس
کے ساتھ وابستہ نہ تھی۔ اس مجلس کے اکثر ممبر ایسے ہیں جنکے عادات اتنے عمدہ ہیں کہ وہ تخت کے واقعی طور پر
اہل ہیں اور انکی قابلیت ایسی ہے کہ وہ شاہی شان و شوکت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ ہم کو دو شاہنشاہوں کا انتخاب
کر لینا چاہیئے جن میں سے ایک عوام کے دشمن کا میدان جنگ میں مقابلہ کرے اور دوسرا روم میں رہکر ملکی
انتظام کرے۔ میں اپنے تئیں خطرہ کو حسد کی جگہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ لیکن خود اپنی رائے میکسی مس اور
بالبینس کو دیتا ہوں۔ آپ لوگ یا تو میری تجویز کی تائید کیجیے اور یا انکی جگہ آپ بہتر لوگ مقرر کیجیے چونکہ

خطرہ سر پر تھا اسوجہ سے ذاتی فوائد کا خیال پس پشت ڈال دیا گیا۔ دونون امیدوارون کی اہلیت کو سب نے تسلیم کیا، دونون کا انتخاب ہو گیا اور تمام مکان لوگون کی آوازون سے گونجنے لگا جو کہ تاجدارون ان کی صحت و سلامتی کی دعائین مانگ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ دونون مجلس ملکی کے فیصلہ پر خوش ہین۔ خدا کرے کہ جمہور آپ کے سایۂ عاطفت مین ترقی کر سکے۔

ان کے عادات و اطوار

رومیون کو جو امیدین تھین وہ نئے تاجدارون کے عمدہ صفات اور انکی شہرت کی بنا پر پوری ہوتی نظر آتی تھین۔ اُن مین مختلف قسم کی قابلیتین تھین اور انکی بنا پر وہ اپنے اپنے سررشتون کے انتظام کے لئے نہایت موزون تھے۔ اس طرح وہ ایکدوسرے سے حسد بھی نہ کر سکتے تھے بالبنیس بہت اچھا خطیب، شاعر، اور دانشمند مجسٹریٹ تھا۔ اور سلطنت کے اندرونی حصون مین سے قریب قریب ہر جگہ حاکم رہ چکا تھا اور اسکے انتظام اور فیصلون سے سب خوش تھے۔ وہ خاندانی رئیس اور نہایت دولت مند تھا۔ اسکی عادات عمدہ اور فیاضانہ تھین۔ اسمین شک نہین کہ وہ عیش و عشرت کا دلدادہ تھا لیکن اسکی اصلاح یون ہو گئی تھی کہ اسکو اپنی عزت کا بہت خیال رہتا تھا۔ عیش و عشرت کی عادات سے اسکی قوت عمل مین کوئی فرق نہ آیا تھا میکسی مس کے مزاج مین اتنی نفاست پسندی نہ تھی لیکن باوجود اس کے کہ وہ نہایت ذلیل طبقہ سے تھا۔ اُس نے اپنی بہادری اور قابلیت کی بدولت فوج اور سلطنت کا اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ حاصل کر لیا تھا۔ سیارمٹین اور جرمنون پر فتوحات سخت روکھی زندگی بسر کرنے اور حاکم شہر ہونے کی حالت مین انصاف کرنے کی بدولت عوام اسکی بہت توقیر کرتے تھے۔ حالانکہ یہی عوام بالبنیس سے بہ نسبت اسکے زیادہ محبت کرتے تھے دونون آدمی حاکم رہ چکے تھے اور بالبنیس کو تو یہ عزت دو مرتبہ نصیب ہوئی تھی دونون کا شمار مجلس ملکی کے بیس لفٹنٹون مین سے تھا۔ ایک کی عمر ساٹھ اور دوسرے کی چوہتر برس کی تھی اور اس وجہ سے دونون دنیا کا کافی تجربہ رکھتے تھے۔

روم کے فسادات ایک گورڈین لڑکے کا سیزر قرار پانا

جب مجلس ملکی نے میکسی مس اور بالبنیس کو حکام اور عدالت کے تمام اختیارات برابر برابر سپرد کر دیئے تھے اور انکو سرپرست وطن ہونے کا خطاب مل چکا تھا اور ساتھ ہی وہ متحدہ طور سے سردار یا دری مقرر ہو چکے تھے تو ان دونون نے مشتری کے مندر مین جا کر ان دیوتاؤن کا شکریہ ادا کیا جو روم کے محافظ تھے لیکن ان تجدیدہ رسوم مین لوگون کی ایک

سازش سے خلل پڑا عیش پرست عوام نہ تو سخت مزاج میکسی مس سے پوری طور پر خوش تھے۔ اور نہ وہ پوری طور پر بزم دل بالکینس سے سے ڈرتے تھے۔ ان لوگون کی تعداد شہری کے مندر کے گرد بڑھتی گئی وہ سختی سے اس بات پر قائم رہے کہ بادشاہ کا انتخاب بزرگون کے وقت سے عوام کی رائے سے ہوتا رہا ہے وہی اب بھی ہونا چاہیئے۔ اُنھون نے لڑائی بھڑائی سے یہ خواہش کی تو ان دو آدمیون کے علاوہ جنھین مجلس ملکی نے انتخاب کیا ہو، گورڈین خاندان کا ایک شخص بھی تاجدار مقرر ہو اور یہ بات اس قربانی کا صلہ ہو گی جو دونون گورڈین شاہزادون نے جمہور کے لئے کی۔ شہر کی حفاظت کرنے والے دستہ فوج پر سپاہ کے افسر بالکینس او رمیکسی مس نے کوشش کی کہ سازش کو بزور دبا دیں لیکن عوام نے جو لاٹھیون اور پتھرون سے مسلح تھے انکو دھکیل کر پھر مندر کے اندر کر دیا۔ ایسے مواقع پر جہان کہ نتیجہ دونون جانب کے لئے خطرناک ہو، دانشمندی اسی مین ہے کہ انسان دب کر کام کرے۔ ایک لڑکا جس کی عمر صرف تیرہ برس کی تھی اور جو بڑے گورڈین کا پوتا اور چھوٹے گورڈین کا بھتیجا تھا، ہیزر بنایا گیا۔ یہ لڑکا تمام تر جو دات سے جو ہوئے تھا اور سیزر کا خطاب پا چکا تھا۔ عوام اس طرح نرمی سے معاملات کے طے پا لے سے مطمئن ہو گئے اور جب دونون شخص بغیر کسی فساد کے بادشاہ تسلیم کر لئے گئے تو وہ متحدہ دشمن کے مقابلے مین اٹلی کی حفاظت کے لئے تیار ہو گئے۔

میکسی مین مجلس ملکی اور اُنکے شاہنشاہون پہ حملہ کی تیاری کرتا ہے

جب روم اور افریقہ مین بہت جلد جلد انقلابات رونما ہو رہے تھے تو میکسی مین کا دماغ اپنے خیالات و جذبات کی بنا پر سخت پریشان تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جب اُس کو گورڈینس کی بغاوت اور اپنے خلاف مجلس ملکی کے فتوے کی خبر پہونچی تو اس کی حالت درندون کی سی ہو گئی۔ وہ دوری کی وجہ سے مجلس ملکی سے تو انتقام نہ لے سکتا تھا۔ اس لئے اپنا غصہ اُتارنے کے لئے جو لوگ اُس کے قریب تھے انہی کی جان کے درپے ہوا مثلاً اُس کے ایک دوست خود اُس کے بیٹے اور اُن تمام لوگون کی جو اس کے قریب رہتے تھے، جان خطرے مین تھی۔ جب اُسے گورڈینس کی وفات کی اطمینان بخش خبر ملی، تو فوراً ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ چونکہ مجلس ملکی کو معافی اور معاملات کے سلجھنے کی کوئی امید نہ تھی اس لئے اُس نے دو شاہنشاہون کا انتخاب کر لیا ہے اور میکسی مین ان دونون کی جرأت اور قابلیت سے پوری طور پر واقف تھا۔ اب صرف انتقام ہی ایک ایسی چیز تھا جس سے اس کا دل ٹھنڈا ہو سکتا تھا۔ اور یہ صرف تلوار کے زور سے ممکن تھا الگزنڈر کے سلطنت کے تمام حصون سے فوجی دستون کو بلا کر ایک مرکز پہ جمع کیا۔ جو ستون اور سپینیس کے [illegible] مین کامیاب ہوا۔ مرکون کی بدولت رومی فوج کی شہرت ہو گئی تھی اور ان مین ایک حد تک نظم پیدا ہو گیا تھا۔ علاوہ برین انکی تعداد مین [illegible] اضافہ ہو گیا۔ [illegible] جنگجوون سالی بھی تھی [illegible]

اب وحشی نوجوان بھرتی کر لئے جاتے تھے میکسی من کی تمام زندگی جنگ میں صرف ہوئی تھی۔ اور تاریخ کا فیصلہ کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو یہ ماننا پڑیگا کہ اُس میں سپاہیانہ شجاعت اور تجربہ کار سپہ سالاروں کی سی قابلیت موجود تھی۔ یہ بالکل فطری بات تھی کہ اس کی طبیعت کا تقاضا ہو بجائے اس کے کہ بغاوت کو جاری رہنے دیتا اور اس کا منتظر رہتا کہ میں وقت کے گذرنے سے فائدہ اٹھاؤں گا اور اپنی حالت کو مضبوط بناؤں گا فوراً دریائے ڈنیوب کے کنارے سے ٹائبر کے ساحل پر وارد ہو آیا۔ جس کی ظفریاب فوج جس کے دل میں مجلس ملکی کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کئے گئے تھے اور جس کو اٹلی کے مال و زر کے لوٹنے کی تمنا تھی بے چینی سے اٹلی جیسے بے دست و پا ملک کو فتح کرنے کی منتظر تھی۔ لیکن جہاں تک اس زمانے کے غیر معروف واقعات سے پتہ چلتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی غیر ملکی لڑائی کی وجہ سے اٹلی کا حملہ موسم بہار کے آنے تک ملتوی رہا۔ میکسی من نے اس موقع پر جس دانشمندی سے کام کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے مخالفین نے مبالغہ سے کام لیا ہے اور یہ کہ اس کے جذبات اگر زور پر تھے تاہم وہ عقل و فہم کے ماتحت تھے وحشی میکسی من میں سلا کی سی دانشمندی تھی جس نے اپنے ذاتی دشمنوں سے انتقام لینے سے قبل روم کے دشمنوں کو زیر کیا تھا۔

اٹلی کا حملہ

جب میکسی من کی افواج نہایت باقاعدگی کے ساتھ منازل طے کرتی ہوئی اٹلی کی سرحد تک آپہونچیں تو انہیں یہ دیکھکر سخت پریشانی ہوئی کہ نہ کوئی مدمقابل ہے اور نہ وہاں آبادی کی چہل پہل نظر آتی ہے باشندوں نے گاؤں اور غیر محفوظ شہر چھوڑ دئے تھے مویشی اور غلہ وغیرہ بھی ہٹا دیا گیا تھا اور یا غلہ برباد کر دیا گیا تھا۔ پل منہدم تھے کوئی چیز ایسی موجود نہ تھی جس کے سایہ میں حملہ آور سپاہی پناہ لے سکتے یا جس پر اوقات بسر کر سکتے۔ یہ انتظام مجلس ملکی کے دانشمند سپاہ سالاروں کا تھا۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ اس طرح جنگ طول کھینچے گی اور میکسی من کی سپاہ آہستہ آہستہ قحط کی بدولت تباہ ہو جائیگی اور پھر اپنی طاقت کو اٹلی کے خاص خاص شہروں کے محاصرہ کے وقت صرف کر رہا ہوگا جن میں کھانے پینے کا کافی ذخیرہ اور جنگجو بہم ان سرحدی آدمیوں کے ذریعہ کافی مضبوط کر لیا گیا تھا جو دیہات سے ہٹا دیئے گئے تھے سب سے پیشتر

اکوئیلیا کا محاصرہ

مقام اکوئیلیا کا محاصرہ کیا گیا اور ان کو پہلا حملہ روکنا پڑا۔ وہ چشمے جو [illegible] خلیج سے نکلتے ہیں اور جن میں جاڑے کی برفوں کے پگھلنے سے بہت پانی بڑھ جاتا ہے میکسی من کی افواج کی راہ میں حائل ہوئے۔ آخر کار اس سپاہ نے ایک عجیب و غریب پل کے ذریعہ جو بڑی دقت اور مشقت سے [illegible] تعمیر کیا گیا تھا دریا کو عبور کیا۔ [illegible]

اور قحط کی مصیبت کا سامنا تھا دیہات برباد تھے دریا خون میں لاشیں پٹی تھیں اور خون بھرا ہوا تھا۔ اب لوگوں میں بد دلی اور نا امیدی کی ایک لہر پیدا ہوئی۔ انکو کسی قسم کی کوئی خبر وغیرہ نہ ملتی تھی اور آسانی سے انھوں نے یقین کر لیا کہ مجلس ملکی کا تمام ملک ساتھ دے رہا ہے اور ہم لوگ میکسی من کے ساتھ اسکوئیلیا کی ناقابل تسخیر شہرپناہ کے نیچے مرنے کے لئے چھوڑ دیے گئے ہیں نا امیدی سے میکسی من کا غصہ اور تیز ہوگیا۔ اپنی ناکامی کا سبب وہ سپاہ کی بزدلی کو قرار دیتا تھا۔ بے موقع مظالم سے بجائے اس کے خوف غالب ہونے کے لوگ اُس سے نفرت کرنے لگے اور انتقام کی خواہش پیدا ہوئی۔ محافظ سپاہ کے ایک گروہ نے جو روم کے قریب البا کی چھاؤنی میں سے تھے، اپنے بیوی بچوں کے خوف سے مجلس ملکی کے احکام کو قبول کیا۔ جب محافظ دستے نے میکسی من کا ساتھ چھوڑ دیا۔ تو گویا باقی رہا ہوا اور شاہنشاہ اپنے خیمے میں مع اپنے بیٹے کے جسکو شاہنشاہی کے اختیارات حاصل تھے قتل کر دیا گیا۔ ساتھ ہی انولینس جو حاکم فوجداری تھا اور میکسی من کے خاص وزرا جنکے ذریعہ وہ مظالم کرتا تھا موت کے گھاٹ اتار دیے گئے جب اکیلیا نے ان سب کے سروں کو نیزوں پر بلند ہوتے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ اب محاصرہ ختم ہوگیا ہے شہر کے دروازے کھول دیے گئے بھوکی سپاہ کے لیے غلہ وغیرہ کا کافی انتظام کیا گیا اور تمام فوج مجلس ملکی نیز شہنشاہان روم میکسیمس اور بالبینس کے احکام ماننے کا اقرار کیا۔ وحشی میکسی من کا نتیجہ یہ ہوا اور وہ اسی کا مستحق تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے دل میں وہ جذبات ہی نہ تھے

اسکی تصویر

جو مہذب آدمی یا بالفاظ دیگر ہر انسان کے دل میں ہوتے ہیں اُس کا جسم بھی روح کے مطابق تھا۔ اسکا قد آٹھ فیٹ سے زائد لمبا تھا۔ اور اسکی غیر معمولی طاقت اور غذا کا جو حال بیان کیا جاتا ہے اُس پر یقین نہیں آتا۔ اگر وہ کسی کم علم زمانہ میں پیدا ہوتا تو شعرا اور راویوں نے اس کو ایک ایسا دیو ظاہر کیا ہوتا جس کی مافوق الفطرت طاقت ہمیشہ نوع انسان کی تباہی میں صرف ہوتی تھی

رومی دنیا کی عام مسرت

بہ نسبت بیان کرنے کے اس کا اندازہ کرنا زیادہ آسان ہے کہ رومی دنیا میں عام طور پر میکسی من کی موت سے کیسی خوشی منائی گئی ہوگی۔ یہ خوشخبری اکیلیا سے روم تک چار دن میں پہنچ گئی۔ جب میکسیمس واپس آیا تو فاتح کی شان سے آیا۔ بالبینس کا ساتھی اور نوجوان گورڈین اُس کے استقبال کو گئے اور تینوں شہزادے ساتھ ساتھ روم میں داخل ہوئے۔ انکے ساتھ ساتھ وہ تمام قاصد بھی تھے جو قریب قریب اٹلی کے ہر شہر سے آئے تھے۔ لوگ انکو اپنی حسب الحال شادی اور احسان مندی کی بنا پر سلام کرتے تھے اور مجلس ملکی کے ممبر اور عوام سچے دل سے یہ بات نہایت بلند کر رہے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ ظلم و جور کا زمانہ ختم ہو گیا اور اب امن و آسائش کا زمانہ ہوگا اور رفاہ و خوشحالی کا عہد ہوگا جس طرح یہ دونوں شاہنشاہ برتاؤ کرتے تھے اس سے یہی امید ہوتی تھی وہ خود انصاف کرتے تھے اور آپ کے مزاج کی درشتی کا دوسرے

کی نرمی سے علاج ہو جاتا تھا میکسی من نے ایسے قوانین بنائے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی جائداد کا مالک ہو جاتا
تھا، تو اُسے بہت بڑی رقم بطور محصول کے خزانہ شاہی میں داخل کرنا پڑتی تھی - یہ تمام قوانین یا تو بالکل
منسوخ کر دیئے گئے اور یا کم از کم اُن میں بہت کچھ ترمیم کر دی گئی - از سر نو باقاعدہ انتظام شروع ہوا اور
مجلس ملکی کے مشورہ سے تاجداروں نے جو حیثیت مجلس ملکی کو وزراء کی سی تفویض کی، دانشمندانہ قوانین بنانے
اصل اصول یہ قرار دیا گیا کہ بجائے فوجی مظالم کے حکومت کی بنیاد ملکی نظام پر ہو - ایک موقع پر آزادی
سے میکسی مس نے سوال کیا تھا کہ ہم کو روم کو ظالم کے پنجہ سے چھڑانے کا کیا انعام ملے گا؟ اس کا جواب بالبنیس نے
یہ دیا کہ اس کے عوض ہم کو ممبران مجلس ملکی و عوام، اور تمام دنیا کے لوگوں کی محبت و ہمدردی حاصل ہو جائے گی
لیکن دوراندیش میکسی مس نے پھر کہا، مگر بعض سپاہیوں کی نفرت اور اُنکے غصہ کے خوفناک نتائج سے بہت
ڈرتا ہوں اور واقعات نے بتا دیا کہ اس کا خوف بالکل بیجا نہ تھا۔

روم کی سازش

جب میکسی مس اٹلی کو دشمن کے حملہ سے بچانے کی تیاری کر رہا تھا بالبنیس جو روم
میں تھا لوگوں کو قتل کرنے اور اندرونی اختلافات میں مصروف رہا - خود
ممبران مجلس ملکی کا اجلاس ہو رہا تھا، محافظ سپاہ کے دو تجربہ کار سپاہی محض تماشہ دیکھنے یا کسی خراب
نیت سے زبردستی مندر میں گھس آئے - اور رفتہ رفتہ قربانگاہ کے دوسری طرف تک پہنچ گئے - گیلیکانس
جو ایک حاکم فوجداری تھا - اور سینیٹر جو محافظ سپاہ کی طرف سے مجلس ملکی کا ممبر مقرر ہوا تھا، اُن کے اس بیجا
داخلے سے بہت برہم ہوئے اور اپنے خنجر نکال کر دونوں سپاہیوں کو جنھیں وہ میکسی من کے مخبر سمجھتے تھے، قربانگاہ
کے سامنے قتل کر دیا - اس کے بعد دروازہ پر آکر انھوں نے عوام کو سخت الفاظ میں مخاطب کر کے، انکو ترغیب
دی کہ محافظ سپاہ باطن میں ظالم میکسی من کی مددگار ہے - اس لئے اس سب کو قتل کر دینا لازم ہے۔ عوام کے غیظ و غضب
سے جو لوگ بچ سکے انھوں نے بھاگ کر چھاؤنی میں پناہ لی - یہاں کئی دفعہ ان پر حملے کئے گئے لیکن ہر دفعہ
انھوں نے حملہ رد کر دیا - وجہ یہ تھی کہ انکا ساتھ دو پہلوان بھی دینے لگے جو امراء کی ملکیت تھے یہ خانہ جنگی کئی دن
جاری رہی دونوں گروہوں کا بے انتہا نقصان ہوا - اور بڑی بدنظمی رہی مجب وہ نل جنسے چھاؤنی میں
پانی جاتا تھا توڑ دیئے گئے، تو محافظ سپاہیوں کی بُری حالت ہونے لگی اور ناامید ہو کر انھوں نے شہر پر
حملے کرنا شروع کئے - انھوں نے بہت سے مکانات جلا دیئے اور سڑکوں پر باشندوں کا خون پانی کی طرح بہایا -
شاہنشاہ بالبنیس نے کئی دفعہ اعلانات نافذ کئے اور بغیر شرط قتل معافی دے دی کہ کسی طرح اس خانہ جنگی کا خاتمہ ہو جائے
اور لوگوں کا غصہ تھوڑی دیر کے لئے کم ہو گیا لیکن یکبارگی پھر اُس کا ظہور ہو گیا زور و شور سے ہوا سپاہیوں
کو ممبران مجلس ملکی اور عوام سے نفرت تھی اور وہ اُس تاجدار کی نگرانی کو بھی برا سمجھتے تھے جسے سینیٹ یا تو عوام نے

حکومت کرنیکا مادہ نہ تھا اور یا طاقت نہ تھی۔

محافظ سپاہ کی بددلی

میکسی من کی وفات پر اس زبردست فوج نے کسی انتخاب کی بنا پر نہیں بلکہ ضرورتاً میکسی مس کو بادشاہ تسلیم کرلیا اور میکسی مس فوراً شہر اکویلیا چھوڑکر اون کی چھاؤنی میں چلا گیا جب تمام سپاہی (وفاداری) کی قسم کھا چکے تو اس نے نہایت نرم الفاظ میں ایک تقریر کی۔ اس نے بجائے زمانہ کی بدنظمی پر اظہار ناراضی کرنے کے اس پر افسوس کیا اور سپاہیوں کو یقین دلایا کہ تمھارے گذشتہ افعال سے مجلس ملکی آئندہ صرف یہ بات یاد رکھیگی کہ تم نے ظالم میکسی من کا ساتھ چھوڑا تھا۔ اور اپنا فرض ادا کیا تھا میکسی مس نے اپنی تحریک کو اور مضبوط کرنے کے لئے سپاہیوں کو بہت فیاضی سے تحائف دیئے اور چھاؤنی کا ایک قربانی کرکے صدقہ اتارا اس کے بعد اس نے الگ الگ دستون کو اپنے اپنے صوبجات میں واپس جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس کے خیال کے موافق وہ لوگ سب کے سب اس کے احسان مند اور فرمانبردار تھے لیکن مغرور محافظ سپاہ کسی طرح راضی نہ ہو سکتی تھی۔ اس قابل یادگار دن یہ فوج دونون شاہنشاہوں کے ساتھ تھی جب یہ روم میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن جب لوگ خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ سپاہیوں کے چہرون پر ناامیدی کی علامات ظاہر تھیں اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے تئین فتح میں معین ہونے کے بجائے یہ سمجھتے تھے کہ شاہنشاہوں کو ہم پر فتح نصیب ہوئی ہے جب تمام سپاہی جن میں سے کچھ روم میں رہے تھے اور کچھ میکسی من کے ساتھ رہ کر جنگ میں شریک ہوئے تھے ایک جگہ جمع ہوئے تو انھون نے ایک دوسرے سے اپنی اپنی تکالیف اور آئندہ کے پیش آنیوالے خطرات کا ذکر کیا جن بادشاہوں کو سپاہ نے منتخب کیا تھا وہ ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتر چکے تھے اور جنکو مجلس ملکی نے انتخاب کیا تھا تخت سلطنت پر قابض تھے۔ ملکی اور فوجی محکمون کے درمیان جو نزاع چلی آتی تھی اس کا ایک جنگ پر فیصلہ ہوگیا تھا اور جنگ میں فوجی محکمہ کو پوری شکست ہوئی تھی سپاہیوں کو یقین تھا کہ اب ہمیں مجلس ملکی کے احکام کی تعمیل کرنا پڑے گی اور ابھی گو ہم سے رحم کا برتاؤ ہوگا لیکن آہستہ آہستہ ہم سے انتقام ضرور لیا جائیگا۔ اس انتقام کا دوسرا نام انتظام رکھا جائیگا اور ممبران ملکی دعویٰ کرینگے کہ ہم یہ سب باتیں عوام کے فائدہ کی غرض سے کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی ہمیں تلافی کا موقع ہے اور اگر ہم میں اتنی ہمت ہے کہ ہم ضرور جمہور کے مظالم سے بچنا چاہتے ہیں تو دنیا کو اس بات کا یقین دلانا چاہیئے کہ وہی لوگ جنکے ہاتھوں میں تلوار ہے، سلطنت کے اختیارات بھی رکھتے ہیں۔

میکسیمس اور بالبینس کا قتل

جب مجلس ملکی نے دو تاجداروں کا انتخاب کیا تو علاوہ اس خیال کے کہ زمانہ صلح اور جنگ میں جتنے معاملات درپیش ہونگے اونکو طے کرسکینگے یہ خیال بھی یقیناً پیش نظر ہوگا کہ دو تاجداروں کے مقرر ہونے سے حاکم

اعلیٰ کے اختیارات کا استعمال شخصی خودمختاری کی شان سے نہ ہو سکے گا۔ گو یہ بات حاصل ہو گئی لیکن خود انکے اور انکے شاہنشاہون کے لئے یہ انتظام مضر ثابت ہوا مثل ہے کہ دو تلوارین ایک نیام مین نہین رہ سکتین اور نہ دو بادشاہ ایک ملک مین رہ سکتے ہین یہ دونون تاجدارون کی طبیعتین ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھین اب انکو ایک دوسرے پر حسد ہونے لگا۔ میکسی مس، بالبنیس سے اس بنا پر متنفر تھا کہ وہ محض ایک عیش پسند رئیس ہے۔ بالبنیس میکسی مس سے اس وجہ سے نفرت کرتا تھا وہ ایک معمولی حیثیت کا سپاہی ہے جسکے حسب نسب تک کا پتہ نہین۔ لوگون کو یہ کشیدگی نظر تو نہ آتی تھی مگر سمجھتے سب تھے۔ اس کشیدگی کا احساس خود تاجدارون کو بھی تھا اور اسی وجہ سے اُن دونون نے متحدہ طور پر کبھی اس بات کی کوشش نہ کی کہ وہ کسی طرح اپنے دشمنون یعنی محافظ دستہ کے سپاہیون کو زیر کرین۔ تمام شہر کیپٹولائن کھیلون مین مصروف تھا۔ اور دونون تاجدار محل مین تقریباً تنہا تھے۔ یکبارگی ایک مسلح سپاہیون کے گروہ کی آمد سے وہ سراسیمہ ہو گئے دونون تاجدار محل مین ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے تھے اور اس وجہ سے انکو بالکل علم نہ تھا کہ دوسرے کی کیا حالت ہے یا یہ کہ دوسرا کیا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ وہ دوسرے کی مدد کرنے، یا اس سے مدد لینے سے ڈرتے تھے۔ اسطرح انھون نے بجائے اسکے کہ قیمتی وقت کو کسی مفید تجویز مین صرف کرتے ... فضول بحثون اور ایک دوسرے کو الزام دینے مین ضائع کر دیا۔ جب محافظ دستہ آ پہونچا تو ان باتون کا خاتمہ ہو گیا۔ محافظ دستہ کے سپاہی نفرت سے ان تاجدارون کو "مجلس ملکی کے بادشاہ" کہتے تھے۔ انھون نے دونون تاجدارون کو اسیر کر لیا، انکو برہنہ کر کے روم کی سڑکون پر تشہیر کیا تاکہ آہستہ آہستہ ظلم کر کے بدقسمت تاجدارون کو تخت حکومت سے اتار دین۔ شاہی دستہ کے وفادار جرمنی سپاہیون کی مداخلت کے خوف سے انکے مصائب کا جلد خاتمہ ہو گیا۔ انکے جسمون پر ہزارون زخم لگا کر اور انکا خاتمہ کر کے لاشون کو سپاہیون نے چھوڑ دیا تاکہ عوام انکی تحقیر یا ہمدردی کرین۔

صرف تیسرا گورڈین شاہنشاہ باقی رہا ہے

چند ماہ کے عرصہ مین چھ تاجدار قتل کئے جا چکے تھے۔ صرف گورڈین جس کو پہلے ہی سیزر کا خطاب مل چکا تھا، ایسا شخص تھا جو تخت پر بیٹھ سکتا تھا سپاہی اسے چھاؤنی مین لے گئے اور آگسٹس لفظ سے خطاب کر کے اُسے شاہنشاہ تسلیم کر لیا۔ اسکو مجلس ملکی اور عوام منتخب پسند کرتے تھے اسکی کم عمری کی بنا پر یہ امید ہوتی تھی کہ وہ فوجی بیش پرستیون سے عرصہ تک محفوظ رہیگا محافظ دستہ کے انتخاب پر روم کی فرمانبرداری، اور صوبجات کی رضامندی نے حکومت جمہور کو اس نازک وقت مین بچا لیا۔ حالانکہ اس کے عوض مین آزادی اور عزت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ لیکن دارالسلطنت ایک بڑی خوفناک خانہ جنگی سے محفوظ رہا۔

گورڈین کی بے گناہی اور اسکی خوبیان

چونکہ وفات کے وقت اُس کی عمر صرف انیس[19] برس

کی تھی اس لئے اگر اس کے واقعات زیادہ صحت سے معلوم ہوتے تو بھی اس سے زیادہ اور کچھ نہ معلوم ہوتا کہ اسکی تعلیم کیسی ہوئی تھی اور ان وزراء کا طریق عمل کیا تھا جنھون نے ناسمجھی کی وجہ سے باری باری سے اسکو دھوکا دیا یا اسکو صلاح بتائی تخت پر بیٹھتے ہی جس شخص کا اثر اس پر غالب ہوا وہ اسکی ماں کا خواجہ سرا تھا۔ یہ ایشیا کا باشندہ اور بہت خراب آدمی تھا۔ الاگابالس کے زمانے سے محل شاہی مین بہت دخل رکھتا تھا ان بدمعاشون کی سازش سے بیگناہ شہزادہ کو مظلوم رعایا کی اصل حالت سے آگاہی نہ ہونے پاتی تھی تاجدار اپنے صفات حمیدہ کی بدولت دھوکے مین رہتا تھا اور سلطنت کے بڑے بڑے مناصب بغیر بادشاہ کے علم کے کھلے خزانے نا اہلون کے ہاتھ فروخت کردیئے جاتے تھے ان واقعات کا تاریخ سے کوئی پتہ نہین چلتا جنکی بنا پر تاجدار ان بدمعاشون کے اثر سے آزاد ہوگیا لیکن اب اس نے ایک ایسے وزیر کی صلاح پر عمل درآمد شروع کیا جس کا مقصد صرف بادشاہ کی عظمت کا سکہ بٹھانا اور رعایا کی فلاح تھا معلوم ہوتا ہے کہ اسکی محبت اور اسکے علم کی وجہ سے گورڈین نے مسی تھیس پر اعتبار کیا نوجوان شہزادے نے اپنے استاد کی جس نے اسے فن خطابت کی تعلیم دی تھی لڑکی سے شادی کی اور اسکو سلطنت کا سب سے معزز عہدہ عنایت کیا۔

مسی تھیس کا طرز حکومت

وہ دو خط جو ان دونون نے ایک دوسرے کو لکھے تھے آج تک موجود ہین وزیر نے جو صفات حمیدہ کی قدر کرتا تھا گورڈین کو اس بات پر مبارکباد دی ہے کہ آپ اب خواجہ سراؤن کے پنجہ سے آزاد ہوگئے ہین اور بڑی بات یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا احساس بھی ہے شاہنشاہ نے اس خط کا جو جواب لکھا ہے اس مین پسندیدہ اور سنجیدہ طور پر اپنی گذشتہ غلطیون کو تسلیم کیا ہے اور ایک خاص انداز مین شاہنشاہون کی بدقسمتی پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ اسے زر پرست درباریون کا ایسا گروہ ہمیشہ اصل واقعات کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

جنگ فارس

مسی تھیس کی عمر حصول علم مین صرف ہوئی تھی اور فوجی زندگی سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن اس مین کچھ ایسی خداداد قابلیت تھی کہ جب وہ محافظ دستہ کا افسر مقرر کیا گیا تو اس نے اپنے فرائض کو بہت محنت اور خوبی سے انجام دیا۔ فارس والون نے میسوپوٹامیہ پر حملہ کیا تھا اور مقام انٹاکیہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اپنے خسر کی صلاح سے نوجوان شہزادے نے روم کے عیش و آرام کو خیرباد کہا، جانوس کے مندر کا دروازہ آخری دفعہ کھلا اور بنفس نفیس مشرق کو روانہ ہوا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس کے بعد جانوس کے مندر کا دروازہ ہمیشہ بند ہی رہا۔ جب وہ ایک بڑی فوج کے ساتھ وہان پہونچا تو فارس والون نے ان شہرون سے جن پر انھون نے قبضہ کر لیا تھا۔ اپنی فوجین ہٹالین اور دریائے فرات سے ہٹ کر دجلہ تک آگئے۔ گورڈین نے نہایت خوشی سے اپنی پہلی جنگ مین کامیابی کا حال مجلس ملکی کے روبرو بیان کیا اور

احسانمندی کے طور پر فتح کا باعث اپنے خسر کو قرار دیا۔ دوران جنگ مین مِسی تھیس برابر فوج کی حفاظت کرتا رہا اور اُس نے اُن کا نظم قایم رکھا اُس نے فوج کو بددل ہونے سے اس طرح روکے رکھا کہ ہمیشہ چھاؤنی مین ہر چیز بافراط موجود رہتی تھی اور سرحدی شہرون مین غلہ، شراب اور بھوسہ وغیرہ کا بہت کافی ذخیرہ رہتا تھا۔ لیکن گورڈین کی خوش اقبالی کا زمانہ مِسی تھیس کے ساتھ ہی جو سیلان کی بیماری مین مبتلا رہ کر مرا ختم ہوگیا۔ ساتھ ہی ایسے اسباب بھی ہین جنسے یقین ہوتا ہی کہ واقعی اسکو زہر دیا گیا تھا۔ فلپ جو اس کے بعد محافظ

فلپ کی کارروائیان

دستہ کی افسری پر مقرر ہوا، عربی نژاد شخص تھا۔ اور اسی سبب سے زمانہ شباب مین قزاق رہ چکا تھا۔ قزاقی کرتے کرتے سلطنت کے اتنے معزز رتبہ پر پہونچ جانے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ایک بہادر اور قابل راہنما تھا۔ لیکن اسی بہادری کی وجہ سے اُسے تاج شاہی کی ہوس ہوئی۔ اور اُس نے اپنی قابلیت سے نرم دل آقا کی خدمات انجام دینے کی بجائے اُس کو زیر کرنے پر صرف کرنا شروع کی اُس نے ایک چال سے سپاہیون کو اس بات کا یقین دلا دیا کہ چھاؤنی مین اب غلہ وغیرہ نہین رہا ہی اس مصیبت کا ذمہ دار اُس نے تاجدار کی کم عمری اور نا اہلی کو قرار دیا۔ قلم مین اتنی قدرت نہین ہی کہ اُن تمام ظاہر و باطن سازشون اور فتنہ انگیزیون کا ذکر کر سکے جو آخرکار گورڈین کے لیے بہت مضر ثابت ہوئین جس مقام پر وہ قتل ہوا

گارڈین کا قتل

وہان اُس کی یادگار مین ایک مینار بنا دیا گیا۔ اور یہ اُس مقام کے قریب تھا جہان دریاے فرات ایک چھوٹے دریا ابورا سے ملتا ہی۔ سپاہ کی مدد سے خوش قسمت فلپ تخت نشین ہوگیا اور مجلس ملکی اور صوبجات نے خاموشی سے اسکی حکومت تسلیم کر لی۔

جمہوریہ فوجی رنگ

ہم اُس جگہ اُس قابل تعریف ایک حد تک خیالی خاکہ کو نقل کئے بغیر نہین رہ سکتے جو موجودہ زمانے کے ایک مصنف نے روم کی فوجی حکومت کا کھینچا ہی وہ لکھتا ہی کہ اُس زمانے مین جس چیز کو لوگ رومی سلطنت کہتے تھے۔ وہ ایک غیر مربوط جمہوری حکومت تھی جس کی شکل الجیریا کی حکومت اعراب سے بہت ملتی جلتی تھی، جہان فوج کو حکام کو مقرر اور معطل کرنے کے شاہی اختیارات حاصل ہین اور اس کا نام ترکون نے ڈے رکھا ہی۔ عام طور پر اصولاً یہ کہا جا سکتا ہی کہ فوجی حکومت مین بہ نسبت شخصی حکومت کے جمہوریت کی جھلک زیادہ نظر آتی ہی۔ نہ یہی کہہ سکتے ہین کہ سپاہی سلطنت مین محض . اور بغاوت کی وجہ سے حصہ لیتے تھے جو تقریرین شاہنشاہون نے انکے سامنے کی تھین وہ بالکل ویسی ہی تھین جیسی عوام کے روبرو کونسل اور حکام وغیرہ بہت پہلے کر چکے تھے۔ اور گو فوج مین کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہان لوگ جمع ہوکر تبادلۂ خیالات کر سکتے۔ اور گو انکے مباحثے مختصر افعال فوری اور فیصلے سرسری ہوتے تھے پھر بھی کیا سلطنت کی باگ انکے ہاتھون مین نہ تھی؟ شاہنشاہ کی حیثیت جابرانہ حکومت کے ایک وزیر سے جس کا انتخاب سپاہیون کے فوائد کا لحاظ رکھکر ہوتا تھا۔ کسی طرح

بہتر نہ تھی۔

اور جب سپاہی فلپ کو جو گورڈین کے زمانے میں محافظ دستہ کا سردار تھا انتخاب کر چکے تھے تو گورڈین نے خواہش کی کہ میں تنہا حکومت کرون لیکن یہ نہ ممکن ہوا۔ پھر اُس نے یہ تجویز کی کہ دونون کو برابر کے حقوق حاصل رہین۔ لیکن سپاہ اس پر بھی مستعد نہ ہوئی۔ اس کے بعد اُس نے سیزر کے معمولی خطاب کو قبول کرنا پسند کیا لیکن فوج نے یہ بھی نہ مانا آخرکار اُس نے درخواست کی کہ میں محافظ دستہ کا سردار رہون یہ درخواست بھی رد کر دی گئی۔ آخر میں اُس نے درخواست کی کہ اچھا تم لوگ میری جان کے پیچھے نہ پڑو۔ اُس وقت تمام باتون کے متعلق فوج کا فتویٰ تسلیم کیا جاتا تھا اگر اس مورخ کا بیان صحیح مان لیا جائے جو گو اس قابل نہیں ہی لیکن جسکے بیان کو پرسیڈ والٹ سونٹیسکو نے تسلیم کیا ہو تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ ان تمام واقعات کے دوران مین فلپ بہت خاموشی سے غصہ میں بھرا بیٹھا رہا۔ اور اس پر تیار تھا کہ اپنے محسن کی جان نہ لے۔ لیکن پھر اُسے خیال آیا کہ ممکن ہی اسکی بے گناہی کی وجہ سے دنیا کے لوگ اُس سے ہمدردی کرنے لگین اس خیال کا آنا تھا کہ اُسنے اپنے حریف کی آہ و زاری کی کوئی پرواہ نہ کی اور حکم دیا کہ اسکو پکڑ کر برہنہ کر دو اور فوراً قتل کر دو ایک لمحہ بعد اس ظالمانہ حکم پر عملدرآمد کیا گیا۔

فلپ کی حکومت

مشرق سے واپسی پر فلپ نے اس خیال سے کہ لوگ میرے افعال کو بھول کر مطیع ہو جائین نہایت متانت اور نہایت شان و شوکت سے کھیل تماشون کا انتظام کیا۔ آگسٹس کے بعد جن لوگون نے ان کھیلون کی ابتدا کی تھی یا کم از کم اُن کو از سر نو زندہ کیا تھا، وہ صرف کلاڈیس، ڈامیشین اور سویرس تھے اور اب پھر روم کی بنیاد پڑنے کے ایک ہزار برس بعد، پانچوین دفعہ یہ کھیل شروع ہوئے۔

صدی میں ایک دفعہ ہونیوالی کھیل تماشے

ان تماشون کو عزت و احترام اور مذہبی رسم و رواج کا رنگ دیا گیا تاکہ ضعیف الاعتقاد لوگون پر اس کا اثر پڑے پچھلی دفعہ اور اس دفعہ مین اُس سے زیادہ عرصہ گذر چکا تھا جسمین ایک نسل انسان کی فنا ہو جاتی ہی اور چونکہ ان لوگون نے خود کبھی یہ تماشے نہ دیکھے تھے، اس لئے یہ بھی معلوم تھا کہ ہم اپنی زندگی مین پھر کبھی یہ تماشے نہ دیکھ سکین گے دریائے ٹائیبر کے کنارے رات کے وقت عجیب و غریب قربانیان کی جاتی تھیں کیمپس مارشس مین گانے اور ناچ کی آوازین گونجتی تھین۔ اور وہان لاتعداد لیمپ اور مشعلین روشن رہتی تھین۔ غلامون اور غیر ملک والون کو ان قومی تماشون مین شرکت کی اجازت نہ تھی ستائیس نوجوان مرد اور ستائیس کنواری لڑکیان جنکے والدین بقید حیات تھے، اور جو رؤسا کے خاندان سے تھے، موجودہ زمانے اور آنیوالی نسل کے لئے دعائین مانگتے تھے۔ یہ لوگ مذہبی گیت گاتے تھے اور اسی مین اس کی اُمید کرتے تھے کہ پُرانے زمانے کی پیشین گوئیون کے مطابق اب بھی ہمارے صفات حمیدہ ہون گے ہم فارغ البالی سے بسر کرسکینگے اور رومی سلطنت کو قیام رہیگا۔ فلپ کے تماشون اور آرائش سے عوام بہت

مطمئن تھے۔ جو لوگ اُس کے ساتھ تھے اون سے وہ لوگوں کی ضعیف الاعتقادیوں کو مضبوط کرنے کا کام لیتا تھا۔ لیکن جو لوگ سمجھدار تھے اُنکے ذہن میں گذشتہ تاریخ کے واقعات چکر کھاتے تھے اور وہ غور کرتے تھے کہ آخر حکومت کا انجام کیا ہوگا۔

سلطنت روم کا تنزل

جب رومولس نے تھوڑے سے گلہ بانوں اور ملازموں کو ساتھ لیکر دریائے ٹائیبر کے کنارے کی پہاڑیوں پر اپنی حفاظت کی تھی، اُسکو ایک ہزار برس گذر چکے تھے۔ پہلی چار نسلوں میں رومیوں نے افلاس کی حالت میں صعوبتیں برداشت کرکرکے جنگ اور حکومت کے جوہر پیدا کئے تھے۔ محنت اور قسمت کی مدد سے وہ تین سو برس تک یورپ، ایشیا اور افریقہ کے اکثر ممالک پر حکومت کرتے رہے۔ آخری تین صدیوں کا زمانہ بظاہر رنا ہیبت لیکن در اصل تنزل کی حالت میں گذرا۔ اور رومیوں کی اُس قوم میں جو سپاہیوں، حاکموں اور واضعان قوانین پر مشتمل تھی اور جن لوگوں سے اسکے پینتیس قبائل بنے تھے، اب معمولی حیثیت کے لوگ رہ گئے تھے۔ اس میں اب صوبجات کے لاکھوں غلامانہ طبیعت کے لوگ شامل ہوگئے تھے اور آپس میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ تھا۔ یہ نئے لوگ کہلاتے تو رومی تھے لیکن ان میں رومیوں کے خصایص قومی کہاں؟ آزادی کا پتہ سوائے اُس تنخواہ دار فوج کے اور کہیں نہ تھا جو رعایا میں امن قائم رکھتی تھی اور سرحد پر ملک کی حفاظت کرتی تھی۔ لیکن اس آزادی کا استعمال نہایت بُرے طریقہ پر ہوتا تھا۔ انہی لوگوں کے بے اصول انتخابات سے روم کے تخت پر ایک سیریا کے رہنے والے، ایک گاتھ اور ایک عرب کو جگہ ملی تھی۔ اور ان لوگوں کو مفتوحہ مقامات آئرسی پر بھی پورے اختیارات حاصل تھے۔

سلطنت روم بحیرۂ مغرب سے لیکر دریائے دجلہ تک اور اٹلس پہاڑ سے لیکر دریائے رائن اور ڈینیوب تک پھیلی ہوئی تھی۔ ظاہر بین نگاہوں کو فلپ اور ہیڈرین یا آگسٹس میں کوئی فرق نہ نظر آتا تھا۔ اور دونوں ایک ہی طاقت کے تاجدار معلوم ہوتے تھے اور ظاہری حالت دونوں کی ایک سی تھی لیکن اندرونی حالات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ صناعوں کی کوئی ہمت افزائی نہ ہوتی تھی اور صنعت و حرفت میں ترقی کرنے کا شوق عرصہ دراز سے کا عالم سے بالکل مردہ ہوچکا تھا دیگر خوبیوں کی عدم موجودگی میں فوجوں کا نظام جسکی وجہ سے سلطنت کی رہی سہی شان باقی تھی اب بگڑ گیا تھا اور اسکی جگہ ذاتی اغراض و مقاصد نے لے لی تھی یا یوں کہئے کہ تاجداروں کی کمزوری کی وجہ سے نظم قائم نہ رہ سکا تھا۔ سرحدی طاقت کا دارومدار بجائے قلعجات وغیرہ کے سپاہ کی خوبی پر تھا۔ لیکن ان کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ خوشحال صوبے خالی پڑے رہتے تھے اور جب وحشیوں کا دل چاہتا وہ لوٹ مار کرتے تھے۔ کیونکہ انکو سلطنت کے اندرونی زوال کا علم ہوچکا تھا۔